

زبان و بیان کی چاہنی اور مشق کے سوز و گداز کے ساتھ
کلامات سیرت کی عکاس ایک لذیش تحقیقی کتاب

خود فلان کے آئینے میں

(مُصَاطَفٌ)

تفاریط

سوانح اُمّتی سیدنا حبیب الدین شاہ صاحب

پیغمبر اُمّتی سیدنا حبیب الدین شاہ صاحب

پیغمبر اُمّتی سیدنا حبیب الدین شاہ صاحب

پیغمبر اُمّتی سیدنا حبیب الدین شاہ صاحب



حافظ محمد بدر عالم

Toobaa-e-library.blogspot.com

مکتبہ حمادیہ عتب بجزل بس شیخو
اکٹھ شر 057-2702702

محمد صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْہِ وَسَلَّمَ قرآن کے آئینے میں
(مقامِ مصطفیٰ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْہِ وَسَلَّمَ)

مَوْلَف: مولانا بدر عالم صاحب
پیشکش: طوبی ریسرچ لائبریری



فہرست اعنوان زاد

42	مراتب دلائل	20	قراءۃ
43	دلیل دلیل	21	اتساب
45	ذیمت کائنات	23	دیباچہ
45	زمعت کیا ہے؟	26	ابتدائی فتن
46	امل زینت	34	مقصود کائنات
48	نبی الا نبیا	34	تلخیق کائنات کی پہلی حکمت
48	نبیوں سے جانش	35	تلخیق کائنات کی دوسرا حکمت
51	حضرت ناولوتو کی حقیقت	37	تلخیق کائنات کی تیسرا حکمت
52	نی اور اُٹی کا فرق	37	اصل حکمت
52	صدق	38	شرف کا بسب
53	علام الوی کا ارشاد	39	حصوصوں کو نہیں
53	دلیل ختم بوت	41	توحید کی اعظم دلیل
53	حدیث رسول	41	وجوہ خدا

جملہ حقوق بحق مولف مکنون ہے۔

نام	تالیف	محمد قرآن کے آئینے میں عائض محمد بدر عالم گیارہ صد
تعداد	تعداد	
حقیقت	حقیقت	روپے
ناشر	ناشر	مکتبہ جمادیانک

مکتبہ شیدیہ اکوڑہ لائل

کتب خانہ شیدیہ راولپنڈی

مکتبہ دارالإیمان الآلیاں راولپنڈی

مکتبہ شیدیہ اسلام لائل مکتبہ اسلام آباد

112	کمال شکری شہادت	حقیقی کتاب	91
113	کمال ذکر اور کمال یقین کی گواہی	ذین کتاب	92
115	قرآن کی مثل اور مثالب کا طریقہ	فائدے نفس کی گواہی	92
116	کمال محبت کی علامت	حضور کی صفات پر گواہ	93
117	دلیل فتح نبوت	قرآن کے ۲	94
119	کامل العلم	سہارک کتاب	95
121	علم کیا ہے؟	مقامِ مصطفیٰ	96
121	حقیقی علم	نبی القبلین	96
121	کمال عقش کمال یقین	کعبی کشان	96
122	ابتداء علم	تحول قبلہ	97
123	علمیں برتر	جیتی حدیث	98
124	مراتب علم کی عظمت	قبلہ کی حقیقت	99
126	کل اور اکی مراد	قبائلی ضرورت	100
128	نیب کا علم اور اس کے سوال	قبائلی اہمیت	103
128	عابد اور عبید میں فرق	کعبہ کی وجہ ترجیح	109
128	علم نیب کی اقسام	چیلنج خیالات	110
131	اخلاص اور اطاعت کی گواہی	دوسرا فضیلت	112

77	خاتم کا لفظ کیوں استعمال کیا	55	اویٰ بالمؤمنین
78	فاتح الخواتیم	55	اویٰ کے معانی
78	ملتباۓ کمال نبوت	57	اویٰ کی مراد
79	خاتم سرتی حضرت ہانوتوی کی تحقیق	57	حضرت ہانوتوی کی تحقیق
80	۲ خزانہ	59	اویٰ کے لفاظ میں بحث
81	اشتق عمل الامۃ	61	اویٰ کے دیگر مذاہم
82	شقائق کا مطلب	62	حضرت کوکس بات میں تقارب ہے؟
83	دین کامل	63	اویٰ کا تناول
83	قرآن کی افرادت	66	عموم دسالت
85	العبد المطلوق	66	رسول انجلیس
85	انسان کی اعلیٰ خوبی	68	عموی بخش
86	مراتب عبیدت	71	عالیین کی مراد
87	مقامِ مصطفیٰ	72	ثُمَّ نبوت کی دلیل
89	عبادت اور عبیدت کا فرق	74	خاتم النبین
90	عابد اور عبید میں فرق	74	سچا کلام
90	تھاشائے عبیدت	75	روحانی والدہ
91	اخلاص اور اطاعت کی گواہی	76	زیریندا ولادی اور رکھنے کی بحث

187	داعی الى الله	165	اپنی امانت پر گواہی
188		168	عرش انفال واعی کامنہیں
188		171	متائم شہادت واسطہ
188		173	بشير و نذیر
189		175	آپ غدائی صفات کے باکٹنیں حاوی
189		176	آپ کو ہجرات پر بھی قدرت نہیں ہدایت دینا آپ کا کام نہیں
190		177	محترراہ انسان شکن پہنچانے والے ہدایت دینا آپ کا کام نہیں
190		178	باکمال تکمیل استقامت اور تسلیل
192		179	رواف و اور حرم فلاں
194		179	ناس اور جگہن حقیقت و دعوت
195		180	کامل صفات، زائد جزو و ثواب کمال معرفت
197		181	خوشیں اور نہندریں اقرب اور اخون
198		181	بیشتریں اور انحراف کمال محبت
198		182	مُؤمِّن اور فرقان دیج اور ای
199		184	تجییب حدیث حیثیت کرنے والا
199		185	علم، معرفت، مشاہدہ دلیل، حجت، نہیت
200		187	تجییب حدیث حکمیت، نقیب، رہائی کی وجہ

150	ہمنان	131	تیری خلیلیت
151	جن	132	چوتھی خلیلیت
152	صادق اور صدق	133	پانچمی خلیلیت
152	مُبّتک اور بڑی	133	چھٹی خلیلیت
153	محبر	134	ساتویں خلیلیت
154	مقر	134	آٹھویں خلیلیت
154	ظہر	135	نوسیں خلیلیت
155	عارف	136	دوسری خلیلیت
156	امن	136	ٹیکاری خلیلیت
158	رقب و گھسن	141	تمویل اور تقریب میں پہلی حصیت
158	نسیر	141	الشهید الا عظيم
159	ولیل	143	حضور (علیہ السلام) کا تکرہ
159	عادل	146	شاهد اور حاضر میں فرق
161	شاهد کا فرش	147	شاهد اور ظاہر
161	شهادت کا تعین	147	شاهد کی حیثیات
161	شاهد الائمه	149	شاهد
162	گزشتہ امور پر گواہ	150	عام

255	رافت و رحمت کیا ہے؟	241	ایمان کا حریص مُنْهَمْ وَجْهٌ
256	بِالْحَسْنَةِ اوْسَافٍ	243	مُؤْمِنْ وَجْهٌ
258	رافت و رحمت عد کمال تک	243	مُؤْمِنْ احسانات
259	عطائے و جود رحمت ہے رافت و رحمت آپ کا عالی ہیں	243	عطاۓ و جود رحمت ہے رافت و رحمت آپ کا عالی ہیں
260	مُتَّامٌ صَلْطَنَى	243	جَنْتَنِ انسان رحمت ہے
260	عطائے نبوٰ رحمت ہے رافت کو مقدم اگر نے کی وجہ	244	عطائے نبوٰ رحمت ہے رافت کو مقدم اگر نے کی وجہ
261	اکی شے کا زار	244	ثُمَّ ثُبُوتٌ رحمت ہے
261	امیاز حق بِاطْل رحمت ہے رحمت کے عاً اور غاً کرنے کی وجہ	245	امیاز حق بِاطْل رحمت ہے رحمت کے عاً اور غاً کرنے کی وجہ
263	سید الوسط	246	کمال دین رحمت ہے
265	ذِكْرِ ایصال سے نبات رحمت ہے	246	سلط کے مقنی ذِكْرِ ایصال سے نبات رحمت ہے
265	مشرویت جہاد رحمت ہے	247	سلط کے استحالت مشرویت جہاد رحمت ہے
266	اُن وَسْلَاتِي	247	سلط اور عمل اُن وَسْلَاتِي
268	شفاقت رحمت ہے	247	اُن وَسْلَاتِي اکی سوال
269	خُوسُمِ احسانات	248	شانِ مُعلقی
270	دین رحمت	251	آپ ماحب عمل ہیں
271	الله کے ناموں والا نبی	254	آپ خوب سیرت ہیں
272	رووف اور حجم	254	آپ خوب سیرت ہیں

218	حرث اور پُر کر کیا ہے؟	201	طرزِ دعوت
220	خَنْجَفٌ	202	کمالِ علم
221	آسَانِی کی پیغمبری یات	202	اشکالِ ناسکہ
227	نوازشات کا سبب	204	دُعوت کے ذرائع
228	رَحْمَةٌ لِلْعَالَمِينَ	206	سراجِ منیر
229	ذکرِ رحمت	206	سران کیا ہے؟
231	رحمت کیا ہے؟	206	خُمُّ ثبوٰت کی دلیل
232	وَسْطِ الرَّحْمَةِ	207	اوارات کا ظبور
233	ظُلْمِ الرَّحْمَةِ	207	ہادی
234	اولِ اندازات	208	ذریعہِ معرفت، دلماً اور مبتداً
235	فضلِ اندازات	208	محکایہ کا مقام اُمُّ اور علماء کی شان
236	رحمت آپ کی جملت ہے	209	جائیں الصفات
237	آپ کا ہر فرش رحمت ہے	210	فریقان اور زہادیں بالطل
238	بِتَّةٍ جِبَابٍ	211	چ اسے تشبیہ یعنی کی وجہ
239	الشَّاكِنُومُ	216	آسان دین والا نبی
239	بِكَرِ محبت و خفقت	216	اللّٰہ کی طاعت اور دین میں آسانی
240	دوسروں کی مشقت پر رنجیدگی و گرفتی	217	حضورِ مسیح کے دین کا امیاز

تھاریظ

مرحوم العلاماء، عمدة الاصفیاء، راس الاقیاء، سیدی و مرشدی مشقی حضرت مولانا مفتی سید مختار الدین شاہ صاحب الزالی شوشی گلپور چشم پازندہ علیہ

الحمد لله رب العلمين والصلوة والسلام على غير البرية خاتم الانبياء والمرسلين محمد ذي الخلق العظيم وعلى الله والاصحاحاته اجمعين اما بعد
نی کریم ﷺ فراہمی دای کی سیرت مطہرہ اور حیات طیبہ قرآن کاملی عنوان اور حق کے شاہیوں کے لئے حدایت کا ذریعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے ہمارے لئے اسوہ حسٹ اور معمود قرار دیا ہے۔ آپ ﷺ کی سیرت پڑھنے سے دلوں میں نی کریم ﷺ کی بہت (جو کثرتاً مظلوم) اور شرط ایمان ہے) بڑھتی ہے۔ ایمان و تین میں بھی بڑھتی ہوتی ہے۔ اور اس کی وجہ سے یہ کام کرنے اور برے کاموں فاصل و مکرات سے بچتے کی، اور آپ ﷺ کی یاد و دی کرنے کی اوقیان ہتھی ہے۔ جو شخص سچے حمد سے اس کا مطالعہ کرتا ہے، اور اس کی طرف متوجہ ہوتا ہے، وہ اپنی ظرف و استعداد کے پرورد اس سے مستفید ہوتا ہے۔ نی کریم ﷺ کی سیرت مطہرہ، ہمارے اخلاقی فاعلی اور حالات کریمہ کوئی کیسے بیان کر سکے گا۔ جس کے متعلق خود اللہ نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا ہے

إِنَّكُمْ لَغَلُوْلُ حُلُوْلُ عَبْدِنِيْمٍ بِيَنْجِيلِيْمٍ (صَنْ) اَخْلَاقٌ يَوْمٌ۔ (اَخْلَاقٌ اِيَّهُمْ)
جو شخص جس شخص کی اچھائی یا برآمدی بخندسی یا مداری کا ذکر کرتا ہے۔ تو اس کو اپنے یا نے میں ناپ کر بیان کرتا ہے۔ ایک نادار جو ایک ایک لکھ کیلئے ترستا ہے، وہ دوپے کے لامک کو مدار اور دنبا ہے۔ لیکن ایک کروڑ پتی اگر کسی کو مدار کہتا ہے تو وہ اگر کروڑ پتی شوالا کھکھ پتی ضرور ہوتا ہے۔ نیچاں سے اندازہ لگائیں کہ اللہ تعالیٰ جس بندے کے متعلق یہ فرمائے کہ!

إِنَّكُمْ لَغَلُوْلُ حُلُوْلُ عَبْدِنِيْمٍ بِيَنْجِيلِيْمٍ اَخْلَاقٌ يَوْمٌ

ان کے ایمانی صفات، جس اخلاق اور خوبیوں کا اندازہ کرنا اللہ تعالیٰ کے بندوں کے لئے کس

288	اسلام کی صیلی	273	آپ عالیٰ نبی ہیں
290	بیدریں مندرجہ نہیں ہوگا	274	آپ سید النجایا ہیں
290	بہار و روم	274	آپ اول اخلاقات ہیں
291	محفوظ دین	274	آپ محظوظ کائنات ہیں
291	دلیل ختم بہت	275	آپ افسوس اور ماجد ہیں
292	معتدل دین	276	آپ بکریں اور متحب ہیں
292	خوبصورت دین	276	آپ قائل تحریف ہیں
292	بکری دین غالب رہے گا	276	آپ بلند اور غالب ہیں
293	محمد با کمال ہیں	277	آپ مکمل و مصون ہیں
293	مسکناً مامت ملیٰ	277	آپ کارکن و مطہر و محتفل ہیں
294	حقیقی کمال	279	کامل دین والا نس
296	دین کا کمال کیا ہے	280	پس مفتر
300	رحلات النبی ﷺ	281	کمال دین کے معنی
302	مقامِ صدقی ﷺ	282	کمال کی بہل
305	غافر	283	جمیعت حدیث
306	مراثی و مصارف	284	کامل تعلیم
		287	اس امت کا مکمل کامل ہے

طرعِ علیکن ہو سکتا ہے۔ غارہے ان کے پلے، مغمدہ اخلاق اور خوبیوں کا اندازہ اللہ تعالیٰ کی عظمیٰ ذاتی کو دو سکتا ہے۔ جس نے ان کو عظمیٰ اخلاق اور خوبیوں کے ساتھ پیدا فرمایا ہے۔ اور ان کو رحمۃ اللہ تعالیٰ، سید الالویین والا خرین اور خوب نوٹ کا تاج پہنچایا ہے۔

چند روپیں مولانا قاری پر عالم صاحب زید مجید نجم کی تائیفِ محمد (صلوات اللہ علیہ وسلم) قرآن کے آئینے میں کے پہلے حصے کے مطابد کی سعادت حاصل ہوئی۔ بڑی خوشی ہوئی۔ اللہ تعالیٰ ان کو جائے خیر دے کے انہوں نے بڑی محبت، عقیدت اور عظمت کے ساتھ قرآن مجید کی آئین اور مستدر تفاسیر کی عبارتوں کی روشنی میں آپؐ کی سیرت طبری کو پیش کیا ہے۔ اور ان میں انہوں نے اس بات کی پوری کوشش کی ہے کہ تدوین، عقیدت، محبت و دلوں خاطر مسلط نہ ہوئے پائے۔ نہ عقیدہ تو حیدر کوئی کوئی آجھ آجے اور دعویٰ عقیدت و محبت اور آپؐ کے ادب و حرام میں کوئی لعل آئے۔

حیثیت یہ ہے کہ اپنے دودو کے احمد حسپ رحاب اللہ تعالیٰ کی کوشش پیش کیا اور حضیرتوں کا ادب و حرام کی تجویز میں آپؐ کی ارشاد کا ارشاد ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے و منْ يُشْرِكُ بِاللَّهِ مَا لَمْ يَكُنْ أَخْرَى مِنْ اُولُو الْحُكْمِ الَّذِينَ لَا يَنْهَا نَفْسُهُنَّ أَهْمَّهُمْ عِلْمٌ عند رئویِ اللہُ تَوَلِّتِ الْبَيْنَ اَنْتَخَنِ اللَّهُ تَلَوِّهِمْ بِالْتَّوْرَى لِتَمْكِيرَةٍ وَّ اَنْتَ عَلِيمٌ اسے بیان اور تمییز کی آواری سے بلند مرتب کرو اور ان (اس سے بات کرتے ہوئے) اس طرح ذرے سے بولا کر دیجئے جائیگے اور درمرے سے ذرے سے بولے تو کہیں ایسا ہو کہ تباہے اعمال بارہوچھا کیں اور تم کوچھ بھی نہ پڑے تھے جو لوگ رسول اللہ ﷺ کے حضور میں اپنی آواری پست رکھتے ہیں میں وہ لوگ ہیں جن کے دلوں کا اللہ تعالیٰ نتمنی کیلئے جانچ لیا (اور تخفیب کر لیا) ہے۔ ان کے لئے مفترض اور ارجح عظم ہے۔ (ابرات آیت ۲۲-۲۳)

خلاصہ یہ کہ موہانا بذرعاً مزید مجید ہم نے اپنی اس تایف میں عقیدہ، تو حبیب اور عقیدت دلوں کا خیال رکھا ہے۔ اور اس باب میں صحیح راہنمائی کی کوشش کی ہے۔ امید ہے کہ اس کے مطالعے سے نبی کریم ﷺ کی محبت بڑھے کی اور اخلاص کے ساتھ نبی کریم ﷺ کی بڑی و ایجاع فیصلہ ہوگی۔ اللہ تعالیٰ ان کی اس کاکاشی و دھنست کو قبول و مقبول فرمائے۔ اور اس سے زیادہ سے زیادہ لوگوں کو مستفید فرمائے۔

بندہ مختار الدین کربونی شریف

۲۴ ربیع الاول ۱۴۳۴ھ

(نوٹ) حضرت کی تقریب زبان "سید الوضاء" کے حصیں ہیں ہے۔

فَلَمَّا أَتَتَ الْأَنْشَرَتَنَجْمَ تُؤْمِنُ إِلَيْهَا هُنْمَنُ الْوَاحِدُ لِمَنْ كَانَ يَرْتَمِيُ الْفَاهِرَةَ إِنَّهُ

(۱۔ے علیہ رحمة الله علیہ) کہہ دو کہ (بہ خطاں اور محارف اور فیسب کی خبریں جیسیں بیان کرنا ہوں یہ سبے ذاتی کمال و انتصار سے ہیں ہے) میں بھی تمہاری ہی طرع ایک آئی ہوں (اوہ تمہارے سامنے جو کچھ بیان کرنا ہوں یہ سب کچھ) بھیری طرف وہی کی جاتی ہے۔ (اور

منہج احمداء مرشد الجاحدین حافظ اکثر شیر ملی شاہ ال مدفی ساہب دامت برکاتہم
العلیٰ پلی ایت۔ ذی (گولہ میڈیا لس) کمدی یونیورسٹی، شیخ الحدیث دارالعلوم تھامی کوئہ وہ خلک



الحمد لله و كفى وسلام على عادة الدين اصطفى، أما بعد

حضرت مولانا محمد بدرا عالم صاحب کی انقدر و قیع تایف (محمد قرآن کے آئینے
میں) کے بالاستیاب طالع سے دل در دل سور و مطر ہوئے ماشاء اللہ

تمام کتابِ اپنی ابدیتی ای ایشیائی اپنی پر کشش، درود پور بمان افریدی، تیری بجا ہر زرد رین
حکائی و موضعات کے پیش نظر دہی انشتوں میں پورے وجد و یکف، وہ
پڑھ دی ہے۔ زینت کون مکان فخر الاغیاء کی سیرت مبارکہ پر جزو مان و جزو بان میں کی کی
جدوں میں حکیم کامیں کہی چیز۔ مگر

۔ ہر گلے راجنگ بولے دیگر است

حضرت مولانا محمد بدرا عالم نے محجب رب الحسین کے ساتھ ہے زناہ محبت و عقیمت، انتہائی
عظت و احترام کی فہاؤں میں اشتعالی کی مقدس کتاب ہی سے مدد و مدد تھا سیری رونچی میں
سیرت مطہرہ کے متعدد خصائص و کمالات، اوصاف و مناقب فہماں و فہمکوں کو ایک رازے
جاوہ قلب و نظر انداز میں فصاحت و بافت سے مرسح او بیان اپنی، سلسی پھٹکت اور دوز بان میں
محباں مصلحتی کو حکیم الشان حسن مصلحتی کی خلک میں پیش کیا ہے۔

یقیناً رباربِ دل الجبال، خاتم حسن و جمال نے اپنی ابدي کتاب میں اپنے برگزیدہ تغیریں کو
تو صرف دفع سے ہو رہا زی پیشی ہے۔ اس سے بڑھ کر کسی بھی دعا و اعف اور مذاہج کی تعریف
و تو صرف نہیں ہو سکتی۔

غافل اخْرَى مُصْطَفِى أَبِى مُحَمَّدِ حَنَدَ أَبِى

وَرَفَعَتْ لَكَ دِيْكَرَكَ، لَكَ لَعْلَى حُلُنْيَ عَظِيمَيْ اور دیگر تحدیر آیات کریمہں شان مصلحتی کو
مطالعہ کرنا چاہئے۔ خاص کر حضرت مولانا عبد الرحمن خاتم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر قلمغان میں

وزنقتا لذکر لذکر لذکر ذکر
حضرت مولانا محمد بدرا عالم صاحب کو قرآن مجید کے غائب و نکالت، حکائی و حکائی و حکائی و حکائی و حکائی و حکائی
بجز خارج سے ملی جو احرار و ایت نکالے کا حدود چون شوق و شوق ہے جس کے لئے وہ متعدد تأثیر ہے
عجیت و دلیل نظر رکھتا ہے۔ جس کی بدولت یہ بایہ نازکی گرامیا (محمد قرآن کے آئینے
میں) منحصر ہو جاوہ کو کوڑے دلوں سے فراخ گھیں و پاس وصول کر رہا ہے۔ علماء
اقبالِ مردم نے کیا خوب فرمایا ہے

تیرے گیر پہ جب تک نہ وزد ول کتاب گروہ کشاہ بن رازی نے صاحب کشاف
ان شاء اللہ تعالیٰ سعید الاراد و خوش قسمت طلاق گوشان اسلام، فدایان مصلحتی اس زرین
کتاب کو پورے اخلاص، بصدق نیت، خلوص قلب سے خوبی اور اپنے حلقوں احباب سے بھی
استفادہ کی تھیں فرمائیں گے

پر درگاہِ رذو اہشن حضرت مولانا محمد بدرا عالم صاحب حلظ اللہ تعالیٰ و رعایا کی اس عالمان بحقیقت
کا دش کو شرف تجویت مطہر فرمادے اور بدایان مصلحتی کی فخرست میں ان کا نام سکھ
فرما دے۔ و ماذا لکب علی اشہر بیرون

وصلى الله تعالى على سيد الاولين والآخرين وقائد الغر الممحلين وسائل المؤمنين
الى جوار رب العلمين رسول الرحمة ونبي السلام وامام الهدى وعلى آله واصحابه
اجمعين

کتبہ شیر علی شاہ کان اللہ
خادمِ اصل احقر، بیاندہ دارالعلوم تھامی
۱۴۳۰-۱۴۲۵

مکار سلام پڑھ کا وہ آشور حضرت مولانا ابو عمار زادہ الرashdi صاحب
متاز کالم نگار، مدینہ الجلیل الشریف میں الحدیث جامع لفظ العلوم گوجرانوالا

تحمده و نصلی علی رسولہ الکریم ﷺ نہ دست کتاب «محمد قرآن کے آئینے میں» ام
بائی کتاب ہے ام انہیں حضرت عائشہ صدیقہؓ سے آپ کے اخلاق کے بارے میں پوچھا گی تو
فریباً اکابر کے اخلاق وہ ہیں جو قرآن میں ہیں۔
عظت رسول کا پسلاعونان اللہ تعالیٰ نے رسول ملک ﷺ نے بنوت حضرت فاطمہؓؑ کے مارے
میں بیٹت سے پہلے چار شارے قرآن نزدِ فرماتا ہے۔
(۱) اللہ تعالیٰ نے ازل میں ایک وحدہ تمام ارواح اپنی ام سے لیا اور سب سے اپنی اربویں اور تو حیدر کا
اقرار کر دیا ہے عہد است کہا جاتا ہے۔ (الاعراف) دوسرا وعدہ تمام انجام کرام کی ارواح سے لیا۔ اگر
میرا درود رسول جنم سب کی تقدیم کرنے والا ہے تب اسے دو میں اسی تو تم نے اس پر ایمان بھی لے
ہے۔ اور اس کی دو بھی کرنی ہے۔ (ال عمران) اور تمام بیرونی کی تقدیم کرنے والے حضرت محمد ﷺ کی
ہیں۔

(۲) رسول پاک ﷺ کی بیٹت سے کئی صدیاں پہلے قسم کعب کرنے وقت ابراہیمؑ نے ایک ایسا درود
بیجی کی دعا مانگی جو قرآن کا پاک نامے کتاب و بحکمت کی تعمیم دے اور روز کرے (ابقر) رسول اللہ
نے فرمایا کہ میں تمہارے باپ ابراہیمؑ کی دعا ہوں، مجھے بھی کہ اللہ تعالیٰ نے ابراہیمؑ کی دعا تجویں
فرماتی ہے۔
(۳) آپ کی بیٹت سے کئی صدیاں پہلے موئی نے اپنی ام سے کی دیوالا آخوت کی بھالی لیکے دعا مانگی۔
اللہ تعالیٰ نے جہاں میں فرمایا کہ دیوالا آخوت کی بھالی میں نے الجلبین بیٹھنون لہشون اللہی الامن
۔۔۔ اس اپنی کے بعد دکاراں کے لئے لکھا ہے وہ ہی جس کا ذکر تواتر اور انجیں میں موجود ہے۔
(۴) رسول اللہ ﷺ کی بیٹت سے ۲۵ سال پہلے حضرت میمؓ نے ہامیک آپ کی آمد کی بشارت دی
و منسراً پرسنون شانی من بعد انشاءه أخذنا..... الخ یہ صراحت اس نے فرمائی اکارس رسائل کی

ابقار زادہ الرashdi

خطیب سرکردی جامع مسجد گوجرانوالا

تعمیل میں ایسا نہ ہے۔ حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ کی تجھیں گویاں جو قرآن پاک میں موجود ہیں باطل میں تحریف کے باوجود آئیں بھی یہ پوشیں گویاں موجود ہیں۔ جیسا کہ کتاب استھان کے باب ۳۳ میں ہے کہ ”خداوند میں سے آیا اور شیر سے ان پر آنکھ را اباہو کو قاران سے جلوہ کرو اور ہزاروں قدسیوں کے ساتھ ایسا کے دادیے ہا تھوڑے تکمیل شریعت ان کے لیے تھی۔“

خداوند کے بناء سے آئے کام مطلب مویٰ کو تواریخ طغیر میں ہے۔ کوئی شیر سے طلوں ہوئے کام مطلب میں کوئی انجیل دنایا ہے۔ اور قاران سے جلوہ سے گر ہوئے کام مطلب الشعائی کے قرآن پاک ہاں زال کرنے کا شارہ ہے۔ کیونکہ قاران کی کسی بیان کا کام ہے جیسا کہ کتاب یہاں باب ۲۱، آیت ۲ میں اس ایمان کے حال میں ہے کہ ”وَقَارَانَ كَيْمَ بِيَانِ مِنْ رَهْتَنَا۔“

وسری بشارت یہ قل کوئی جو انگل جو خوبی ایسا ہے جو تم نے محبت کرتے ہو تو تمے حکوموں پر گل کر دے اور میں اپنے اپنے سے درخواست کروں گا کہ وہ جیسی درس افراطیاً نکلے گا کہ بدھک دہ تہارے سامنے ہے ”(باب ۱۴، آیت ۱۵)“

فارغیلی کا تردید ”امیر یا احمد“ ہے ان دو بیانوں کے علاوہ اخبارہ بیانیں ہیں جو موجود ہاں میں موجود ہیں جن کا مصدقان چور کے سماں تو نہیں ہے۔ انہی بیانوں کی وجہ سے الشعائی فرماتا ہے کہ الٰہ کتاب رسول اللہ ﷺ کی طرف میں ہے۔ بقیہ فوائد مکتباً پیر غفرانہ ”النہم (القدر)“ دو مراعتوں ان فناکیں کے باوجود قرآن و زریں رسول اللہ ﷺ سے یہاں کرائے گے۔

(۱) **فَلَمَّا تَلَقَنَ الْمُكْتَمِلَيْمُ (المکمل)** آپ کہدیجے یعنی یہاں پر بڑوں تمہاری میں
فَلَمَّا شَخَدَ رَبِّيْ فَلَمَّا نَجَّتَ الْأَنْذِرَ إِذْنُوا لَهُ (فی امرِکل) آپ کہدیجے ہمارے شریکوں
سے یا کہ ہے۔ میں تو پڑھوں ہوں۔

فَلَمَّا أَنْسَاَتَ بَشَرَتَ الْمُكْتَمِلَيْمُ عَلَى إِلَيْهِ الْمُكْتَمِلَيْمُ (الْمُؤْمِنُ) (محمد) ۶۹ آپ کہدیجے میں
تمہاری طرح کا انسان ہوں یہ ری طرف وہی جاتی ہے یقیناً تمہارا الٰہ ایک الٰہ ہے۔

ان شیں مقامات پر آپ سے یہاں کروں کرو یا کہ میں تمہاری طرح انسان ہوں۔ حجج بخاری میں آپ
نے فرمایا ”یہ مری شان میں اس طرح مبالغہ آئیزی نہ کرو جیسے جیسا بخوبی نے مجھی کے بارے میں فلو

کیا۔ بلکہ ہر بارے میں کوہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔“ (حجج بخاری)

(۲) اس آئینے میں تین باتیں آپ سے کہلوائی ہیں

فَلَمَّا أَتَوْنَ لِكُمْ عِنْدِي خَرَائِنَ اللّٰہِ آپ کہدیجے میں تھیں جسیں کہتا کہرے ہے ہاں اللہ کے خزانے میں وَلَمَّا قَلَمَ الْعَيْبَ اور نہیٰ میں ثقب جانتا ہوں وَلَمَّا أَتَوْنَ لِكُمْ اُنْتِ مُلْكٌ اور نہیٰ میں حصہ جانتا ہوں کہیں جسیں ایسا کہرے ہے ہاں

واقع صحرائ میں جو تمام انجیاء ملکیحہم السلام میں صرف آپ کو کریا گیا آپ کی تمام صفات کا ایسا میں سے

”عبدَ“ کی مفت ذکر کی ہے۔ شیخان اللہی اسریٰ پہنچے

(۳) فَلَمَّا لَانْتَلَكَ لِكُمْ ضَرِلَوْلَازْنَدَ (النَّجْنَنُ آپ کہہ تباراہ اور دو اور اپنے انتہی سے اختیار میں نہیں۔

فَلَمَّا لَانْتَلَكَ يَنْفَسِيْ نَفْقَهُ لِأَحَدٍ إِلَاهَتَ اللّٰہِ وَلَمَّا نَجَّتَ إِلْعَلَمَ الْعَيْبَ لَامْتَكَنَتْ مِنْ

الْخَبَرِ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوَّةَ إِنَّ الْأَنْذِرَ مُبَرِّئٌ مُّكَفِّرٌ لِمُؤْمِنِ

آپ کے سے میں اپنی جان کے بندے ہے کام کیں بگھڑا اپنے پا ہے اور اگر میں ثقب جانتا ہوں تو بہت کچھ بھایاں حاصل کر لیتا اور مجھے اپنی دل بخیں۔ میں تو اور غوچبری سنائے والا ہوں ایمان والوں کو (العرف)

الشعائی نے آپ کے ذکر خیر کو بلکہ کرنے کے لئے ملکی طبقہ کل، شہادت میں پہلے تو جیدہ ہاں آپ

کے نام و رسالت کی گوہی لازمی قرار دی، پانچ وقت کی ایمان و اقامۃ نماز کے آخر درویں آپ کا ذکر خیر ہے۔ جو اور عمدہ میں کے قطبیوں میں بھی آپ کا ذکر خیر ہے۔ حدیث پاک میں آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

ایماندا کرت ذکر کرت یہرے پتھر جہاں میرا ذکر کرو ہاں آپ کا بھی ذکر کرو گا

تیر انداز:

إِنَّ اللّٰهَ وَنَبِيْهِ كَمَّ يُهَنِّئُونَ عَلٰى الْبَيْنِ نَا الْمُهَاجِرُونَ اَنْتُوا مُصْلِحُوْنَ وَنَسْتَوْهُنَّ

الشعائی اور اس کے فریخے تی پر درود بھیجتے ہیں۔ اسے ایمان والوں کی ان پر صلوٰۃ اور غوث سلام بھجو۔

الله تعالى کا صلوات و رحمۃ الرؤوفین کا مصلوہ استغفار ہے۔ حجاج کرام نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا ہم اسلام پر حصہ جاتے ہیں اس سے مراد مازیں السلام علیک ایسا لسانی پڑھتا ہے اسلام کیے پڑھیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللهم صل على محمد۔ والخ لیوا درود پڑھ جو قرآن حکم کے بعد علی اللہ ﷺ کی برست پر ہر درود میں کہا ہے کہیں کہیں یعنی آپ کی برست کا قام ادا ش ہوا ہے اور دو کوئی کتاب حرف آخر ہے۔ آپ کی برست کی باماعت ہے کہ آپ کی زندگی کا کوئی پاہنچی نہیں رہا جبکہ یہود و نصاریٰ اپنے انہیں کرام کی برستی میں حق کرنا تو رکار درفات و انجیل اللہ کی کلام کی خونوارش کر کے۔

پوشش نظر کتاب (حمد لله رب العالمين) کے مصطفیٰ حضرت مولانا حافظ مسین قادر دیوبند کے پڑھتے ہیں۔ حضرت مولانا حافظ مسین کی اولاد میں علماء کرامہ تبارعہ مظاہم و مظاہر کرام کی تعداد میں دنیٰ خدمات سراجمیں دے رہے ہیں۔ فاضل محدث مولانا قاری بدرا عالم صاحب جمیع مدحہ قاسم اعلوم تجاذب ایک نے یہ کتاب افسیف کی ہے۔ قرآن عزیز کی روشنی میں صاحب قرآن ﷺ کی برست کے خلف پہلو بیان کیے گئے ہیں کہ اس کا موضوع اور مدنون اور اس کی پیغمبر اور اللہ تعالیٰ کا کام آغاز تاب آمد و سلسل آفتاب کی طرح عیاں ہے۔ عقیدت اور حقیقت کا یہ گہم مصنف مذکور کی برست رسول ﷺ کے میدان میں ایک نئے باب کا اضافہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سی لوگوں قربانے اور مصنف کو دینا آخرت میں اس کی بہتر بجز ای نئی نظر عطا فرمائے۔

راقم نے سودہ کا مطالعہ مناظر اسلام حضرت مولانا قاری چون گور صاحب مدظلماً استاذ حدیث جامعہ عرب یہ اشاعت القرآن سے کریا اور اس تبصرہ کے لئے پڑھنے کے لئے عزیز کرم مولوی محمد رضا وان بن شیخ الحدیث حضرت مولانا ناصر صاحب سے معاونت کی۔ فخر زاہم اللہ احسن الجزاء

رقم اخریر

عبدالسلام خادم جامعہ عربی اشاعت القرآن حضرة ایک
۳۱ جمادی الثانی ۱۴۳۹ھ ۷ جون ۲۰۰۹ یوم الاصد

تم کیا گے روح گئے دن پہار کے

انتساب

سیدہ ملکہ بھی ہے ایک مضمون صورت میں اس نام سال پر گھر کی دلیل سے باہر کر لے اے۔ تھی کامیاب اور پیری کی لگی اس کے پیروں سے نہیں لیاں ہے۔ اس کی بے تاب نہیں گلی کی گلوری کسی کو محکم رہی ہے۔ کسی ان دیکھے بند کے حد تک حدت اور علیہ حسن کی تلازت سے اس کی پیشانی تحریری ہے۔ مذاکات کے لیکے برگ سائیکل سوار پاپا کس مانے آئے۔ نظر ہے تی بخوبیت سے پچھا لائی اس اور پہلوں میں دیکھا۔ ایسا اور پہلوں میں دیکھا۔ میں پیسے اس سے کوئی عزم کر کر لایا ہو۔ اس کے لئے پیچھے ہر کے سے کم تھا کیس کی اس سے نکر کی بیڑگ خاتون سے تی اور اس کو سے پہلے دیکھتی تھا لڑکی تھی۔ بھجن مانی کی یا اور مستحق کے قلم سے آزاد نہیں۔ ہر یام کو اس بنا پلے کی تھی۔ مضمون خواہش اور حقیقی تھی تو بھی کافی کافی تھیں پاہول کا ہار اور جنمیں بھیجیں کا ہار۔ مضمون بھت کی یہی بھتی تھی۔

تی اوری تریب آئے۔ دراز تر جا پاتا چشم حجم بارہن، شاہ شیر دانی، طربتے دار کلام، کالی چینا، بلڈنر، بھتی ہوئی شیڈی دلگی، برسوں پر اپنی راش سائیکل کے کیر بیر پر کاس کی بوئی لدی ہوئی، بزرگوں کی طرف لگی طرف سے ٹنگ کل کر پیچے ہے۔ جسم ایکی کان تھا کس پیچے کے باہم پہلے پہنچتے سکرتے تھے کہ اور دوسرے پیچے کے باہم پہنچتے تھے ایک آد

کوچک اوت کھاریں پیٹھ کی اگار کار ایسیں آیا اور ساتھ اس احوال کا تھوڑی تھی سوت بھی لیتا آیا۔ پہنچ دن بھر کی دن بھر کی پیٹھے پیٹھے۔ خداں باراں ہار آیے۔ تی اوری سائنسی تی کھڑے تھے۔ تیکھے تھیں کاٹوں کا زار پر اپنے پیٹھے کارگ پہل گیا بھت کی بڑی کے جمیعے مٹھے کی کرچکی جھکٹلی ہی۔ پہلا اور آخری زار دھرمی پر کیلی کا ٹنگی ایک آدی

اس بھگی کی برست گھنی آپنی کی تھیں اسی تھیں کی اگر جن تی تھیں کی اگر تھیں پیچے کی طیعت پیچے کی طیعت کا حصہ ہی۔

انتساب ایک دست ہے۔ مکاری سے پیچے کی تھے اور اسے مٹوب کرنے والوں جس کے عکس ہر بھی پار کی بھیں میں ایک تھا جملہ تھا جس۔ مرحوم مظفر مولانا ناصر حماد حسین نور اللہ رقہ دیوبند کے طالب علم حضرت میں کی قیضی یافت۔ حضرت تھی تی کے شاگرد، طالب علم کے تیکید، چاموس اسلامیہ ایکل کے اولین فاضل بھری روانی پاہول کے سب رنگ اور لیتی اوری تھے۔ اس کی بڑی خواہش اور دھمکی تھی جس کی تھیں اور اپنے امام پاہل بنت۔ بیک خواہش تھے 1983ء میں ایک سی واریتے مامیں کو مدد حاصل گئے اور میں ان میں اس کی قبولیت کا مختار فراہمی ہوئے۔

دیباچہ

اللہ ہی جو دنائش کا سمجھتی ہے جس نے چار سو بیکھلی رنگ اور سے مرن کا کات بھائی ہے۔ یہ سن کا فرائی اور دنائعت کا نہود ہے۔ دنائعت کا شاہ کار و ٹیکنیک کا کمال ہے۔ دل آج اور غوثی نظر ہے۔ حرکت و گردش میں مظہر مرتب ہے۔ اصولوں میں حکام اور شاپلوں میں اسی ہے۔ ٹھیکن میں بیب سے اڑ لفٹنے سے عاری ہے۔ ہادث میں اسکی اور میز سے پاک ہے۔ اللہ کے وجد و دلیل اور ایک مقصود کے اٹھایا کا ذریعہ ہے۔ وہ رب کا نکات بعد ازاں اُنکی حد کیوں نہ ہو۔ جس نے تسبیح کی نکات کی ان سیکھی کا میں عمل کے ہاتھوں میں حکماں کا چار انسان کے دماغ میں روشن کیا تاکہ وہ دال سے ملول اور واطسے مقصود بکھنی کے اور نافذ کا نکات کی معرفت کے دروازے اس پر کھل جائیں۔

نہم پر اس کے لطف دھانیات کی بارش اور مبر و محبت کا ہدایہ تسلی ہے۔ جس میں کہیں اعلان و روک نہیں۔ اس کی کیونہ عطا کوں اور خسرہ اونہ مر اہم کا یہی ایک مظہر ہے کہ اس نے صرف ہماری عمل کو اپنی شناخت کا معیار بیش نہیں بلکہ اس کے لئے اپنے فرشتاءے بھیے۔

ان مرحلیں میں متصورو کی نکات میں ہی تھی تباہی مقام، عصیتی۔ وہ جو لفڑیں کمال اور قدم مقام بھال ہے۔ جو بوجیں کا جھرمٹ، بلندیوں کا حال اور ٹھیکنے کی همراج ہے۔ بے غواص سماں توں کے شب گزار راہیوں کے لئے ہمایت کا آخری چراغ ہے۔ وہ جو کرن کا پیرا ہو کر کا اور ماہون دن کا اپلا ہے۔ قدسیوں کی جماعت جس کا حلقہ اور کوئی نہیں کہا جاتے۔ کلش کا نکات کے ہر قطع پر جس کا سایا ہے۔ آپ پرانہ کی رستیں بر کھا کی رہن کے اتریں۔ آپ خدا کا خاص انتساب اور اس کے ہر کرم کا عنوان ہیں۔ بخیٰ و مصلحتی دلیل تو جیسا اور زیرت کا نکات ہیں۔ آپ کی اجائج خوش بخیٰ کی طاعت اور دنائعت نجات کا ذریعہ ہے۔ اللہ کی معرفت آپ کے بغیر حاصل نہیں اور

سکتی۔ اپنی اور دنائعت کے لئے دل کا گداز اور مجتہد کی گرمی چاہیے۔

محبت نہیں خانہ دل میں پوشیدہ وہ چند ہے جو کمال و دال سے بیوی اور ہوتا ہے۔ دل رہا ادا کیں اسے چند کرتی ہیں۔ علت و رفت سے محبت عقیدت میں ڈھل جاتی ہے۔ دل کی بھتی میں اگر کوئی بھک ہو جائے تو تکب و ظفر اس کے ضمیر بھک جاتے ہیں اور زبان اس کی مد و ثنا سے تر ہو جاتی ہے۔

من احباب شفیاً اَكْبَرْ دَكْرُهُ

بُوكِيْ چیز سے محبت کرتا ہے وہ کثرت سے بے کوئی کرتا ہے۔

اطاعت و اتفاق و محبت کی ابڑی ہیں۔ اطاعت میں کمزوری محبت میں ضعف کی دلیل ہے۔ محبت کی پتھری اطاعت میں اضافے کا سبب ہے۔ حضور ﷺ ذات جامع الکمالات ہے۔ آپ کی ہر شان اتفاقی اور مندرجہ ہے۔ کوئی آپ کے کمالات کی گرد بھی بھیس پاسکار کی سعی میں ہاتھ بھیں کر لیں رہا اپ کے عمل اضافہ یا ان کر سکے۔ ہر ایک آپ کی خوبیاں اپنے علم کی بساط تک ہی بیان کرتا ہے۔ آپ کے اضافہ اور کمالات سامنے آئیں گے تو آپ کی محبت میں اضافہ ہو گا۔ اطاعت و اتفاق اس محبت کا پہلی ہیں۔ بھی ہمارا مقصود ہے۔ آپ کے کمالات تکڑ کر رہے اپنی تعریف ہے۔ آپ کی تعریف بھائے خود جو جب ابڑوٹا ہے۔ محبت اس کا اضافی فائدہ ہے۔

آپ کا کام خود خدا ہے۔ جس نے آپ کا ذکر قرآن کے لئے میں اٹھ کر آپ کو قرآن کا محور بنایا۔ اس نے آپ کے جو کمال یا ان کے ان سے بیوہ کیا کمال ہو سکتا ہے؟ جن خوبیوں کا اللہ تکڑ کیا ان سے عمدہ خوبی اور کون کسی بھکتی سے؟ جن الفاظ میں اللہ نے آپ کی تعریف کی ان سے بہتر الفاظ کی ہو سکتے ہیں؟ وہ الفاظ سب سے بہتر وہ خوبیاں محمد و تین اور وہ کمالات سب سے اعلیٰ ہیں جو اللہ نے ارشاد فرمائے۔ محمد قرآن کا گھنید ہیں۔ آپ خوبیاں قرآن کے ماتھے کا جسم جو ہیں۔ مفاتیح قرآن کا بھکن ہیں۔ قرآن کا الفاظ جو کی گزر گا ہیں۔ محمد قرآن کے ماتھے کا اعلیٰ ترین پھول ہیں۔ جو سلطے کے بینی الطور گھنگی بھلک ہے۔ ہر مضمون میں آپ پوشیدہ ہیں۔ قرآن آپ کے کمالات سے ہیں اور اس سے ہے ستاروں سے آسمان

خدا کے کلام سے محمدی کمالات بیان کرنا ہبھی خوش نصیحتی ہے۔ مقدار کی یاد رہی اور اللہ کی توہین ہے۔ اس میں تقدیر کرنا کام، میرہ و نگاہ کا لفظ اور شرابِ تیغہ کی رنگ ہے۔ اللہ کا ذکر بھی محمد ﷺ کی تعریف ہے۔ قرآن کی تعاوون بھی اور آپ ﷺ کی تصریح ہی۔ اللہ کی شان بھی مصلحتی کا کمال ہے۔

الش کے کلام سے اخذ کر کے شان مصلحتی میں پکج اور اوقات میں نقل کے ہیں۔ یہ قرآن کی آجتوں پر مشتمل ہیں۔ محمد کتابوں سے اگلی تحریر و تصحیح کی گئی ہے۔ ان سے جہاں آپ کی شان نہیں ہوئی ہے وہیں کام اٹھی کے حسان بھی ظاہر ہوتے ہیں۔ آپ کی تعریف و توصیف میں قرآن ہی اصل اور دعیار ہے۔ قرآن آپ کا مددح و دنیاخوان بھی ہے اور آپ کے مقام و مرتبے کا معاذوقہ ہی۔ ہر عاشق صادق نے قرآن کنوں سے اقتضی کر کے ہی آپ کی مدح و ثناء سے اپنی ناقبت سواری ہے۔

سبب تالیف:

اس تالیف کا بہد درجِ مدلل و موجہ ہے۔

لہیم رے نے مصدقہ چاریہ ہو۔ میں اس پر اچھوڑا بکا طلب گارا اور اللہ کے فضل کا امیدوار ہوں۔ ب۔ خشن مصلحتی کی آرزو اور دوست اجتماع کے حصول کی خواہ۔

ج۔ روزِ محشر آپ کی فاختات نصیب ہو جائے۔ کسی کے دل میں اس کے مطابق سے کہتے مصلحتی کی کرن پھولی اور انشت و تعبیری کلی محل کی توپی دروغی اور رہا۔

یہ اوراق پر یہ اس مفہومت کے پھول اور احرام کے موٹی ہیں۔ محمد وخت کے گھرے اور مددح و دنیا کی سونا تمیں ہیں۔ اوب کی لڑی میں پر دعے ہوئے محنت کے مراد ہیں۔ انہیں لے کر سرور کوئن ﷺ کے ضور حاضر ہوا ہو۔ کام اللہ کا ہے شان رسول اللہ کی ہے اس نسبت سے جو اہر رجیعے ہیں۔ پھولوں کی توکری اور ہیوں کا ہر ہیں۔ مجھ کترن کی نسبت سے دوکھوں عکریوں سے زیادہ ہیں۔ بیشاعر مرجات ہے۔ سوت کی اتنی ایسی یوسف کے خریداروں میں نام

تو آجایے۔

بیر قیست سے الگی پا کیس یہ شرف قبول پھول پکج میں نے پھٹے ہیں گھٹان کے لئے خیال سے الغاظ اور ارادوے سے حریر بک کے سفر میں رسالے کاروپ کتاب کا ہو گیا۔ گمان لکھ دھا کر آن میں جس کا تم بھیجیں تیس صفات سے زیادہ تھیں اس کا مضمون ایسی تیزی کتابوں کا تھا۔ بھی کہاں کہاں کی رہا کی خدا کی رہا۔ یہ ذکر اس پری وش کا اور پھر بیان اپنا کا مصدقہ ہے۔ مجھے یہ موضوع بہت پوچھا ہے۔ ابتدائی طور پر آپ کے مقام اور برترت کے حوالے سے کچھ آیات میں کہیں۔ خیال تھا ان کا تدبیح اور سرسی نظریں میں سے آئے والے پکج کتابات یا ان کا فتح ہو گا۔ اس مقدمہ کے لئے جب تکریروں کی درکاری شروع کی تھی معلوم ہوا یہاں تو چر گام ایک یا اسٹریڈ ہاؤں کے سامنے ہے اور جرخ آک پیارے جو معلم اپنی بہادر کو کلارہ ہے۔ تقاریر علمی ایسکی دادیں جیسے جیسا ہر راستے پر شان مصلحتی کے رنگ چکر رہے ہیں اور حركت و مکون کے ہر چیز پر تمام مصلحتی کے چیز اُرث رہن ہیں۔ ان دادیں میں چاروں طرف مصلحتی کی خوبیوں کی ہوئی ہے۔

کس مظہر سے تھا ہیں چیز اؤں اور کس پر پھول کی خوبیوں کوں سا دیا اٹھا دیں اور کس را ہمذر سے ہاتھ جو۔ فیصل کرنا دشوار ہو گی۔ ہبام خدا فلم سنتیا اور حاصل مطالعہ کھتنا شروع کر دیا۔ ہارہا ایسے مقام آئے جہاں قلم کند ہو گی۔ اللہ کی رحمت نے دیگری کی۔ ایک تھیں ہاتھ میں نے اپنی پشت پر محosoں کیا۔ ارادوے کو تکریب اور پہنچے کو توہاٹی تھیں رہی۔ باہرا کی ایک سال کے عمر میں ایک حصہ تیار ہو گیا۔ یہاں یہ تھا تا بے ممی نہ ہو گا کہ مجھ میں اس کام کی لیاقت اور صلاحیت نہیں ہی۔ کیونکہ یہ موضوع بھتنا مبارک اور پڑاڑ سے اچاہی تازک اور دھنکل بھی ہے۔ جتنا لگتی ہے اتنا ہی تھیں بھی ہے۔ تعریف میں بھی کی دہو۔ مقام کو بھی اقصان نہ پہنچے۔ فرق مراد بھی خود رہے اور شرطہ عقیدت بھی ہاتھ سے چانے شد پاٹے۔ یہ عام آدمی کی بات تکن اللہ کے محبوب کی بات ہے۔ بس اللہ کی توفیق تھی اور اس کے محبوب کی نسبت جس سے یکام انجام پاپا۔ اس میں سر کوئی کمال نہیں۔ ای کے زیر اڑ میں نے اس کی ترتیب میں بہت کا دش کی۔ ایک ایک عنوان کی

پاکھا۔ الفاظ کے چناؤں کو شش اور احتیاط سے کام لیا۔ پھر کسی نادانست غلطی کا امکان ہے۔ غلطی یعنی لغزش قلم کا تیبہ اور خوبی اللہ کی طرف سے ہے۔ آپ نہان دی فرمائیں گے تو کارٹوں پر ہو گو۔

ہمیں یہی ہو گی اگر حضرت مولانا مفتی فتح محمد صاحب کا تذکرہ نہ کروں۔ بہت غریب ہے ماں، جلساں دوست اور قدردان بزرگ ہیں۔ وہ ان تالیف انہوں نے تو طرح سے میری اعانت اور راه نمائی فرمائی۔ میں تھہ دل سے حضرت کا ممنون ہوں۔ عزیز برخوار خاور محمود کا شکرناہ اڑھوں جس نے دل ہمیں سے اس کا کافی حصہ لیا۔ اور ان تمام دوستوں کا ٹھکری بھی ادا کرتا ہوں جنہوں نے اس سطح پر کسی طرح کا تعاون بھی کیا۔ اللہ ان تمام حضرات کو جزاً خیر دے اور جنت کی اپدی نعمتوں سے سرفراز فرمائے۔ امین

محمد بدرا عالم اٹک

ibnitaqi1970@gmail.com

ابتدائی سخن

قرآن پاپندہ رسول یچھے کی طرف پاٹ کر دیکھو۔ زمین پر ایک ہزار انساد پا ہو چکا ہے۔ انسانیت اپناراست بیٹھ چکی ہے۔ گفتی کے دو چار ٹووس ہیں جنہوں نے تو جیدی شش سنبھال رکھی ہے۔ یہ رازتی کا پتچی لوچکتے ہیں والی ہے۔ شرک کا اندر محروم غربت کی طرح چھپا چکا ہے۔ یہ کمزور روشنی اسے دوڑ کرنے کی تاب نہیں رکھتی۔ پہاڑت کا راستہ تاریک ہو چکا ہے۔ نجات کا راہ وازہ بند ہو چکا ہے۔ اللہ کے فرشتادے وقت کے وحدت لکھن میں کھو چکے ہیں۔ الکاظیم بدل دیا گیا ہے۔ عبادت رسول کی ایسی ہو چکی ہے۔ نہ ہب خواہشات کا تقدیم ہن چکا ہے۔ عقیدہ الخوب کی پڑیا ہے۔ دن رسم کی چڑیا ہے۔ کچھ لوگ اسکے اچادر وار ہیں۔ دھرم کے یہ یہ پاری گنہوں کا کاروبار کرتے ہیں۔ دن ان کا لایا وہ شریعت ان کا کھلیل اور نہ ہب ان کے گھر کی لذتی ہے۔ خدا کے نام پر آبایا اور اکابر پر حسی اور رہی ہے۔ ریسکیاں کی چیزیاں ہیں۔ دروان گرفتوں کا طوق ہیں۔ وہم عقیدے بن چکے ہیں۔ اخلاق و فتن ہو چکے ہیں۔ طاقت اور اقتدار ان کے ہاتھ ہیں۔ فرش پر تیز زندگی کا حضول ہے۔ عیاشی اور بیکاری کا حاضل ہے۔ جر کی پھلی پھلی رہی ہے۔ قلم کے دانت تجز ہو چکے ہیں۔ انساف بیکاری ہے۔ انسان یہ انسان کا تکلام اور انسان یہ انسان کا خدا ہے۔ ملک کیری کی ہوں لاکھوں آدمیوں کی بھیث لے بھی ہے۔ معشرہ کی طبقوں میں بہت چکا ہے۔ علم کے سوتے تکلیف ہو چکے ہیں۔ مظاہر و پرستی نے نہا ہوں پر عقیدت کے پردے ڈال دیئے ہیں۔ یہ دلیاتوں کے روپ ہیں۔ ان کے ہارے میں سوچتا ہی ناقابل معافی جنم ہے۔ راجح اپنے مقام سے ہٹ چکی ہے۔

آسمان و رطوبت میں ہے۔ فضاوں میں نہا ہے۔ دیکھنے پر دھیب سے کیا ظاہر ہوتا ہے۔ فساد اپنکا کوئی چکا ہے۔ یہ دورا پسے ابراہیم کی علاش میں ہے۔ ایسی آنکھی کی طلب ہے جو کوئا پہن دے۔ حالات کی رفتار اس ذات کی طلب گاری ہے جو تو جیدی زمزمه خواں ہو۔ ایسی تو جیدتے

ٹرک کا ملک مکدر کر سکے۔ وہ ذات جو بہادت کا تاریخی راستہ دشمن کر دے۔ بحاجت کے بند دروازوں کی کلیدیں۔ پچھلے رسولوں پر پڑی ہوئی وقت کی گرداسف کردے۔ اگر رسالت و ملت کی تقدیم کرے۔ وہن کو بالیدہ، دماغ کو بکھلی اور دل کو دشمن کر دے۔ تو بہادت کو دشمن کر دے۔ مختبہ اور سچی حق تامد پر دین کی خلیل اس استوار کرے۔ ایسا دین جو زندگی کی حرارت سے برپا ہو۔ رسولوں کی نیزیاں کاٹ دے۔ روایتوں کے طبق احادیث اے۔ اخلاق کو بلند کرے۔ انسان کو انسان کی فلاحی سے بحاجت دے۔ مظاہر ہر سچی کا قلع قلع کر دے۔ عقل کو اسی سچی مقام پہنچ۔ کندھ سے فصل کا کام کو کھڑک کرے۔ لعل بخش علموں کو دشمن کرے۔ عیاشی اور افسوس پر حقیقت کے بجائے قاتع اور خدا پرستی کی قدمیم دے۔ عالم و تم کے بجائے خلوٰۃ ثقہت اور رحم کرم کا سبق سکھائے۔ تھسب کے بجائے تسلیم اور داداری کا درس دے۔

اچاںک ایک تہذیبی روشنقاوی ہے۔ زمین کی تھی نہیں ہوئی پڑھجاتی ہیں۔ آسمان جو تم انتباہے۔ کیاں منکرتی ہیں۔ پنجھ سکرانے لگتے ہیں۔ پھول منکرتے ہیں۔ بے گل سے برپا بادشتہ اس کرام ناز سے لبراء کے گرد تھی۔ اوارہ فرم جو کوئی خوشی سے سوت ہو کر اداۓ ناز سے ہم آسمانوں کی ہو جاتے ہیں۔ موسم کا سچی کھر جاتا ہے۔ رسمتوں سے چہاں مشکلہ اور سجن چون پر بہار ہو جاتا ہے۔ ہاں اب تھوڑے خداۓ الہیان کا ساس لیا ہے۔ کام کات میں جان ہی پڑ گئی ہے۔ پڑھرہ دھیات میں ماڑا گئی کی لہر دوڑ گئی ہے۔ وقت کے دریا میں پہنچے ہارے وجد کرنے لگیں۔ چاندنی نے مغرب ان کا لباس پہنانا ہے۔ سورج کی کروں نے سونے کا پانی پیا ہے۔ شمس کی آنکھیں ٹنک ہو گئیں ہیں۔ اجرے ہوئے وقت نے تھے رسم سے کہہتہ باندھ گئی ہے۔ زمانے کا عروج شروع ہو چکا ہے۔ انتظار کی گزیاں فتح ہو چکیں ہیں۔ یو یو ہو۔ خوشی ہو۔

کام کات کا متصودہ آچکا ہے۔ عبد المطلب کے پتے جہاد کے پتے جہنم تھریاف لائے ہیں۔ پنجھ الطمار دش و قت نے بڑا دل پتھرے بدالے۔ زمین نے الکھن چکار کا کام۔ سورج کروڑوں پار طلوں جما۔ پپڑا دل کی گرد بیٹھا گئی۔ آسمان کی آنکھیں پتھر گئیں۔ صدیوں کی آنکھوں سے ماہ سال کے آسٹوپیک۔ جس کی طلب میں انسانیت دم باب ہوئی۔ آج ابراہیم کی دعاے سچا جاپ کا

ٹلہور ہوا۔ سیکی کی بیمارت پوری ہو گئی۔ آمنہ کا خوب سچا ہوا۔ ہاں مجھ نے دجوان کا جام پہنچا۔ تو جیدہ لپاں زیب تن فرمایا۔ مجھویت کی خلعت جمالی۔ تھم بتوت کا جات پیرنا۔ رسالت عاصہ (موم) رسالت کے تخت کو درپنگ کی۔ اور خلاصہ کا نات۔ بن کر جاؤ اور آئے جہاں ہوئے۔ آپ مردہ دلوں کی زندگی، ٹوڈا یہ دماغوں کے سچھا، پیاروں کے سچھا، رذقوں کے سرجم، غلاموں کے سموئی، غربیوں کے والی، فراخن کے نکبیاں، حقوق کے پاساں، ہدایت کے درختاں، چارش بحاجت کی کچی، رحمت کا بھس، شفقت کا بیکر، انسانیت کے بیانات، بندھو، آدمیت کی همراں، علم و حکمت کے معلم، دکارم اخلاق کے تھم، انسان کے مریب، پرشعب زندگی کے مصلح، در دشمنوں کے درمان اور خودت کے قطب بن کر تحریف لائے۔

آپ ہلکی شان کیا کچھ۔ غیرور سے پیکے ہی زمین چار کر ہوئی گئی۔ اور آدم سے پہلے ہی آپ کی بشارتیں اتنا روی گئیں۔ سحر یہی اوری کوستکروں پر برس گز رے۔ جب سے اب تک جہاں پر کوئی اور ایسا نہیں گز رہ جس میں آپ کی تحریف نہیں گئی ہوئی۔ ہر زار و اور ہر اداز سے آپ کی شاخ خونی ہوئی۔ آپ کی بحاجت کوئی اندھا دعے گئے۔ تحریف کے میں دھوڑ منجھ کی گئے۔ آپ بحاجت کے نئے ڈھنک تراشے گئے۔ مدح کے اچھوتے اسلوبِ سخین کے گئے۔ سہاکش و قصیف کے نائلے رخ تھلیل ہوئے۔ نایاب بحاجت، نادر استخارات، مختار الفاظ، طبری کلمات، اچھوتے مضامین اور گوپر دوگار محتلافات کا پہنچی تحریف و سیف سے زینت پختی گئی

مالی محدث محدث امام مفتولی سعیدی - لکن محدث مفتولی سعیدی

محمد کی شانیں ان گفت اور خوبیوں کے رنگ اگل اگل ہیں۔ بر جملہ پر آپ کی بحاجت کے نئے گھوں اور اچھوئی شانوں کا جلوہ ہے۔ ہر ایک نے اپنے رنگ و ہنگ سے من و مجاہش کے ایمان سچائے ہیں۔ بدھت کی مالاکیں باندھیں ہیں اور تحریف کے موقع پر دے ہیں۔ کسی نے الخالق کو اکابر عتیقات کا ذریعہ بنا اور مبتل پاروں میں سیرت و تحریف کے رنگ بھرے۔ کسی نے شعری قصیدوں میں محمد کے پیغمبر ارشادی اور تشبیہات کی بنا کاربزی کی۔ کسی نے شانِ محضی کی دھنک میں قلم کے سمات رنگ سوویے۔ کسی نے مل کی سان پر زندگی کو سچل کر

کے بھوت کے نوبتے فیض کیے۔ کسی نے خون کی سرفی کو تعریف کے پیچے کا عازمہ بنا دیا۔ کسی نے
حلقہ دار پر سر دکھ کے ~~محمد~~ کے گفتگو
لکھے۔

ویکھیں گے سر بر کی طرف اوں جڑیں پیچے کی تاریخ ان کی خلاصی رسول کی
~~محمد~~ کے فیض علم نے کسی کو قومت بنا لیا اور پادھے عرقان نے کسی کو حمال سمت بنا دیا۔
کوئی صائم الدہر بنا اور کوئی قائم اللہل بکالیا۔ کسی پر زخم و اتفاق کار بیک چھاتو کسی پر جود و عطا کا
سکھلا۔ کسی پر دعوت و ارشاد کی باری برسی تو کسی کے لئے جواد و تعالیٰ کے دروازہ ہوئے۔ کسی پر
بجال کا پار تپوچا تو کوئی جہاں کا مظہر بنا۔ کوئی انتقامات کا پیماز اور شجاعت کا کوہ گرد بکالیا تو کوئی
حکمت و مصیرت کا سند بہم۔ استخفافِ مکال سے کسی کی گرون تھی اور عمدہ بیت و داشت سے کسی کا
سر جھکا جاہا۔ کوئی کام کا پرہر ہوا تو کسی نے حدیث کی تھیم کی۔ کوئی ترکیب طلب اور اصلاح باطن
میں مشوق ہوا تو کسی نے فتحی تدوین کی۔ کسی نے الفاظ کے چیز و ثہم درست کے تو کسی نے معانی
کی گردہ کشائی کی۔ کسی نے آپ کے اصول جہاں داری سے عالم کو درخواست کیا تو کسی نے دوہیزہ
سیاست کے خال و دھنسوارے۔ کسی کے دل آپ کی محبت میں پارہ پارہ اور جگہ آپ کی الافت
میں پھلی ہیں۔

لیکن کیا آپ کی خدا و دو صیف کی اختیاہو ہو گئی؟ کیا آپ کی مدح و سたکش قائم ہو گئی؟ کیا آپ کی
بریت کے اطراف و جوانب سیست لئے گئے؟ کیا کوئی آپ کی تعریف کا حق ادا کر سکا؟ کیا اس
بات کا دعویٰ رکھتے والا؟ لکھنے والے لکھتے رہے۔ کہنے والے کہتے رہے۔ پڑھنے والے پڑھتے
رہے۔ غرچہ گئی۔ الفاظ ختم ہو گئے۔ قلم غوث کے۔ زبانیں بکھر ہو گئی۔ آپ کی تعریف نہ ہو ہاتی
ہے۔ کوئی بھی اس سلسہِ مکال کی انجامات نہ ہیں۔ سکا۔ کسی نے پرزاں دی کوئی بھی اس سند برکی
تہذیب پا سکا۔ جزو زمانہ ~~محمد~~ کا زمانہ ہے۔ زمانہ گرتوں جاہر ہے۔ آپ کے لئے گہرے اور غیباں ہوتے
چارے ہیں۔ محمد ~~محمد~~ کی طلب اور پیاس بیوتی جا رہی ہے۔ آپ کی بریت کے کئے کوئے اور
تریف کے انوکھے درجے مکملے چارے ہیں۔ ایوانِ نعمت میں کئے ہی بالا جانے ہیں جن مک-

مختصر قرآن کے آئینے میں

ایکی کسی کی رسمیت نہیں ہوئی۔ گوشہ ساتھ میں کئے ہی پھول ایسے ہیں جن کی خوشبو بھی سکے
کوئی نہ سوچیں کہ جو ~~محمد~~ کا کمال است کا وہ سمندر ہیں جس کا کوئی پھر راور کرنا نہیں۔

حکی ہے کہ رسمات باتی ہے۔ قلمہ اپنے آپ پام جا باتی ہے۔

تمام عمر کا حادث جا باتی ہے۔ ورق تمام ہو احمد جا باتی ہے۔

اور کیوں نہ آپ کو شان اس نے طاقتِ فرمائی جو رقمان شانوں کا ملک ہے۔ ہر دن ایک بھی شان
سے چلوہ گرے ہے۔ جانے والے نے خود آپ کی تھیکیتیں ہے۔ خانق خود آپ پر ٹھار ہوا ہے۔ اس نے
آپ کو اس سامی محمد عطا فرمایا۔ اپنی خوشتدی کو آپ کی رضا میں پوشیدہ کیا۔ مجتہدِ حکم کی نیلیں دیا
آداب مجتبی بھی خود کھائے۔

اس نے خیردار امتحن کو دو رنگ شدیا جو جان کے مقام سے ملی شد کے۔ وہ المذاہ استعمال نہ
کرنا جو ~~محمد~~ کے شانیں شان نہ ہو۔ ہاں ہاں!!! یہ بارگاہِ تھقہم وادی ہے۔ **با محمد**

ہوشیار۔ یہ وہ سکتی ہے زبانِ جس کے اطمینان مقام سے رہتا رہے۔ اس کا وہ جیط
اور رکھ سے باہر ہے۔ جرا بخیں اس کا در بان ہے۔ زبان اس کے پابھیں ہے۔ خود جہاں اس کے کوہ
ہیں۔ ارض وہاں کا دم بھرتے ہیں۔ شکس و قمر اس کے کوہ کریں۔ فوجوں کو اکب اس کے کوہ کریں۔
اس کی رضا بیٹت کا پروانہ ہے۔ اس کی ایسا ہمین کی رسید ہے۔ بر ق کی پک یہاں ماند چہاتی

ہے۔ رداوار خلیل یہاں خوش خرام ہو جاتا ہے۔ خارج مرک کے یہاں پر بیٹتے ہیں۔ اطمینان بیگم
ہو جاتا ہے۔ سکوت کے لبؤں پر بھر گک جاتی ہے۔ الفاظ یہاں کنایت نہیں کرتے۔ تشبیہات
یہاں خوصلہ بار دیتی ہیں۔ استخارے یہاں جھک جاتے ہیں۔ لاکھیں یہاں جھک جاتی ہیں۔
ہلال باہمیتی یہاں گرد پانی جاتا ہے۔

یہاں بات کہنے کا ہر دراج کا طریقہ چاہئے۔ لفظ کا قریب اور کلام کا سلیقہ چاہئے۔ الفاظ
چندہ ہوں۔ شہد پر ہوں۔ زبان کوڑوں تھیں سے وعلیٰ ہوئی۔ اخنوں کی سیپ میں معانی کے
موتی ہوئے ہوں۔ تقطیم کی سرخ من ایں جو ہوں کی سرخ پر یا کیا ہو اور اوب کی لڑی میں
مجتب کے پھولوں کی طرح بالدھار گیا ہو۔ انکی خلوص کی مٹھاں لگاؤ۔ مخفی کی حرارت میں

تپاً ندامت کے عرق میں بھجا۔ شریعت کی کسوٹی پر پکو اور عقیدت کے کنوارے میں بھرہ یا ز کے ہاتھوں سے دربار سالات میں بھیش کرو۔
شوق نیاز و بھر کے سانچے میں دھل کے
یہ کوچہ و صیبہ ہے پکلوں پچال کے آ
یہ بارگاہ سروردیں سے سمجھل کے آ
مشق نی کی آگ ہاتھ پکھل کے آ
سوز و پیش خون میں اگر چاہتا ہے تو
محبت حد سے سوا ہونا چاہتی ہے۔ مشق بے پناہ ہوتا چاہتا ہے۔ محبت پائے محظوظ پر جیتن رکھ کے
بھی مطہن کلیں ہوتی پر خوار!! اس مشق و محبت کو شریعت کی لگامِ ذاتا۔ است غیرم و تحریف پر
شریعت کا سایرا رکھنا۔ ورنہ قظیمِ حُرُکَ بن جائے گی۔ تحریف پر وحیں کا لیلِ الگ جائے گا۔
محبت زمرہ مدد و دعویٰ میں شارہو گی۔ اجر حلقی ہوگا اور مگل کی خدابہو جائے گا۔

اس نظریہ کا مقام بہت بلند اور شان بہت اوپنی ہے۔ آپ شہنشاہ مطلق کے رسول مطلق
ہیں۔ آپ کی انحرافی جیشیت میں کوئی کام نہیں۔ اب کے طریق میں کوئی تجاح نہیں۔ حسد و محبت
میں کوئی پردہ نہیں۔ قظیمِ جمالانے میں کوئی خلاف نہیں۔ آپ کا بتا کہ کوئی کریبا
ری آئی ہے۔ آپ کے ہم لواؤ آپ کی محبت و قظیم میں استدر افراد و قریبہ کا شکار ہو جائیں۔ تھابت
افسوس کا مقام ہے۔ قرآن کا سارا تکریر صاحب قرآن کا اکابر کیا جاتا ہے۔ کتاب اللہ کی آنکھ
ست رسول اللہ کی انحرافی جیشیت حرف گیری کیجاتی ہے۔ مشق و محبت کے راستے حُرُکَ بدعت کو
فرود نہ یا جاتا ہے۔ توحید کے پردے میں قظیمِ رسول سے روکا جاتا ہے۔ بشریت کے ثبوت میں
صلحت انجیاء کو پہاڑ کیا جاتا ہے۔ کوئی سینہ خطاپ سے درود پر صفاتِ القومِ محبت کے اور اسکا
حُرُکَ گھٹائی قرار دی جائے تو ورسی طرف درود میں سید و مولیٰ کے اضافے سے کی کی توحیدات
جائی ہے۔ ایک بلند آپ سے شرف انسانیت پہنچنے میں ایمان کھٹکا ہے اور دوسرا آپ کے تحریکات
سے برکت حاصل کرنا ہمیں جرم قرار دی جائے۔ کسی کے نزدیک آپ کے ضور بجہہ کرنا ہمیں روایہ
اور کوئی آپکے دست پا کو بوس دینا بھی حُرُکَ کیجاتا ہے۔ ایک کے نزدیک آپ کے گناہ و معاف کرنے
کے بھی چیزوں میں اور دوسرے کے نزدیک آپ سے قبول و استخراج بھی جرم قظیم ہے۔ کسی کے

زدیک آپ کا حرم امیر حداۃ اللہ بخاری حکم ہے اور کسی کے نزدیک پوری دنیا و مرض منورہ یا ز میں
کف و سوت آپکے سامنے ہے۔ ایک بلقے کے نزدیک آپ مختار کلیں ہیں اور دوسرا آپ کے
نیزرات کا بھی مختار ہے۔ ان میں سے ایک افراد ہے اور دوسرا قریبہ۔ سچ راست ان دونوں
انجاذوں کے درمیان ہے۔

یہ کم نسبتی و بے بھتی ہے کہ میں اپنے شفیع و مرشد سے کچھ حاصل نہ کر سکا۔ ہاں حضرت
القدس سے مرے دل نے مشق رسول مسلم کی اللہ اور حاصل کی ہے۔ میں نے
آپ کی مجلس میں بھی رسول کی گری اور نوش محبت کی رشادی دیکھی ہے۔ حضرت شیخ کوہنگ کی پو
سے بھی تحقیق تقریب ہے اسی حق رسول کی بہبی آپ کے رگ پے میں بھی ہوئی ہے۔ آپ کے در
اقدس پر عاصی کی رکت سے القافت رسول کی پاچھا تھیں اسی حقیقتی اور میں نے جانا۔

ہوند یہ پھول تو بیل کا ترجم بھی نہ ہو۔ چمن و ہر میں کلیں کا تبسم بھی نہ ہو
یہ سماں ہوتا ہو تو بھرستے بھی نہ ہو تم بھی نہ ہو۔ بزم تو جیسی بھی دیاں دیاں دیوام بھی نہ ہو
خمس افلاک کا استاد اسی نام سے ہے۔ پھنس سی پھنس آبادہ اسی نام سے ہے
ہاں مجھے معلوم ہوا ہے محبت خدا شرک تک بھی جائے وہ محبت نہیں حدودتے ہے۔ اور جو تو حیدا کی
تحقیق و تقریب میں رکاوٹ ہن جائے وہ تو حیدا نہیں تو ہن ہے۔ مجھے معلوم ہوا جب مصلحتی کے بغیر
تو حیدا کریں گی نہیں۔ شعاعِ اللہ کی تعلیمیں دلوں کا تقویٰ ہے تو کیا آپ کا مرجیٰ ان سے بھی کم ہے؟

یہ الفاظ کا بھل پیش ہے حال کی بات ہے۔ توحید کے راستے میں پہلا مقام پہلا چار اور مصلحتی
ہیں۔ سمجھو تو حیدا کو روازہ ہیں۔ تو حیدا فخر ہو جو ہے۔۔۔ جو مصلحتی خاں نہیں وہ تو حیدا شاہ
ہی نہیں۔ حس دل میں مصلحتی نہیں اس دل میں خدا نہیں۔ جسکے خدور آواز بلکہ کرنے سے تو حیدا
کا درشت سوکھ جائے کام توحید اسکے بیرون کیے عمل ہو سکتی ہے۔ محاچا نے پہلے مصلحتی کو جاہا پر
تو حیدا کو قبول کیا۔ ہاں قظیم کے نام پر تو ہیں اور محبت کے نام پر عادات کے تیرہ سے تو حیدا کا
سیوں لگا کر کردا۔ یہ حیدا کا لکا ہو پو اور جاہا ہو جائے۔

میں نے اس قظیم ترین بھتی کو سکھا۔ قارآن کی چونپر کھڑا ہو کے لا الہ الا اللہ کی صد اکارہ

ہے۔ اس کی خاطر کمکی گیوں میں ستایا جا رہا ہے۔ طائف کی سماجی خدمت زمین اسکے مقدس سر زمین پر ٹوپن سے سرخ چوپیگی ہے۔ اسی کی خاطر بالآخر یا پانادھن انجیل مکا مسکن اور عیسیٰ کا پاندھن پر مجھوں ہو گیا ہے۔ میں نے جان لیا تو حمدے حق تعالیٰ کو اور حمدہ حقیقی ہوتی ہوئی تو صطفیٰ کی جانب اس کے لئے تھی۔ میں نے جان لیا لیٹرک سے چھڈ کے خلاف اور کوئی نہیں۔ اس سے بڑی کوئی چیز ہوتی تو آپ پہلے اسکی کتفی کرتے۔

میں نے اس پر درگ ترین ہستی کو دیکھا۔ اللہ کے اتنا ہی علم اور غیر محدود و قدرت کا تمدود کرو کر رہی ہے۔ قمرے علم، قدرت، حقائق اور اختیار طلاق کی لائی کی جا رہی ہے۔ یہاں تک کہ اپنے لئے بھی شرافت اور کیا اسکا دام بھی کو رہی نہیں۔ میں نے جان لیا اللہ صفات میں بھی لا شریک ہے۔ میں نے اس تضود کی نات انسان کو پایا۔ اللہ کے خوف سے لرزہ ہونا دام ہے۔ ہر طالب میں اس کا شکر گز اور اسکی رضا پر راضی ہے۔ ہر طالب میں اسکی تربیت کرنے والا اور ہر برات میں اس کا ذکر کرنے والا ہے۔ ہر وقت اسکا دل اللہ کی طرف متوجہ ہے۔ تو مجھے پڑھ جل گی مطلوب و مقصود بنا ہے کے قابلِ بھی اللہ کے سوا کوئی نہیں۔

میں نے اس فخر بڑھ دیکھا۔ اللہ کے سامنے ماجدی سے کھڑا ہے۔ اسے حضور زاد و خطار و رہا ہے۔ ملکوں میں اسکو کوچرا رہتا ہے۔ فتح و حضرت کا ایسے سوال کرتا ہے۔ اسی کی پناہ مانگتا ہے تو جان لیا دعا دار پر کے لائق بھی خدا نے صطفیٰ کے سوا کوئی نہیں۔

کامل انتیٰ دار بھرپور اطاعت مجتبی کا شر ہے۔ جس مجتبی کو پہلے نہیں لگا وہ بھی ناپذش خام ہے۔ آنکھوں تحریر میں آپ کے کمالات، مناقب، مجاہد، اوصاف، مقاب، عازات، نصائح، اخلاق، عادات، احاسان اور آپ کا قرآن کی روشنی میں ذکر کیا جائے گا۔ ان شاء اللہ یہ تحریر اس پہلی کو حاصل کرنے میں مدد و معادن ہوگی۔ اللہ اے قول فرماء کرنا فتح و پیارک ہائے۔ آئیں۔

کشف غم انصیب کرے اپنے نسل سے الفت کے ساتھ ماجد اطاعت حضور کی

۱۔ تخلیق کائنات کی پہلی حکمت

اس سے اللہ کے وجود، قدرت، علم اور دیگر صفات کا انتہا ہو۔ یہ انسان کیلئے اللہ کی خلافت کا ذریعہ بن جائے۔ جہاں کی یہکی نایابت ہے اس مضمون کی کمی آئندوں میں سے ایک قبولی خدمت

مقصود کا نسخہ

حضور پر قدر کی ذات سماجی صفات وہ وجد کا نات ہے۔ آپ کو یہ اکرنا نہ ہوتا تو یہ جہاں تخلیق نہ ہوتا۔ ملکوں آس کا دجود، ہوتا نہ رہا۔ نہ ملکوں سے اسکی ترین کمی ہوتی۔ جو حال جنمیتی زمین ہوتی ہے۔ نہ کوئا ہاں کی طرح اگر ہے تو اسے پہاڑ اسکی پیچی پیچی پگا جائے جاتے۔ رنگ دھوکے سلطان اور آب دھل کے نیچوں نہ ہوتے۔ گے دلوں کی یادوں کردا اکن دل پہاڑ اتر جائے والی رلوں کا سارا غمہ نہ اسی بہانے والے شاداب موسوں کا پاپ ہوتا۔ ساعت نواز انہوں کا الاپ ہوتا۔ باصرہ نواز رنگیں ان کا اخراج ہوتا۔ بھیکیوں کی کھلکھلانی تھی تھی۔ بھیکیوں کی سکریٹیں دھوتیں۔ پاہوں کا سناہن ہوتا۔ خوش مظفر لکھا رہے اور سادوں کے فوارے نہ ہوتے۔ پھٹکے سمندر ہوتے جو کچی آپشاریں نہ ہوتیں۔ روز خصلیں اور بیاپاں و حیثیں نہ ہوتیں۔ مگر کی رعنایاں اور محراجی کی پہنچیں نہ ہو جائیں۔ سمجھ کا رون آپ کی ذات ہے۔ آپ کی کائنات کے مظہرے کا تضود تھے تو یہ جہاں آپ کی خاطر سجا گیا اور آپ کو خدا کیلئے بنا یا کیا۔ آپ نہ ہوتے تو زمین پر خدا کی جہادت نہ ہوتی۔

بزم کوئن پہلے جائی گئی پھر یہ ذات مظہر پہنچی گئی
تفصیل اس کی یہ ہے کہ اللہ حیم طلاق ہے۔ حکمت الاعلیٰ اور بے کار کام نہیں کرتے۔ تخلیق کائنات بھی حکمت سے خالی نہیں قرآن مجید سے اس کی تین بڑی حکیمتیں معلوم ہوتی ہیں۔ یہاں یہ یاد ہے ایک چیز کی کوئی حکیمتیں اور علیمیں ہو سکتی ہیں۔ جیسا کہ حضرت شیعہ البند نے تفسیری فوائد (ابن القاسم، ۱۵۰) میں اشارہ فرمایا۔

وہ مذکوری خلق سنت نسبت وہیں
زین بھی اتنی ہی۔ ارتباً اس کا حکم ان کے
نسل میں منتشر ہے۔ اللہ ارشاد ماتے ہیں
لہ کے علم میں بھائی ہے ہر جو کی۔
اس کی تفسیر میں عید الرطین بن، صراحتی تفسیر موسوم تفسیر الحدی میں فرماتے ہیں
کل ذلك لا حل ان برقه العاد
لیں کتاب کرہنے سے بیکان لیں اور بیان
ولیعماً الحادثة قدرته بالاعشار
کلها واحاطة علمه بجمع الاشہاد
یاذا عرفوا باوصنا فه المقدسو
اسماه الحسن وعده واحبوا
کفرے ہوئے تو ہمیں اللہ کی معرفت و عبادت
من الخلق والا مر معرفۃ اللہ و عبادہ ہے جو حق اور امر کا مقصود ہے۔ (الحق۔ ۲)
اس جیسا کاہر ذرہ اس بات کی دلیل ہے کہ خدا ہے۔ وہ واحد ہے۔ احمد ہے۔ لا شریک ہے۔
زندگی ہے۔ قادر ہے۔ علم ہے۔ صاحب حکمت ہے۔ خیر دار و گران ہے۔
تفسیر اسماعیل حقیقی دوسری آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں

وَفِي الْآيَةِ اشارةٌ إِلَى أَنَّ مِنْ بَنَاتِكِ حَكْمَتُكَ
كَلَمَّا مَا خَلَقَتِ الْأَنْوَارَ حَكْمَتُكَ
كَلَمَّا مَا خَلَقَتِ الْأَنْوَارَ حَكْمَتُكَ

۲۔ تخلیق کائنات کی دوسری حکمت

اس معرفت کے لیے مکلف گلوق پیاری کی جائے۔ یہ بھاں اس کا سکن ہو جائے اس کی تمام
ضروریں پوری کی جائیں۔ نور عالم سے اسے نور کیا جائے جس سے نفع حاصل کرے۔ بستان
سے خوبی پہنچے۔ اللہ کے احکام کو بکھے۔ اسکے رو تقویں میں مقابڑوں دیکھا جائے کون بالحقیقت خود

الشک طرف آتائے اور کون در بھائی کا ہے۔ ارشاد ماتے ہیں۔

خواہیں خلق الشہوت والازم اور وہی ہے جس نے بانے آسان اور زیاد چہ
فی سُنَّتِ الْمَلَكِ وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى دَنَّ مَيْسٍ۔ اور تھا کہ تخت پانی پر تاکہ آزادی کو
الشَّاءُ يَلْتَوِي كُلَّمَا أَتَسْتَعِنُ عَنْهُ۔ کون تم میں سے یا جا کر تھے کام۔ (مود۔ ۷)
اٹھ کے موں میں انسانوں کو جانپنا چھیت کی دوسری حکمت ہے۔ جانپ کا مقصد اتنا ہے اعمال کرنے
والے افراد کو ظاہر کرنا ہے۔ امتحان اسی لئے ہوتا ہے۔ اممال اگر چاہئے اور برے یا حسین اور
حسین تین درجوں میں قائم ہوتے ہیں جیسے اتنا ہے اور حسین اعمال کی کلائی گئی کوئی کامیابی
کسی مل سے شرط ہے۔ اس میں گھشنی کا شرف بھی ہے۔ نیز اللہ کو صرف حسن میں حسن میں
اعمال میں بھی وجہ مکالم طلب ہے۔
وہی دو طریقوں کی ایک فرماتے ہیں۔

وَالنَّحْضُبُنُ عَلَى التَّرْفِي دَالَّاً اور (بِوَصِيدِ تَقْبِيلِ الْأَيْكَادِ) اسی ترقی پر
لَدَلَالَتِهِ عَلَى أَنَّ الْمَقْصُودَ بِالْأَخْبَارِ ایجاد نکلے ہے جو دائیٰ ہوتا کہ دو ایش ہو
ذالک الفریب لیجا ریبم اکمل الجزاء جائے کے احتمان کا تقدیم کی گردہ ہے تاکہ
انہیں کامل یعنی جزا دے۔
این عاشر فرماتے ہیں

وَفِي الْآيَةِ اشارةٌ إِلَى أَنَّ مِنْ بَنَاتِكِ حَكْمَتُكَ اور آیت میں زین بانے کی حکمت کا
خلق الارض صدور الاعمال الفاضلة اشارة ہے کہ اس میں انسانوں سے ایجے
اشارة ہے کہ اس میں انسانوں سے ایجے
امال صاریحوں (آخری الہمہ) حسنے
تم کیوں میں زیادہ سے زیادہ حسن مطلوب ہے۔ جو اخلاص اور ایجاد سنت سے حاصل ہوتا
ہے اگر جو اللہ کی معرفت ہے۔ تا مصالح الدین فرماتے ہیں

فَاللَّهُ تَعَالَى خلقَ الْحَلْقَ لِعِدَادِهِ اللَّهُ أَعْلَمُ بِإِيمَانِ اسَّادِهِ مَعَاتِكَ کے ساتھ تھوڑے کو
وَمَعْرِفَتِهِ بِاسْمِهِ وَصَلَاتِهِ وَامْرِ اُنَّ مَرْفَتَ دِيَارِتَ کَلْيَنْ بیدا کیا اور اسی کا

هم بدلاللہ (السمدی-ہود) صمد۔

اللہ کی عرفت تمام نہ اپنی باقی اعمال کی بنیاد پر ہے۔ اس کا بھی انسان کا دل ہے اور اسی کا حامل تھیں ہے۔

۳۔ خلائق کی تیسری حکمت

امان کا مقصود اور پر افراد کو میاں یاں کرتا ہے۔ اس لئے خلق کی کائنات کی تیرتی حکمت جو اور سرا ہے۔ مقرر و وقت پر جہان فنا کر کے پھر زندگی دیجائے۔ ہر لمحہ کو کیسے کا پھل ملے۔ ابھی کام کرنے والوں کو کامل بڑاہو، سرسدی خوشی اور اپنی آئینی طبقات ہوں۔

قرآن مجید میں اس مضمون کی مشہور آئینے ہیں۔ حثاً فرمایا

وَخُلُقُ الْأَنْبِيَاءِ خَلُقُ الشَّوَّافِينَ وَالْأَرْضِ۔ اور حکایت اللہ تعالیٰ انسان اور زمین یعنی پاکینس بالحق و شکری محل نقیبی پناحست۔ اور تا کہ بدل پائے ہو کر اپنی آئینی کا۔ (الباثر)

ابوحیان فرماتے ہیں

فکان الخلق معللا بالجزء پس پیدا کرنے کی علم و حکمت

(ابوحیان، الباثر)۔

اعمال کا بدل دینا ہے۔

مرنا اور بدل پانس ہوتا تو موجودات کا نظام بے کار رہتا۔

اصل حکمت

اپنی جگہ جوں میں سے بر حکمت اہل ہے ایں جو موئی اہبہ رے دری حکمت اصل اور مقصود معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ بھلی حکمت خلق کیلئے لازم ہے اور تیسری اس کا لائق شاہے۔

امام رازی فرماتے ہیں۔

والحق دلیل امکان العدم لان اور حکوق ہونا عدم ممکن ہونے کی دلیل ہے کیونکہ المخلوق لم یجرب علیہ القدم اس کیلئے اذیت ثابت نہیں لیا اس کا تم فحیز علیه العدم ہو چاہیے۔ (زادی-روم۔۷۷)

اور اس کا مقصود ہو اس نے بھی کاش کو جیز مطلوب ہے وہ انتیاری عرفت ہے اور اس

کی ایجتیہ انسان میں ہے نہ کہ باقی حقوق میں۔ چنان بات کی دلیل بھی کوئی نہیں کہ حصول عرفت اور جزا بڑی کا نکتہ کا مقصد ہے جہاں مقصود الفخر ہے اور وہ انسان ہے۔ یہ اسکے لئے عرفت کا ذرا بھی ہے۔

اس لئے خلق کی کائنات کی اصل حکمت اتنا ہے ہوئی۔ اور اتنا کا مقصد کامیاب اور با مراد افراد کا تبلور ہوا۔ کیونکہ انسان ذریعہ مقصود ہوتا ہے۔ لہذا کائنات کا مقصود انسان ہے اور اس ان کا مقصود عرفت ہے۔ چنانچہ کی آیتوں میں یہ بات یہاں ہوئی کہ سب کو محarrمے لئے ہے اور ملاملا جیلوں ہمارے لئے ہو۔

ان المراد بالذات والمقصد الاصلی۔ پہلے اتنا کی ذاتی مراوح محسن کے احسان کا من الا بخلاف هو ظهوركمال احسان۔ کمال خاہر ہوتا ہے اور سبی اصلی مقصود ہے المحسنین مع تحقق اصل الایمان و اگرچہ ایمان کی بنیاد اور عطا عناۃ باتوں میں بھی حقیقت ہے۔ (آیوی۔ ۲۶۔۲۷)

الطاوعة في الباقين بعضا

ایک اور پہلو سے دیکھا جائے تو بھی انسان ہی تمیون مختمن کا مرکز اور روزگار آتا ہے۔ لتعلموا۔ تاکہ قوم چاہن اولو سلیو کم۔ تاکہ چیزیں آزمایا جائے۔ و لتجزی۔ اور تاکہ چیزیں بدل دیا جائے۔ اسے انسانوں تم اللہ کی عرفت حاصل کرو۔ اسی عرفت میں تم آزمائے جاؤ گے اور اسی کے مطابق دار آخوند میں حصیں اچھا یا بدالے گا۔ اسکا حاصل اور خلاصہ دو تھیں یہ عرفت اور انسان۔ کوئی نہیں کی تلقین تو انسان کیلئے ہوئی اور انسان کی تلقین تو جید اور عرفت کیلئے ہوئی۔ جب معلوم ہو گیا جہاں کا مقصود اصلی انسان ہے اور انسان کی غایبی اللہ کی تو جید اور عرفت ہے تو اس دو ہماں کھیسیں۔

شرف کا سبب

شرف کیلات سے حاصل ہوتا ہے۔ جو ہتنا بالکل ہو گا اتنا ہی برتر اور اشرف ہو گا۔ یہیے انسان کو کمال ملکی حاصل ہے جس سے باقی حقوق مردم ہے اسلئے باقی حقوقات سے اشرف ہے۔ یا کسی بیچ کا فتح اس سے فائدہ اٹھانا ہو اور اس کے بعض افراد بعضا سے فتح بکش ہوں تو حس زیادہ فتح

پہنچائے وہ درس سے اشرف ہو گا۔ مثلاً پانی کا تلقی طہارت حاصل کرنا اور ہبہ ہے۔ اوصاف پانی فائدے میں درس سے لفظ ہوتے ہیں اس لئے اشرف ہے۔ امام رازی فرماتے ہیں فکناللہ العبد الذی وجده ما پس اسی طریقہ دینہ اشرف ہے کہ جسمی تصور ریا و لذیغ طور پر پایا گیا۔ (الدارجۃ۔ ۲۵)

انسان کا اصلی کمال اللہ کی معرفت ہے۔ حاصل اسکا سبب ہے۔ یہ سطح معلوم ہو چکا ہے کہ اللہ کو معرفت کا درجہ کمال مطلوب ہے۔ جس انسان کا ایکسیں یعنی نصیب اور حصہ ہو اور انتی پا کمال ہو گا۔ مگر بے بکاریات کے ساتھ اس کمال میں ہی آپ سب سے قائم ہیں۔ اگر دلیل یہ کہ آپ ای ای اللہ ہیں۔ اس لئے آپ اپنی سب سے اشرف ہیں۔ جو اشرف ہو ہو یہ مقصود ہی ہوتا ہے۔ انسان میں کمالات کی طلب اسکی واضح دلیل ہے۔ ایک ہنس میں کہا کھونا ہو تو ہبھوری کے سوا کھونے کا کوئی طلب گار نہیں اور کھرا ہر ایرک کا مقصود ہے۔ ہزاروں پھولوں میں جوشان گلاب کی ہے اور وہ کی نہیں۔ پرانے ہزاروں میں لکھن دوسروں کی وہ بات کہاں جو مقاب کی ہے۔

مقصود کوئیں

پس آپ یہ کوئین کا مقصود اور اسکی حقیقت کا سبب ہیں۔ اور آپ کا "قصود اللہ کی وہ معرفت ہے جس کا درجہ کمال اللہ کا انسان میں مطلوب ہے۔" مخفی محمد شفیعی صاحب فرماتے ہیں حاصل یہ ہوا کہ آسان و زمین کی یہ ایسے اصل مقصود انسان ہے بلکہ انسان میں ہی ایں ایمان ہیں اور ان میں ہی کوئی وہ انسان جو سب سے اچھا مل کرنے والا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ سارے نبی آدم میں سب سے اچھا مل کرنے والے نہارے رسول ﷺ میں ایسے یہ کہا گی ہوا کہ تمام کائنات کے بیٹا اکرنے کا اصل مقصد رسول کریم ﷺ کا وجود باوجود ہے۔ (حدائق القرآن۔ حدود۔)

اور علامہ احمد آلوی فرماتے ہیں۔

فہر صلی اللہ علیہ وسلم علی الحقيقة۔ پس آپ اصل اللہ علیہ وسلم یہ تلقی خدا میں سب

الحلیلۃ الاعظم فی الخلیلۃ والامام سے بڑے خلیلہ دار ارش (وہاں میں مقام امام ہیں) المقدم فی الارض والسموت العلی آپ اصل اللہ علیہ وسلم نہ تو آدم بھی یہا ولواہ مخلوق ادم بل ولا ولا (اینہوں) تھے تو ملک آپ شہوتے تو وہ بھی نہ ہوئے اسماں حقیقی سورۃ قریۃ میں فرماتے ہیں

وکان علیہ السلام علیة خالیلہ لیلوجوہ اور حضور علیہ اصلنا قاؤ السلام دیجوہ کائنات کی طبقہ کل کون فوجوہہ الشریف وغصہ نانی ہیں میں آپ کا بزرگ جزو اور اس کے طبقہ اللطف افضل الموجودات الکوئیہ عاصمۃ موجودات میں سب سے فضل ہیں (۱۰)

کتاب فہرست کے سرورتی پر جو نام احمد ہے جو تو تکشیقی بھرپر کشاد جو اور وکلمہ جو ہوتا نہیں تھوڑی تکشیق نہ اتنا عرب شہزادگان ہمیں ہے جو مظلوم کن کیا تھا تو ہو تو اگر دو شاہ امیر ہوتا

توحید کی اعظم دلیل

وجود خدا

کائنات وجود میں ایک ہے۔ اسی ذات میں کثرت ہے۔ ہزار ایک جہاں ہے۔ فلک بالغ اور عقل کی اظہر ہو تو بزرگ آئندہ ہے۔ ہر آئینے میں خدا کا حکم ہے۔ ہر قدر سمندر ہے۔ ہر صدر تو حجد کی علامت ہے۔ ہر ستارہ کھلاش ہے۔ ہر کھلاش عالیٰ کی دلیل ہے۔ کوئی قلب ہے جس نے تھلیٰ پر رنگ بھیرے۔ موسیٰ موسیٰ حسن بخلا۔ کلیٰ کو کھلانا بتایا۔ پرندوں کو ازا نہیں دیں۔ زر اسے کو جامت دی۔ ہماچل کو جامست دی۔ چھلک کو جنم دی۔ پرندوں کو دان پختنا اور شاہین کو لٹکار کرنا سکھایا۔ رنگتے سائیں میں زبرد جہرا۔ زہر کوتیاں بنایا۔

وہ کون ہے جس نے حی عالم میں بیکسانیت رکھی اور بیکسانیت میں حیوں بیبا کیا؟ وہ کون ہے جو مال کے پیٹ میں نقش اتراتا ہے اور زمین کی تہوں میں صورت گردی کرتا ہے؟ کمپلی میں آم کس نے چھپائے اور آم میں کھلی چھپائے والا کون ہے؟ آخر جوانی کیلئے رعنائی اور ساعات کیلئے صد اسکے نے پیدا کی؟ ہر دل کے بعد جر کس نے رکھا؟ پانی بلندی سے رکھتا ہے۔ ہوا نیب سے بلند ہوتی ہے۔ اس کے رکس کوں پیش کیا؟ پانی کی طبیعت میں بہاؤ اور ہوا کی طبیعت میں اٹھاؤ کس نے رکھا؟ پانی کو فھائمیں کس نے اچھا لیا؟ وہ کون ہے۔ جس نے سمندر کو کناروں پر سنبال رکھا ہے۔ وہ کون ہے جس نے دن کو رات کے پیچے لگایا اور چاند کو درن کے پیچے دوڑا دیا۔ ایک بیچے قومیں میں ہانم کو گردش کے راستے تھیں کردے۔ الطیف ہوا کروٹی کے کالوں چیزے باذلوں کی سواری ہیا دیا۔ یہ دنیا ہے جو پر دوں میں رہ کر بے چاب ہے۔ جو چلی ہے گرفتار ہے اور مستور ہو رکھی کشفت ہے۔

ہر شے اس کا پڑ دیتی ہے۔ یہ مل کھاتی پھر اتنی کائنات میں آسمان، بلند پیاز، ہمیب

گزئے، رنگیں پھول، حجم ہاتھ کے درخت، انواع و اقسام کے جانور اور یہ انسان ہر ایک ایک خالق، قدرت، علم، بحث اور نہیں کا گواہ ہے۔ ایک مثل جب بھی آنکھی دلخی دلخی دلخی پر غور کرتا ہے۔ موجودات کے حکم، مخلوق، مربوط و مضبوط نظام کو دیکھتا ہے۔ بے ساخت پکار احتفا ہے۔

رَبُّنَا مَا خَلَقَ هَذِهِ الْأَيْمَلَةَ اَسَطَارَےِ پَرِّ وَكَارِيَّةِ مَوْلَتَنِےِ بَيْنَ كَوْهَيْنِ بَلِّا يَا

سَخْلَنَ اَبَيْنَ كَوْدَهِ كَامَ كَرَنَےِ سَمَّيَ ذَيْ اَسَاطِيْكَ بَلِّا

اَسَيَّ بَادَوْتَ حَقَّ كَسَاحَجَهِ بَلِّا سَرَاجَ العَالَمَيْنَ مِنْ بَلِّا

وَالْأَسَاطِيلَ الْعَجَتَ وَهُوَ مَالَ الْأَفَالَدَةَ

بَلِّا شَيْ بَلِّا كَارِبَوْتَنَےِ حِسَ مِنْ بَلِّا

فَيَمْلِفَالَّهُ مَالَ الْأَفَالَدَةَ قَبِيْهِ يَعْدَ

فَيَمْلِفَالَّهُ مَوْلَيَا بَلِّا كَوْلَنَ قَبِلَ شَارَتَهُ بَلِّا

بَهَا مَالَ الْأَيْنَدَهِ دَهَفَالَّهُ (آل عمران: ۱۶)

مراتب دلالت

بچھے بیٹوں میں جہاں کے تھن مکری فائدے بیان ہوئے چیز۔ تو جیسے دلالت اور یکتاں کا انکھاراں میں سے ایک ہے۔ پوری کائنات بھی اور الگ ایک اس کا بر جم، بھی تھی کی دلیل ہے۔ قرآن مجید کائنات کے ساتھ اسکے افراد و اجزاء کی طرف بھی توجہ دلاتا ہے۔ اسی آیات کا انکھارکروں میں ہے۔ دلیل ہوتے میں بھی بیکاں ہیں۔ لیکن کسی عاقل سے پوشیدہ نہیں بغض بعض فویت رکھتی ہیں۔ تھلوی ہوتے میں بھی بیکاں ہیں۔ لیکن شرف و مذلت میں بھی ایک بھی نہیں۔ قلم تھلوی میں بزرگی اولاد کو ملی۔

وَلَقَدْ خَرَقَنَا بَنِي اَدَمَ اور ہم نے عزت دی آدم کی اولاد کو

لئی رسالت و نبوت میں تمام انبیاء و رسول یار ہیں مگر درجات میں پھر بھی فرق ہے۔
بلکہ الرُّشْلُ فَطَّشَ بَعْذَهُمْ یَسَرِّ بَوْلِ ہیں۔ ہم نے ان میں سے بعض

عَلَى بَعْضٍ كَوْلَنَ پَنْدَلَهِتَهِ بَلِّا ہے۔ (قرآن: ۵۳)

مَوْلَ پَرِّ كَلِّ دَلَاتٍ بَلِّا تَامَ ہوگی۔ وَ دَلِلَ اَتَیٰ تَیٰ اَشْرَفَ ہوگی

حق پاٹل کی نہیں۔ پاٹل بے فائدہ اور حق دوئے جو فائدہ مند ہو۔ کائنات کی تکالیف ہیں۔ اس لیے فائدہ سے بھر پر ہے۔ قرآن میں اکثر دیشتر اشیاء کے معنی اور فائدہ تائے گئے ہیں۔ کسی بھر میں فائدہ کے انتہا سے محض میں بھی اضافہ ہوتا ہے۔ محض میں کسے فوائد کم موجود ہے۔ کم جم میں فائدہ وہ ہوں تو ان کے صاحب میں ملک اور اُنکی بھتی ہے۔ یہ کمال تجھیں ہے کہ پچوڑی بھر میں فوائد سے حساب ہوں اور ان کے صاحب میں اُنکی بھتی ہو۔

لخلل الشہوت والازم الکھیرین خلی اللہ

البت آنانوں اور زمین کا پیوں کارنا لوگوں کے بھر کرنے سے ہے۔ (المریم: ۵۶) اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ جس شے میں نکوہ خوبی ہوگی اسکی دلالت ہاں ہوگی۔ اور اسے باقی دلائل قدرت پر فویت ہوگی۔ فوائد کمال ہی کائنات ہے۔ وہی بھر باکمال ہوتا ہے جو فائدہ مند ہو۔ اور باکمال شے کا حال بھی باکمال ہوتا ہے۔ جو باکمال ہے وہ اشرف ہے۔ مزید تفصیل کے لیے کہنا یہ ہے کہ انسان اشرف الخلقوں ہے۔ اسے عقل ملی، منصب خلافت ملا، حال امات ہوا۔ مہبود وہی ہا۔ اللہ کے اخلاق سے مزین ہوا۔ فرمایا

لقد خلقنا لائنساً في أحسن تقويم

ہم نے آدمی اخلاق ادا کے پر بنایا۔ (آلہ: ۲)

اعلى دليل

ہر گونوں دلیل تو چید ہے۔ لیکن یہ قائم دلائل تو چید میں اشرف و افضل ہے۔ تمام انانوں میں اعلیٰ، اولیٰ، اول فی اشرف، اکمل اور اتم، اسی مصطفیٰ کی ذات ہے۔ اس لیے محمد ﷺ اللہ کی یکتاں کے سب سے بڑے گواہ تو چید کی سب سے بڑی دلیل ہیں۔ آپ کوایہ ہمہ جہت ہے۔ زبان حادث اور زبان قاتل سے اللہ کی وحدائیست کی دلیل ہیں۔ آپ شاخص مطلق میں۔ آپ کوایہ یہ ہے کہ اللہ ذات و صفات میں بیکا ہے۔

تفیر کیہر میں شاخص کی ایک تحریر کرتے ہوئے امام رازی فرماتے ہیں۔

تائیہ ان شاهدان لا الہ الا الله وعلی اس کی درست تحریر ہے کہ اپنے ملی اللہ طیہ و مل
ہذا الطیہ و هو ان الله جعل السی کل طبیعے کے گواہ ہیں۔ اور اس میں ایک طبقہ کو
شاهد اعلیٰ الوحدانية والشاهد لا یکون ہے۔ ایسی کو اللہ تھے اپنی وحدائیت پر شاهد ہیا
مدعا عما لله تعالیٰ لم یجعل السی فی گواہ میں اپنی ہوتا ہے۔ اس سکتے میں نہ طے
مسئلة الوحدانية مدعا الہا لان کی وجہ یہ ہے کہ مدعا ظاہر کے خلاف ہات کرنا
المدعى من یقول شيئاً علی خلاف ہے اور وحدائیت سورج سے زیادہ ظاہر ہے۔
الظاهر والوحدانية اظهراً من الشہمن اپنے ملی اللہ طیہ و مل میں تو چید کی کوایہ خود
والنی علیه السلام کان ادعی الشہوة بیوت کا دعویٰ فرمایا اپنے شاحد ہوئے کی
فجعل الله نفسه شاهداً فی مجازاته مجازات میں اٹھتا گواہ کی کوئی دعا نہ رساں
کوئونہ شاهد اللہ فقال تعالیٰ وَاللهِ يَعْلَمْ یہ گواہ یا فرمایا اللہ خوب جانتا ہے کہ آپ اللہ
کے رسول ہیں (الزاد: ۲۵)۔



زینت کائنات

عندود کو من نہیں ~~کو~~ زینت کائنات ہیں۔ اس جہاں کی روشن آپ کے دم قدم سے ہے۔ آپ ~~کو~~ شہرے لا کائنات کو بودھ کی روشنی کپاہ سے ملی؟ سمجھی عدم کی تاریکیوں میں پڑے ہوئے آپ کو مظر پر لانا نہ ہوتا تو روزگار میں نو ہوتا نہ چاندی ملی۔ جھروں کی نیشگی ہوتی دن آبشاروں میں ترمی ہوتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے تو پارش کے قدرے ہوئے نہ شتم کے آنسو ہوتے۔ گل کو رعنائی تھی نہ حسن کو در پائی عطا ہوتی۔ آپ زینت کائنات کا سبب بھی ہیں اور اس جہاں کی اصل زینت بھی ہیں۔

زینت کیا ہے؟

زینت اُرائی اور خوبصورتی کا نام ہے۔

الرَّبِّ شَدَّدَ الْحَسْنَ فَضْبٌ كَخُوبِيَّةِ زَينَتٍ كَبَيْتَهِ چَسَ.

خوبصورتی بھی زینت ہے اور جس چیز سے خوبصورتی حاصل کی جائے وہ بھی زینت ہے۔ زیر زینت بھی ہے اور زینت کا سبب بھی۔ اسباب زینت کی آگے کی اقسام ہیں۔ غلی، وفی، حس، محفوظی وغیرہ۔ سو وہ کہف میں فرمایا

إِنْتَهَىَتِنَا عَلَى الْأَرْضِ زَيْنَلَهُدٌ

زمیں پر جو کچھ ہے سہم نے زمین کی، اتنی ہاٹیا ہے۔

اور فرمایا

إِنَّ زَيْنَتَ الشَّنَاءِ الْأَلْيَادِيَّةِ

روشنی دی ہم نے آسمان دنیا کو ایک روشن

الگواہ کے

جو تارے ہیں (الساقات۔ ۶)

حریز ارشاد و جواب

الْمَالُ وَالثَّيْنُ وَنِعْمَةُ الْحَسْبُوْلَلَهُ مال اور بیٹے دیا دی زندگی کی زینت ہیں کائنات کے تمام افراد اس کی زینت ہیں۔ انسان بھی انہی میں سے ہے۔ آلوی فرماتے ہیں فان للملک لف جہن جہن جہہ بد خل پیں ملکف کیلئے دو جہیں ہیں۔ ایک بہانت اربیہ وجہہ بد خل بہا رُش زینت اور ایک رُش سے امتحان تحت الاجلا۔ میں مثال ہے (رسن العامل۔ الکلب۔ ۲۷)۔

انسان کا کائنات کی حسی زینت بھی ہے اور معنی زینت بھی ہے۔ اسکی تقویم تمام گلوقن سے احسن اور خوبصورت ہے۔ اور ظاہر ہے زیور بھنا بھی خوبصورت ہو گا اتنی ہی خوبصورتی یہاں اکرے گا۔ احسن تقویم والے سے مل بھی احسن مظلوب ہے۔ یہ اس کی معنی زینت ہے۔ مقل اسے ارادت ہے۔ علم سے بیرون ہو سکتا ہے۔ فناکی کو حاصل کر سکتا ہے۔ کمال کی بحدی سکھ لی سکتا ہے۔

اصل زینت

تفہیم اور عمل دونوں میں آپ کے مل کر اور برادر کو فی ذہن۔ ظاہری اور باطنی صن کے کمالات آپ پر ٹھیم ہیں۔ اس لئے آپ ہی کائنات کی اصل زینت ہیں۔

جملہ محرکے طور پر عرض ہے۔ یہاں سے انسان اور دروری گلوقن میں ایک بڑا فرق معلوم ہوتا ہے۔ تمام گلوقن ذاتی اور وفی زینت سے احتیاطی مددک مرین کر کے یہاں اکی۔ اسکی غلطی وضع جس زینت کا تھا کہ کرتی تھی وہ ان کو عطا کر دی گئی۔ البتہ انسان کو زینت کی فیکش کے ساتھ پیدا کیا۔ یہ خوب سے خوب تھوکا ہے۔ ترکیں اور خوبصورتی میں مددک اضافہ کر سکتا ہے۔ جیسا کہ فرمایا۔

وَاللَّهُ أَنْخَرَ خَنْمَمْ مِنْ بَطْلَوْنْ لَقْهَا خَنْمَمْ لَا تَنْكُونُنْزَبْنَ

اور اللہ نے خنیں اس کے پیش سے نہ کرم پکھا گئی تھیں جانتے تھے۔ (آل۔ ۸۹)

سورہ کاف آیت نمبر کی تصریح میں مفسرین فرماتے ہیں۔

حرف سامان مکر یوں کہا جائے کہ ہر چیز میں کی زندگی ہے۔ تو موزوی اشیاء محتلا سائب پھر
ویسیہ کس طرح زندگی ہوں گے؟ اسکا جواب ہے یہ ہوتے ہوئے فرماتے ہیں۔
فلکونہ دلا علی خالقہ فکانہ اس لئے کہ ہر چیز اپنے خالق پر دلالت
زندہ الارض من هذه المجهة کرتی ہے۔ پس اس جست سے ہر چیز
(زادہ سیر۔ الفہد۔ ۷)

اور آپ ﷺ جان میں توحیدی سب سے بڑی دلیل ہیں۔ اس رغبے سے بھی آپ ﷺ زندگی
کا نکات ہیں۔ ہر چیز کا تصور اس کی اصل زندگی ہوتا ہے۔ مکان کی اصل زندگی اس کے مکن
سے ہے۔ صدر جلد نہ ہوتا جانے کا لگبڑا پیکا پڑ جاتا ہے۔ کا نکات کا اکیل مقدوم توجیہ دلالت حقی
تک اللہ کی معرفت حاصل کی جاسکے۔ اور یہ تصور نبی کریم ﷺ سے پیدا ہوا۔ پس آپ ﷺ
زندگی کا نکات ہوئے۔ آپ کے قدم ہستہ قدم سے جہاں کو رونقی
روشنی اس جہاں تو تمہارے قدم سے ہے

نبی الانبیاء

محدث نبوت کا کل سر سہی ہیں۔ نبوت کے کمالات آپ پر فخر ہوتے ہیں اور اس کے مرادی کی
آپ پر اعتماد ہوتی ہے۔ نبوت وہ منصب ہے جو ان لوگوں کے لئے خصوصی تھا۔ لیکن انہی کو دو
کاوش کا اس میں طلب نہیں۔ یہ بارش ہر کس دن اس کے پر سائی نہیں گئی۔ یہ وہ خوبی ہے جو ہر سارے پر گایا
نہیں گی۔ منتخب افراد کو کیا یہ بتاتا تھا۔ اذل سے اس کے عاملین چھات لے گئے تھے۔
نبوت کیجی انعامیا کو کلی آپ کو یہ عطا ہوئی۔ لیکن یہ امامت انعامیا کی دستار آپ ﷺ کے سربراہ پر کی
گئی۔ چنان انعامیا کے صدر نہیں آپ ہیں۔ آپ آخر میں آئے۔ زمانہ تمام انعامیا سے پہلے
شروع ہو گیا۔ نبوت کا تاج سب سے پہلے آپ کے سر پر چھا گیا۔ باقی انعامیا کو بعد میں سرفراز یا
گیا۔ جیسا کہ صاحب تحدیہ الناس اور صاحب تربیان اللہ نے از روئے حدیث فرمایا۔ آپ کی
نبوت ذاتی ہے کہ آپ کو منصب نبوت سے براہ دراست نوازا گیا۔ وہ مرے انعامی کی نبوتیں آپ
کا فیض ہیں کہ ان میں نبوت کی ظاہریں آپ کی واسطت سے تکمیل کی گئیں۔ جیسے سورج کا اعلان
برادر است سورفہ ما یا در چان کو روشنی سورج کے واسطے دی۔

نبیوں سے میثاق

ارشاد فرمایا۔

وَإِذَا أَخْذَ اللَّهُ مِثْقَلَ النَّبِيِّينَ لَهَا اُور جب اللہ نے نبیوں سے مہد لیا کہ کتاب اور
انہائیں بن یکتب و جگنے کیم علمیں سے جو کوئی میں تھیں دیا گیا تو
جذ شکر رُشْوَلْ مُشْقَلَ لِنَاهِقَمْ پاں کوئی رسول آئے جو تمہارے پاس ہالی کتاب
لٹوئیں یہ وَالْكَشْفُ لِلَّهِ فَالْمُقْرَزُمْ کوچھ تباہے تو ضرور اس رسول پر ایمان لاوے کے اور

وَاحْدَتُمْ عَلَى دِلَكُمْ إِضْرَى فَالوَّا أَكَيْ مَكْرَى قَرْارِيْ؟ اَوْ اَرْسَى
اقْرَزْ نَاقَلْ فَاتَّقَهُوا وَاتَّنَجَمْ شَرَبْ بِرْ مَاهَدَ قَوْلَيْ؟ كَيْ بَلْهَمْ اَنْ قَرْارِيْ
مِنْ الشَّهِيْدِينَ (آل عمران۔ ۸۱) فَرَبِّيَا تَوَابْ بِكَوَاهَ رَوَمْ يَحِيَّ تَحَارَسْ سَاجِحَ كَوَاهَ دَوَلْ
الشَّيْتَنَةَ اَوْ لَادَّارَمَ سَيْ اَپِيْ رِبَوَيْتَ كَا اَوْ اَنْجِيَا سَعِيْتَ كَا مَهِيْدَ سَادَيْ
سَيْ لَيَا۔ اَوْ اَسْ هَمَدَ کَيْ نَعَسْ اَنْشَامَ قَرْمَايَا۔

(۱) اکلِ اڈے سے شروع کیاں سے پہلے اور کافل مقدر ہوتا ہے اور انہم خبر کے لیے استعمال ہوتا ہے۔
بَعْنَانْ اَنْجِيَقْ قَصِّ كَرْبَلَى وَدَقْ جَبْ

(۲) عَمَدَ جَنَاقَ کَطْرَوْ پَلَيَا۔ جَنَاقَ خَبَرَ پَنَاجَ اَوْ رَكِبَ كَوَکَتَیْهَ مِنْ۔

(۳) نَبِيُّمْ سَے مَهِيْلَيَا کَيْ حَالَأَكَدَوْ جَنَنْ جَنِحَ کَمَکْ بَنَدَ اَوْ قَنْلَكَ لَعَ مَسْتَعَدَ۔ تَكِيرَ اَوْ
زِيَادَهَ ہَوْگَنْ۔

(۴) دَوَرَوْ اَوْ لَكَلْ اِستَهَالَ کَيْ جَنْ سَزِيَادَهَ تَکِيدَ کَتْلَهَرَهَ ہَوْتَہَ۔
حَلَّالَمَ کَمَکِ اَوْ بُونَ کَمَکِ۔

(۵) اَهِیْ پَرْ اَكَنَّا پَنِیْسْ کِيَا تَكِيدَ کَے لَئَے بَهَرَوَلَنْ کَیَا۔ قَرْزَرَنْ؟ کَيَا قَرْارَکَتَےْ ہَوْ۔

(۶) اَقْرَارَکَلَےْ؟ قَرْزَرَنْ پَرْ بِسْ نَبِيْسْ کَیِ وَزِيرِ فَرِمايَا۔ وَاحْدَتُمْ عَلَى دِلَكُمْ إِضْرَى
اوْ كَرِيَا اَسْ شَرِبَ بِرْ مَاهَدَ قَوْلَيْ؟ اَضْرَ كَيْ جَنِحَ اَنْ جَنِحَ کَمَکَتَیْهَ۔

الْمَهِدَ الْمَوْكَدَ الْمُونَقَ اِسْتَیْ پَلَنَدَسْ کَوْجَسْ مِنْ بِهَرَتْ زِيَادَهَ تَکِيدَ ہَوْ۔ (اُنْ غَاشُورَ)
(۷) اَقْرَارَ کَے بَعْدِ اَنْجِيَنْ کَوَاهَنَلِیَا۔

(۸) خَوَادَسْ پَرْ گَوَادَنِیَا۔ هَذَا تو کَبَدَ عَلَيْهِمْ وَتَحْذِيرٍ مِنْ الرَّجُوعِ

یَعْدَ کَسْ سَے بِلَیْا کِیْ؟ کِسْ کَلِيلَیْا کِیْ؟ عَلِقَتْ نَغَیرَمِنْ سَے تَلَهَنَجَبَاتَیْ ہَے۔

عَمَدَانِیَا ماَورَانَ کِیِ اِمَوَنْ سَے بِلَیْا کِیَا۔ اَوْ اَحَقَنْ کَا ذَكَرَ خَفَدَ کِرِيَا کَيْكَوَنَ تَكَانَ کَا مَهِدَ مَبَقَعَ کَا
مَهِدَ گَنْ ہَوْتَہَ۔ جَنْ کَلِئَے بِعَدَلَیَا کِیَا وَهَجَرَهَ اَنِیْں۔ حَرَثَتْ کَرْمَ اللَّهَ جِرَبَرَاتَیْ ہَیْں۔

لَمْ بَعْثَتْ اللهَ نِبَادَمْ قَمَنْ بعدَهُ الشَّيْتَنَةَ اَمْ عَلِيَا اِسَامَ اورَانَ کَے بعدِ حَسْ کَیِ اَوْ

الْاَخْدَ عَلَى الْمَعْهُدِ فِي مُحَمَّدَ۔ سَجِيلَرَ اَیْکَ سَے فَوَّسْلِيِ عَلِيَّ وَسَلَمَ کَلِيلَیْ کَوَادَعَهَ لَا
صَلَلَ اللَّهَ عَلَيْهِ وَسَلَمَ لَكِنْ بَعْثَ اَکَرَبَ اَکَرَبَ اَمْ اَوْ رَوَهَ لَيِّ زَمَدَهَ جِوَهَرَ اَسْرَدَهَ اَسْرَدَهَ ہَرِيَّ
وَهُوَ حَنِيْلَیُونَ بَهَ وَلَيَسْرَهَ وَالْمَيَانَ لَائِيْتَهَ۔ اَوْ رَكِیْ کَمَکَدَرَ کَمَکَدَرَ کَمَکَدَرَ کَمَکَدَرَ کَمَکَدَرَ
بَامِرَهَ فَوَادَهَ عَلَى قَوْمَهَ حَمَرَ کَمَطَابِنَهَرِیَّ لَائِيْتَهَ قَوْمَ سَعِيَهَ دَعَهَ
شَمَنْ لِلَا اَلِيَا (در العائل۔ ۲۸ مارچ)۔ بَلَاجَرَدِلَسْ اَکَرَبَھَ لِلِّائِيْتَهَ یَاءَتَهَ ہَرِيَّ

اَسْ هَمَدَ کَبَارَےِ میں اُنْ عَاشُورَمَاتَتَےِ ہَیْں۔

وَفِي اَخْدَ الْمِيَانِيْ فِي مِنَ النَّبِيِّنَ لَهُ صَلَلَ اَنْجِيَا سَعِيْتَ اَسْ کَلِيلَیِ عَلِيَّ وَسَلَمَ کَلِيلَیِ جَنَاقَ لَیَا
الْمَلَلَ عَلِيِّهِ وَسَلَمَ عَلَى مَادَلَ عَلَيِهِ كَلَامَ۔ حَرَثَتْ کَلِيلَیِ کَرِمَ اللَّهَ جِرَبَرَهَ کَلَامَ اَسْ بَاتَ کَیِ
الْاِمْرَ کَرِمَ اللَّهَ وَجِهَهَ مَعَ عَلَمَهَ سِبَحَانَهَ وَلِلَّهِ ہَے۔ حَالَلِكَدَلِلَجَاعَتَ حَاجَاتَ کَرِيْنِی اَکَپَ کَا
اَنْهَمَ لَادِرَ کَوَنَ وَفَتَهَ لَا يَمْنَعَ مِنْ زَانِتُنِیںْ پَاکِنْ کَلِيلَکَلَامَ اَسْ بَادَاتَ
ذَالِكَلِ لَمَسَافَیَهَ مَعَ مَا عَلِمَهَ اللَّهُ تَعَالَیَّ کِنْبَسِ کَیَکَلَسِ جِنَانْ جِنَانْ شِلَلَ کَلِلَ کَمَکَهَ
مِنَ الْتَّعَظِيمِ لَهُ صَلَلَ اللَّهَ عَلِيَّ وَ اَکَپَ کَتْقَمِمَ، تَقْدِرَهَنَاتَ، شَانِ کَیِ بَلَرِی
سَلَمَ وَلَفْخِیمَ وَرَفْعَةِ الشَّانِ وَالشَّرِیْهَ اَوْ رَكِیْ کَسَاحِجَ اَکَپَ کَہِرَتْ بَےِ جَوْرَفَ

بَلَلَکَرِمَلَا بِیْعِیِ الْلَّامِلَکَ الْجَنَبَ اَکَپَ کَرَکَ لِلَّهَسَ ہَے
یَعْدَ اَکَپَ کَئے تَخَاَ۔ اَوْ رَکَبَ اَکَلَاسِ مِنْ شَالِنْ مِنْ تَخَاَ۔ اَکَیِ اَکَلَیِ بَلِیِ بَلِیِ ہَے۔ اَکَرَبَ
شَالِنْ ہَوَتَے تو کَامِ بِلَسِ مِنْ تَخَاَ۔ اَکَپَ سَے اَوْ تَمَنِیُونِ سَے مَهِدَلَیَا جِنِسَا کَوَهِرِیَ جَنِجِرَبِیَا۔

وَذَانَخِلَنَا مِنِ النَّبِيِّنَ بَلِانَقَمَهَ مِنْكَ وَمِنْ نَوَهَ

اُوْ اَسَلَنِیِ جَنِیِ کَیِ کَمَدَ قَدَمَ سَعِيْلَیِ تَخَلِیَهَ تَخَلِیَهَ تَخَلِیَهَ تَخَلِیَهَ تَخَلِیَهَ تَخَلِیَهَ تَخَلِیَهَ

الَّهُ کَمَلَ مِلَمَ مِنْكَ وَلَمَنَقَمَهَ مِنْكَ وَلَمَنَقَمَهَ مِنْكَ وَلَمَنَقَمَهَ مِنْكَ وَلَمَنَقَمَهَ مِنْكَ

ٹھہر سے اقرار کیا۔ گویا کہ ایمان سے آئئے اور تام اعمال میں قواب شروع ہو گیا۔ آپ جسی نجی الخایہ ہوئے اور تمام انی آپ کے لئے احتی بنتے۔ نی احتی سے افضل ہوتا ہے۔ جب بیویت میں بکی شریک ہیں تو آپ کی خصیلت اس کے سوا اور کیا ہو سکتی ہے کہ آپ کی بیویت ذاتی ہو۔ اور جو مروں کی بیویت آپ کافی نہ ہو۔

نبی اور احتی کا فرق

نبی اور احتی میں افلاض کا ربط ہوتا ہے۔ انجیاء پر افلاض بیویت کی صورت میں ہوا۔ انہیں صفت بیویت آپ کے والٹے سے عطا ہوئی۔ وہ سرے اتحاد کو علم بیویت ملے۔ بیویت نہیں۔ نبی کا ایمان، تصدیق اور میان احتی کے ایمان، تقدیم اور علم سے جدا ہوتا ہے۔ نبی کا ایمان حضوری، شکری اور میان ہوتا ہے۔ احتی نبی کی خبر پر ایمان لاتا ہے۔ نبی کی تصدیق شہودی اور میان ہوتی ہے۔ احتی اپنی اور استدلالی تصدیق رکھتا ہے۔

نبی سے احتی کی طرف ایمان کے بہاؤ کی مثال اس ثابت اس طارہ مر سے دی جائی ہے۔ 220 دو لکھ کرنٹ کے لئے 110 دو لکھ آپ مکمل کرتا ہے۔ اے۔ نبی۔ کرنٹ کوڈی۔ نبی کرنٹ میں تبدیل کر دیتا ہے۔ نبی جس کو ایمان اور علم کا افلاض کرے اس کے بارے میں دو ہی باتیں ملکن ہیں یا تو وہ قول کر لے گا یا نہیں۔ اگر قول کر لیا تو مجھ کی دو باتیں ہی ہو سکتی ہیں۔ قول کرنے والا نبی ہو گا اپنی احتی۔ اگر قول کرنے والا یہ نبی کی بھی نہیں تو معلوم ہوا یہ یہود و ملکی بیویت بیویت نہیں ہو۔ نبی کو کلی وہ احتی میں برداشت کی طاقت اسی نہ ہوتی میںے دی نازل ہونے پر حضرت زید بن ثابت کا قصہ آتا ہے۔

(۳) مصدق

اس آئیت میں آپ صفت مصدق ذکر کی گئی ہے۔ یہ دو توں کی دلیل ہے۔ ایک اس بات کی کہ یہ مدد آپ کے لئے لایا گی۔ کیونکہ آپ پر یہ صفت سچ گی سادی احتی ہے۔ آدم سے لے کر جسی بھک تھام نجیا کرام علم حکم الاسلام کی تصدیق آپ ہی نے کی۔ جیسے کہ اشناز فرمایا وضدی المز مسلین اور سچا لاتا ہے رسولوں کو (الصلوات۔ ۳۷)

حضرت نافتوتوی کی تحقیق

ایسے مولالات کے جوابات میں مولا نافتوتوی نے ایک تجھب دوقت، نادر اور بعض بحث فرمائی ہے۔ اس سے آپ ہی تقدیم و خصیلت کمل کر سامنے آتی ہے۔ اسلامیوم پکھو دعا کت کے ساتھ ہے یہ مدارک ہیں۔ فرماتے ہیں۔ اس کا آپ کا کام اختری نبی ہوتا تین طرح سے ہے۔ ان میں سے ایک غائبیت ذاتی ہے۔ اس کا مطلب ہے آپ کو یہ راست بیویت عطا ہوئی۔ دیگر انجیاء مکی بیویت اس منصب سے فرماز کی گی۔ جیسے ایک چراغ جا کر اس سے کی چراغ روشن کیے جائیں۔ انجیاء کی بیویت آپ کا فیض ہے۔ آپ کی بیویت کسی نبی کا فیض نہیں کیوں کہ

(۱) احتی کا یہ کہ ساتھ مدد لیا آپ ہی تقدیم و خصیلت کا حکر کرتا ہے۔ خصیلت اسی وقت ہو گی جب آپ میں وہ صفت ہو جو مروں میں نہ ہو۔ وہ آپ بھی نبی ہیں جیسے اسی میں نہیں۔ کمال ہیں ہو سکتا ہے کہ بیویت کی صفت میں آپ دوسرے نیوں کا ہمدرد ہو گیں۔ یا اضافہ اس کے سوا کچھ بھی نہیں کہ آپ کو یہ راست اور بات قول کر آپ کی دعا کت سے بیویت ملنا کی جائے۔

(۲) آپ پر ایمان لائے کا مدد پوری تاکید کے ساتھ لایا گیا بیویوں نے بھی پورے زور

قرآن مجید کی شان بھی ہے۔ جو سلسلہ حکام چاری ہے صدق جواناں کی دلیل بھی ہے۔ یہ مدد اور فضیلت کا مقام ہے۔ صدق (صدق کرنے والا) کہ کہاں پکی شان بتائی گئی ہے۔ اس وصف میں تمام انجیاء اپ کے شریک ہیں۔ سارے انجیاء ایک دوسرے کی صدق یعنی کہ صدق یعنی دالے ہیں۔ اپ کی یہ فضیلت تھی ہن سکتی ہے۔ جب یہ آپ کی ذاتی صفت ہوا اور دوسرے انجیاء کی باہمیں آپ کو پیر برادر است دیا گیا ہوا تو گمراہی کا کی معرفت اور واسطے یہ دلت ہی ہو۔

علامہ الوسی کا ارشاد

تیریز دام الحانی میں ہے۔

وَمِنْ هَذَا نَبِيُّ الْعَافُونَ إِلَى أَنَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ النَّبِيُّ الْمُظْلَمُ وَالرَّسُولُ أَپْصَلَ اللَّهُ عَلَيْهِ سَلَامًا مُظْلَمًا بِالْأَجْنَاحِيَّةِ وَالرَّسُولَ عَلَيْهِ سَلَامٌ وَالْمُشْرِقُ وَالْمُشْرِقُ الْإِسْتِقْلَالِيُّ وَالْمُنْ وَمِنْ إِنْ أَنْ يَكُونْ مُحْتَلًّا بِرَبِّيَّةِ دُنْيَا وَمَوْرِيَّةِ

الحقیقی وَالْمُشْرِقُ الْإِسْتِقْلَالِيُّ وَالْمُنْ وَمِنْ إِنْ أَنْ يَكُونْ مُحْتَلًّا بِرَبِّيَّةِ دُنْيَا وَمَوْرِيَّةِ

سَوَادِهِ مِنَ الْأَيْمَانِ عَلَيْهِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ فِي تَاجِ اِنْجِيَاءَ أَپْ کے تاج ہونے کی حیثیت
رَكِّعَتْ تِیزِ۔ (الہدایہ)

دلیل ختم نبوت

یہ آئندہ واحد کرتی ہے کہ حضور ﷺ نام احمد ہیں۔ اپ سلسلہ نبوت کی آخری کڑی میں آپ کے بعد کوئی بھی نبی نہیں آئے گا۔ جب مراتب میں آپ آخر اور خاتم ہیں تو لازم ہے کہ آمد میں بھی آخر ہوں

(۴) حدیث رسول :

سمیا پنے آپ ﷺ سے ہدایات کیا آپ کہنے والے آپ ﷺ نے فرمایاں وقت۔
وادم ہیں الروح والحمد۔ جنکا ہم طلبِ السلام بھی روح اور حمد کے درمیان ہے (زیندانِ اللہ)
آپ ﷺ نے اس بات کو اپنی فضیلت کے طور پر بیان کیا۔ اس کا مطلب یہاں ماسب نبیں کہ آپ ﷺ اس وقت اللہ کے علم میں ہی ہے۔ کہنا کی طرح دوسرے انجیاء کی نسبت بھی اٹھ کے علم تھیں۔ اور یہ کہنا بھی مناسب نبیں کہ اللہ کے علم میں آپ کو اس شرف سے پہلے موجود

کیا گیا۔ کیونکہ اللہ کا علم بسطیہ ہے۔ اور وہاں ایسی تقدیمِ دخالت خیر نبیں کہ قفال چیزِ اللہ کے علم میں پہلے آئی اور قفال بعد میں۔ پھر تقدیم اور تاخیر میں کوئی ذاتی فضیلت بھی نہیں۔ مقدم یا خاتم کرنے کا کوئی اور خارجی سبب نہ ہتا ہے۔
لحد اس کا مطلب بھی ہو گا کہ آپ کی یہ وصف برادر راست دیا گیا اور ہاتھی انجیاء کا آپ کی معرفت سے عطا کیا گیا۔ مثلاً سورج کے سامنے ایک آئینہ رکھا جائے اور اس آئینے کے مجازات میں چند اور اسی میں رکھے جائیں تو ہر آئینے میں سورج کا عکس ہو گا۔ پہلے میں برادر راست اور دوسرے آئینوں میں اس عکس کا عکس نظر آئے گا۔ یا ایسے ایک دیا جاؤ کہ ہاتھی اسی سے دوشن کیے جائیں۔ اسکا نام خاتمیت ذاتی ہے۔ آپ ﷺ کی بیوت ذاتی جام اور ہم کیرہ کے کہ اس نے تمام انجیاء کو بھی اپنے احاطے میں لے لایا ہے۔ آپ ﷺ نبیوں کے بھی ہیں۔ مریم کے لام ہیں۔ رسولوں کے مقتدا ہیں اور اللہ کے فرجاد سے ان مقتدا ہر دین انسانوں کے پیشوادیں۔

اولیٰ با لمو منین

الشَّهْدَةَ كُوْيِيْ شَانْ بُكْيِيْ عَطَا فَرِمَائِيْ كَرْ آپْ كَوَاوِيْ بَلْ مُوْسِنْ قَارِدِيْ بَيْتِيْ بَعْدِ مُونْ كَسَاتِحَ آپْ
أَوْ لِيتْ كَأَقْلَعَ رَكْتَهِيْ مِنْ - اُنْكِي اوْلِيتْ بِجَاهِيَانْ وَالْوَلِيْ كَيْ جَاهُونْ سَے بَزَادَهْ كَرْتَهِيْ - اَمِيل
إِيمَانْ پَرْ آپْ كَأَقْلَعَ اُنْكِي جَاهُونْ سَے بَزَادَهْ بَيْتِيْ - قَرِبَلَا
كَلْبِيْ تَوَلِيْ بِلَمَوْسِيَنْ مِنْ لَقْبِهِمْ
جَيْ عَوْسِنْ كَسَاتِحَانْ كَفِيْسْ سَے بَعْدِيْ زَيَادَهْ طَلَقَرْ كَتَهِيْ مِنْ - (یادِ قرآن - الْأَزْبَابُ - ۹)

اولیٰ کے معانی

مشترکین نے اولیٰ کے درجِ ذیل میں بیان کئے ہیں۔

(۱) اگر حرم زیادہ تم کرنے والا

بِقَالِ مَعْنَاهِ النَّبِيِّ أَرْحَمْ بِالْمُؤْمِنِينْ كَمَا كَيْيِيْ مُوْسِنْ پَرْ انْ كَيْ جَاهُونْ سَے

منْ لَقْبِهِمْ زَيَادَهْ كَرْتَهِيْ وَالْأَلِيْ (آخر قریب)

(۲) اراف زیادہ ثقت کرنے والا

(۳) اعطاف زیادہ همایان کرنے والا ای اراف بھم واعطف عليهم

بَيْتِيْ آپْ مُوْسِنْ پَرْ انْ كَيْ جَاهُونْ سَے زَيَادَهْ همایان اوْلِيْشِنْ ہیں - کیونکہ

اذْهَبْ يَدْ عَوْهِمِيْ النَّجَادَهْ - آپْ اُنْکِشْ کَامِيَابِيْ کی طرف بُداَتَے ہیں اور ان کے

الْفَسِيْمِ تَهْ عَوْهِمِيْ الْهَلَكَهْ اُنْکِشْ بَلَكَتْ کَيْ دَوْخَتْ دَيْتَ ہیں - (بِمَرْجِيَهْ)

(۴) احق - زیادہ حق رکھنے والا

الْسَّيِّيْ بِكَارِمِيْ بَلَمَوْسِيَنْ بَغْوَلْ - کیا کارِمِيْ بَلَمَوْسِيَنْ سَمَوْسِنْ کَسَاتِحَ

اسْقِ الْمُؤْمِنِينَ بِهِ مِنْ لَنْفَهِمْ الْفَرِمَاءِيْ كَرْ آپْ كَوَاوِيْ سَمَوْسِنْ کَسَاتِحَ

جَاهُونْ سَے زَيَادَهْ حَقَادَهْ ہیں - (اطبری)

(۵) اقرب - زیادہ قرب رکھنے والا درجِ العائی میں ہے

إِنْ حَقْ وَقْرَبَ الْهَمْ كَيْ آپْ زَيَادَهْ حَقَادَهْ دَارَوَانْ کَسَاتِحَ زَيَادَهْ قَرِبَ ہیں -

اُنْ عَادِرَ كَتَهِيْ ہیں

فَأَوْلِيْ اسْمَ تَعْضِيلِ مِنْ الْوَلِيْ - ہیں اولیٰ ہمیں اسْمَ تَعْضِيلِ کَامِيَابِيْ کے صندھِ سے اور وہ

وَهُوَ الْقَرْبُ إِنْ اَشَدَ قَرْبًا - قَرِبَ ہے بَعْدِ بَعْدِ زَيَادَهْ

آپْ مُوْسِنْ کَلَے اولیٰ ہیں - اَمِيلِ ایمان کے موولیٰ ہیں - اس کی حدِ بیان کرتے ہوئے قرآن
نے منْ لَنْفَهِمْ کَالْفَاقِ زَيَادَهْ کَے - آپْ کی اوْلِيتْ بِجَاهِيَانْ کی جان سے زَيَادَهْ ہے - اُنْکِ، اُنْکِی
جَنْ ہے - نَسْ وَهَلِيقَهْ اَنْجَانِیْ ہے - سَتَهْ دَوْمِیْ چَانْ کَما جَاتَهِیْ ہے - حَرَثَتْ حَرَثَهْ، نَسْ ایک بَارَ آپْ
کَضَرْ عَوْسِنْ کَی -

لَاتِ اَحَبَ الْيَهِ مِنْ كَلِ شَنِ الْا - میں اپَنی جَانِ کے طَارِدِ هَرِجِیْ سے بَلَدَکِ

مِنْ لَنْفَسِ النَّبِيِّ بَيْنِ حَسَنِ قَفَانِ - آپْ سَے بَعْتَهِيَانِ - حَصَرَ مَلِيْ اللَّهِ عَلِيِّ

لَهِ الْنَّبِيِّ صَلَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَلِمْ - وَلَمَرْ قَرِبَهْ کَرْ کَوَانِيْ ایمان وَالْاحْسَنِ بَلَکِ

اَحَدَكِمْ حَتَّیْ اَكْتُونِ اَحَبَ الْيَهِ - کَاملِ الایمان ہمیں بُوكَسِجَبْ بَکِ اپَنی

مِنْ لَنْفَهِمْ -

حَرَثَتْ حَرَثَهْ بَجَابِ مِنْ کَبَابِ -

وَالَّذِي اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابِ - جَسْ نے آپْ پر کتاب اُنْجَارِی اُنْجِیْ حَمِ

لَاتِ اَحَبَ الْيَهِ مِنْ لَنْفَسِ - آپْ بَعْجَهِيَرِیْ جَان سے زَيَادَهْ ہیں

حَضَرَهْ تَهْ حَضَرَتْ حَرَثَهْ کَجَابِ میں بُوبَاتِ اَرْشَادِ بَلِی اس نے تَعْصِمَنْ کَرْ دِیاں سے مرادِ اتم

إِيمَانْ وَالْوَلِيْنَ كَامِيَابِيْ نَسْ ہیں بَلَکِ هَرِمُونْ کَانِسْ ہے - اس لَیْسَ اُنْ عَادِرَ بَغْرِیاً

فَرِبَ الْكَلِ مُوْسِنْ مِنْ قَرِبِ نَسْهِهِ الْيَهِ - آپْ کوْهِرِمُونْ کی چَانِ سے زَيَادَهْ قَرِبَ حَالِلِیْ ہے

اولیٰ کی مراد

ادلی کے بیان کے گئے حقیقی سائنس رکھتے ہوئے آپ کی اولیٰ مطلب ہوا۔ ہر مرد من اپنے افسوس پر ہم بیان ہے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے زیادہ اس کی چان پر ہم بیان ہیں۔ اپنی جان پر ہر مرد من شفقت کرتا ہے۔ آپ کی شفقت اس سے ہے کہ کہے۔ ہر مرد من پر اسکا افسوس ہم بیان اور شفقت ہوتا ہے آپ کی ہم برلنی اور شفقت اس کے نفعوں سے زیادہ ہے۔ لیکن ہمیں حق رکھتا ہے اور جان ہمیں قرب ہوئی ہے پا اپ ہمیں اس سے زیادہ تقدیر اور جان سے زیادہ قرب ہے۔ غور کیا جائے تو ہر منی فریب کی طرف لوٹتا ہے۔ شفقت ہم برلنی اور اس اسی وقت زیادہ ہوتا ہے جب قرب میں اشادہ ہو۔ معلوم ہوا کہ آپ ہر مرد من کے قرب ہیں۔ جان ہی بندے کی حقیقت اور ذات ہوتی ہے۔ آپ کی قرب ہر مرد من کی جان اور حقیقت سے بڑھا ہوا ہے۔ اولیٰ ایت اور قرب آپ کو کیسے حاصل ہے؟

حضرت نافوتی کی تحقیق

مولانا قاسم نافوتیؒ نے اس کی تیس اور پیاری حقیقت فرمائی جو تسلیل خلاصے اور دعا صاحب تھیں جیلی خدمت ہے۔

اوی کا حصی قرب ہوتا ہے۔ جو چیز زیادہ قرب ہوا سے اقرب کہتے ہیں۔ قرب کی بیانی طور پر دو قسمیں ہیں۔ حسی قرب اور مطلقی یا معمونی قرب۔ جس قرب کو وہ اس خدمت سے دیکھا جائے وہ حسی قرب ہے اور جس قرب کو عکس سے محسوس کی جائے۔ وہ مطلقی یا معمونی قرب ہے۔ آپ کی ایک حتمی قرب اور ایک حتم زاتی قرب ہے۔

جب ایک چیز کی کی ذات اور حقیقت میں داخل ہو جائے۔ ذات کا وجد وہ اس پر موقوف ہو۔ اسے مجھ سے پہلے اس چیز کا تصور ضروری ہو جائے۔ تو اسے ذاتی قرب کہتے ہیں۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ ایک طرف سے مجھ لیا جائے اور دوسری طرف سے دیا جائے اسکا اقسام (بہاؤ) کہتے ہیں۔ یعنی ذاتی قرب ہے۔ جو ذاتی کی حقیقت اور ذات ہے مجھ کی حقیقت اور خالی بودا ہو جاتا ہے۔ اس کی ایک اضافی شرط ہے۔ مجھ دینے والے کا مجھ کی ذاتی اور اپنا ہو دوسرے سے اخذ نہ

محنت قرآن کے آئینے میں

کیجا گے۔ اب یہ دو طریقے، ہمیں ایک اقسام کی شرط اور دوسری فیض ذاتی ہوئے کی شرط۔ اس آئینے میں قابلِ درجہ بات یہ ہے۔ آپ کی وہ صفت ذکر کی جسے حليم کرتے پر ایمان موقوف ہے۔ یعنی کی طرف سے ایمان کا فیض آتا ہے۔ دوسری طرف موقوفیت کا ذکر کیا ہے۔ جنوبوں نے اس فیض کو قبول کیا۔ مون کامیابی دیجو ہے۔ جوئی کے مرخون مخت ہے۔ یہ ایمانی وجود یہی پر موقوف ہے۔ یعنی کا مجھ کوئی کرے گا تو ایمان والا بنے گا۔ یہ توہی اقسام اپنی کامیابی کے لئے اور اتنی کامیابی کی فیض ہے۔ مونہات و جو دو کوئے سے پہلے یعنی کا تصور ضروری ہے۔ اس لئے کہا جائے گا یعنی کوئون کی ذات سے زیادہ اس کے ساتھ قرب حاصل ہے۔ مزید دعا صاحب کے لئے دو مثبتیں چیزیں خدمت ہیں۔

(۱) آگ لوے کو جا کر مردی کر دیتی ہے۔ اس کی طرف سے حرارت اور ہے میں داخل ہوتی ہے۔ یہ حرارت آگ کی ذاتی صفت ہے۔ کی دوسری چیز سے اخذ فیض کی گئی۔ لوہا آگ سے حرارت لیتا ہے۔ جس سے لوے کو ایک دیا آتشی و جو دو ماہے ہے جو آگ کے مرخون مخت ہے۔ آگ کی حرارت نے لوہے کی ذات میں داخل ہو کر اسے حکمیت کرو دیجہاں پار ہے آگ اپنی جگہ موجود ہے وہ لوے میں داخل فیض ہوئی۔ ہاں آگ کا اثر فیض حرارت لوہے میں سراہیت کر گئی۔ اور کے آتشی و جو دو ماہے آگ پہلے اور آتشی و جو دو بعدی ماہے ہے۔ قرب کا تھامنا ہے کہ ایک چیز دوسری سے پہلے ہو۔ آگ اس آتشی و جو دو کی حقیقت میں داخل اور پہلے ہے۔ اس لئے آگ کا قرب لوے کے ساتھ اس کی حقیقت سے ہے۔

(۲) انشا نے انسان میں حصول علم کی استعداد رکھی ہے۔ یہ استعداد ایک محتوی نور ہے۔ جو انسان کی ذات سے سورج کے سماجی و روشنی کی طرح لپٹتا ہوا ہے۔ اس کے ذریعے انسان معلومات بھی لے سکتا ہے اور ان کی ذات سے نامعلوم کو معلوم کر سکتا ہے۔ جو چیز ہمارے خواہ شر میں آتی ہے اس کی ایک تسویر دماغ میں محفوظ ہو جاتی ہے۔ یہ معلوم کا ذاتی وجود ہے۔ یعنی ذاتی علم اور انسان کی صفت ہے۔

العلم هو حصول صورة الشئ في العقل ذہن میں کسی چیز کا کٹش حاصل ہونا ہی علم ہے

اس سے اگامہ مرحلہ شناخت کا ہوتا ہے۔ علم کو معلوم پر اور ذاتی و جوہ کو خارجی و جوہ پر مطبوع کرنا شناخت کہلاتا ہے۔ جیسے بزرگوں میں سے بزری کو، بچوں میں سے بچیں کو اور لوگوں کی بھیزی میں سے احباب و اقارب کو شناخت کر لیا جاتا ہے۔ یہ شناخت اور تجزیہ صفات کے ذریعے ہے اگلی شخصات اور تینیات کئے ہیں۔ مثلاً قد، بہت، درگ، روپ، مکمل صورت، آواز، نام، ذائقہ، بودھی، زیرہ۔

ان خصوصیات کے بغیر حاصل ہونے والا نقش ہی علم اور ذاتی صفت ہے۔ اور اس نقش یا تصویر کی یہ خاص صفات معلوم ہیں۔ کیونکہ تجزیہ اور اور اک انجی سے حاصل ہوتا ہے۔ یہ خصوصیات اسی نقش کے ساتھ اسی کے ذریعے حاصل ہوتی ہیں۔ شناخت کے عملی مرحلے میں مدد و تصریح یا ذاتی و جوہ دو ماڈل کے پر بے پار ہوتا ہے۔ جو ذاتی علم ہے۔ جو اس کے ساتھ تجھیات و تینیات لگتے ہیں۔ معلوم کی حقیقت ہیں۔ گویا عالم کی طرف سے معلوم پر ذاتی و جوہ کا اضافہ ہوتا ہے۔ اس فلسفی قرب میں ذاتی و جوہ اور مدد و تصریح پلے آتا ہے۔ تجھیات بعد میں آتے ہیں۔ تو لازم آیا کہ علم مسلمون کی حقیقت سے زیادہ اس کے قریب ہے۔

اولیٰ کی لفظ کی حکمت

اقرب کے سیتے قرب کے کی شناخت قرآن میں استعمال ہوئے۔ اولیٰ کی مراد اگر قرب ہی تھی تو یہ صرف لفظ چھوڑ کر لفظ کا لفظ کیونکہ استعمال کیا گیا؟ اس بات کو سمجھا ضروری ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اولیٰ کا مطلب ایک دلنشیوں میں بیان نہیں ہو سکتا۔ یا ایک شان کی شانوں کو عزم ہے۔ اقرب اولیٰ کا معنی میتی ہے۔ اولیٰ کو ستمداری کیا کے۔

ستمار دالک للقرب (مفردات) قرب کے لئے مستعار یا کیا ہے۔ اس کے استعمالات سے قرب کا مطلب مانع ہوتا ہے۔ مادے کے لحاظ سے اولیٰ اصل میں دوچیوں کے درمیان ایسے اتصال کے لئے آتا ہے جس سے اجنبیت فتح ہو جائے۔ یعنی دو نوں کے درمیان ایک لفظ بیدا ہو جائے۔ اولیٰ اور اقرب میں درون ذیل قرق ہیں۔

(۱) اولیٰ صرف معنوی اور حقیقی بزرگوں کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ اقرب ہی اور معنوی دوچیوں

بزرگوں کے لئے استعمال ہوتا ہے جیسے دو اخْتی قریب ہیٹھے ہوں۔ ان میں اُن باتوں سے کہن دیتے اور نویس تھیں۔ سورہ آل عمران فرمایا

إِنَّ نَّوْلَى النَّاسِ يَأْتِيهِمْ تَلَذُّعَنَّ
الْبَغْوَةُ وَهَذَا الشَّيْءُ وَالظَّلَّةُ الْمُنْتَزَعُ

حالانکہ نزول آیت کے وقت ایرانیم علی السلام کو اس دنیا سے رخصت ہوئے کی قرن گزر پر چکے تھے۔ حُسْنُ كَوَافِدُهَا وَهَذَا يَوْمُ الْحُجَّةِ الْمُنْتَزَعُ

(۱) اولیٰ میں دوچیوں کے درمیان تعلق اور معنوی اتصال ضروری ہے۔ جیسے نبی اور رسولین کے درمیان ایمان کا تعلق ہے۔ قرب میں اتصال اور تعلق ضروری نہیں۔
(۲) اولیٰ میں تعلق اتصال مسئلہ رہتا ہے۔ تسلیم ہو تو اولیٰ میں بوسکتی قرب میں ضروری نہیں۔

اب نبی اور رسولین کے درمیان تعلق پر غور کیا جائے۔ بیان دوچوں کے درمیان ایمان کی وجہ سے ایک تعلق اور اتصال ہے۔ قرب کے لفظ سے اسکی معاشرت نہ ہوتی۔ یہ اتصال مسئلہ ہے۔ اقرب کے استعمال سے تاکہ مٹا شایدی بھائی اور واقعی قرب ہے۔ اس لئے کہ تسلیم تو معنوی قرب میں پایا جاتا ہے۔ بہریا اتصال اور تسلیم عقلی اور معنوی ہے۔ اقرب کا لفظ لفظانے سے ہی قرب کا شے بیوی اہلت اور زیادہ امکان تھا۔ ایک حصی متنی کے لئے کہا جاتا تھی ہر وقت ہر موسم کے پاس بخشیں موجود ہیں۔ اور یہ آپ کو ارشادی صفت من شریک کر لیا جاتا۔ جیسا کہ اس بات کا اندریش تھا قہاد بہار سورہ فی میں اقرب کا لفظ استعمال فرمایا۔ علام اولیٰ بہار اس مقام پر دروں الماعنی میں فرماتے ہیں

وَلِامْحَالِ لِحَمْلِهِ عَلَى الْقَرْبِ الْمَكَانِيِّ
لِتَرْزِهِ سَبِحَانَهُ عَنِ الْمُلْكِ (۳-۱۶)

کیوں کہ اللہ سماوات و تعالیٰ کی ذات اس سے پاک ہے۔
کہیے باتیں قابل خور ہے بہار اولیٰ اور بہار اقرب کا لفظ ارشاد فرماتے کے طاہدہ اولیٰ کو مونشن کے ساتھ نام کیا اور اقرب کو تمام انسانوں کے لئے عام رکھا۔ بہر جمال اولیٰ

کے استعمال نے ان مقصود و اہم بندگیوں پر بڑا ہے۔ اس سے یہ بات محسن ہو گئی ہے کہ آپ کو موسیٰ بن کے ساتھ ایک ناس طرح کا قریب حاصل ہے۔ جو حصل، مسلسل اور معنوی ہے۔ جو آپ کی حیات میں حاضر بچالتے اُنہیں بھی حاصل تھا۔ جو دوسرے اُنہیں بھی اور جو حقیقت میں آپ کے لئے اُنہیں بھی حاصل ہو گا۔ یہیے لوہے اور آگ کی مثال سے یہ بات واضح ہے۔ لوہا اُنہیں بھی لے جاؤ آگ اپنی جگہ رہے گی۔ ہاں آگ سے جو چیز خلیل کی ہے وہ ساختہ رہے گی۔ اس لئے مدرسین نے اُنکی تحریر معمولی قریب سے کی ہے۔ اُنہیں عاشورہ فرمائے ہیں۔

وهو قریب معمولی باد بد اثار اور یہ معمولی قریب ہے۔ اس کے ساتھ قریب کے

الثرب من محیۃ و نصرة آج رخانہ بیعت اور دو قبر نمازہ ہوتے ہیں۔

اولیٰ کی دیگر مفہومیں

اولیٰ کے مصادر اور اول کے استعمالات و مشتقات سے مردوجہ ذیل مقاییں بھی سائنسے آتے ہیں۔

خانہ بھت، ساتھی، مردگار، اختیار، اقدار، سردار، مالک وغیرہ۔

حضور نے زیدہ اُن ایمان کا دوست اور کوئی نہیں۔ آپ اُن کی جانوں سے زیادہ ان سے محبت فرماتے ہیں۔ ان کے مردگار ہیں۔ یہیے امت کے لئے اللہ سے احکام میں آسانی مانگی۔

اعمال میں کی کروائی مٹا سفر مراں میں بار بناز کی تعداد کم کروانے کے لئے اللہ کے حضور تحریف لے جاتے رہے۔ ان کے گناہوں کی الشہ مفترات مانگی۔ ان کے لئے اللہ سے اجر میں زیادتی طلب کی۔ کل قیامت کے دن پڑا یہ، شفاعة تمام انسانوں کی عموم اور موسیٰ بن کی خصوصیات دفر میں گے۔ آپ موسیٰ بن پیر پیر الظیار کرتے ہیں آپ کا ہر حکم ان کے لئے واحد اعلیٰ ہے۔ یہاں تک کہ دوسران نماز بھی کسی ایمان والے کو جائیں تو نماز توڑ کر آپ کی پاکی ہے۔

لبیک کہنا اس کا فرض ہے۔ موسیٰ بن کے آقا اور ان کے سید و مردار ہیں۔ اس مسئلے میں آپ کے رو جانی باپ ہونے کی طرف بھی اشارہ ہے۔ میں کا وجد باپ کے سر ہون مدت ہوتا ہے۔

میں کو اپنی حقیقت سے پہلے باپ کا وجود مانتا پڑے گا۔ باپ اعلیٰ ہے۔ میں اس کی نسل ہے۔

آپ کا موسیٰ بن کے ساتھ بھی اصل اور اُن کاتعلق ہے۔ آپ کا ایمان اصل اور ذاتی ہے۔ اُن

حضور کو کس بات میں قرب حاصل ہے

آپ کو ایمان والوں کی چانس سے زیادہ قریب حاصل ہے اور اُنکی جانوں سے بڑا کر ان پر حق رکھتے ہیں۔ یہ ایسا زیادہ ترقی کی بات میں ہے۔ کس سعادت میں آپ کو ہر موسیٰ بن کی چانس سے زیادہ اس پر حق حاصل ہے۔ قرآن اس کی وضاحت فرمیں کرتا۔

مُنْزَلٌ قرآن کے آئینے میں
مُنْزَلٌ تَعْلِيَةً مُنْزَلٌ

مُنْزَلٌ طَهَّارَةً مُنْزَلٌ

مُنْزَلٌ حَقَّاً مُنْزَلٌ

(۱) آپ طاعت میں وہ نہیں کی جاؤں سے زیادہ حق رکھتے ہیں۔ حضرت ابن عباسؓ

فرماتے ہیں۔

اذا دعاهم النبي صلي الله عليه آپ مصل الله عليه وسلم کسی چیز کی طرف دعوت

وسلم الى شيء ودعهم انفسهم دیں اور غصہ کی درستی بات کی طرف ہائے

الى شئ کانت طاعة النبي صلي لواپ مصل الله عليه وسلم طاعت کے زیادہ

الله عليه وسلم اولی بهم حدائق ہیں

(۲) آپ ﷺ مال اور جان کے تصرف میں ان کی جاؤں سے زیادہ حقوق اور مقدم ہیں۔

حضرت شاہ عبدالقدوس رضا شافعی رہنمائی ہیں۔

ایپی جان کو اگ میں ڈالنا جائز نہیں۔ میں اگر حمد فرض ہو جائے۔

حضرت ابو حیرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ حضور ﷺ نے ارشاد دیا۔

ما من مؤمن إلا أنا أولي به فني ميل دنيا و آخرت میں هم و مون پر زیادہ حق رکھنے

الدنيا والآخرة اقرب، وإن شتم هول اگر چاہو تو قرآن کی آیا یہ پڑھو۔ نبی

النبي أولي بالمؤمنين من موسی موسی کی جاؤں کی جاؤں سے زیادہ حق رکھتا ہے۔

انفسهم فاما مؤمن مات وترك پس جاؤں مال چھوڑ کر رگیلوہ کے جاؤں

مالا فلثمه عصبه ومن ترك دينا کاہے اور جو قرض اور عیال چھوڑ کر گیا وہ میرے

اوپنیا عالمیا اتنی فانمولاہ پاس آئے تھے میں اس کا سرپرست ہوں۔ (ابو حیان)

(۳) آپ ہربات میں ایمان ادا کی جاؤں سے مقدم زیادہ قریب اور حقوق ہیں۔ قرآن

نے مطلقاً کوئی پابندی نہیں لائی۔ فی كل شيء ولم يقيده (ابن حجر العسکر)

اولیٰ کانت اضا

آپ ﷺ ہربات میں موسی کی جاؤں سے بڑھ کر ہیں۔ جب یہ بات معلوم ہو گئی کہ موسی کا

وجود آپ کے رہن منت ہے۔ آپ کے بغیر کسی موسی کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔ آپ کا حق ان کی

محمد ﷺ قرآن کے آئینے میں

جان سے بڑھ کر ہے۔ آپ کی شفقت ان پر ایک غصہ سے زیادہ ہے۔ آپ اگلی حقیقت سے زیادہ ان کے قریب ہیں۔ ان کی ذات ان پر ایک حرباں نہیں بھاتا۔ آپ ان پر رحم و کرم کرنے والے ہیں۔ تو اس کا تلقہ شاہی کے مومنین اپنی چانوں پر آپ کو ترجیح دیں۔ اپنی جان سے بڑھ کر آپ سے محبت کریں۔ جیسا کہ اسلامی مفتکر شاد عبد القادر محدث دہلوی نے اس کا ترجیح کیا تھا۔ نبی کے نام کے ساتھ لکا کو مومن کو اپنی جان سے زیادہ ہے۔

تفسیر العلیٰ میں فرمایا

جمع هذان المؤمن بلزم ان بحسب اس آئینے لازم کردیا مونک اپنی جان سے
النبي صلي الله عليه وسلم اکثر من زیادہ آپ مصل الله عليه وسلم سے محبت کرے۔
نفسے..... و باز من بعقل اولمره غصہ پسند کرے اپنی ہمدردی آپ کے
محبت نفسے ذلك او کرہت خودوں کی خل کرے۔ (علیٰ)

اور عطاء الولي فرماتے ہیں

و اذا كانا صلي الله عليه وسلم بهداه اور جب رسال مصل الله عليه وسلم موسیوں کے حق
المتابلة في حق المؤمنين بحسب عليهم میں یہ جانے پاہے ہیں تو ان پر لازم ہے کہ اپنی
ان یکون احب اليهم من انفسهم و جان سے زیادہ آپ سے محبت کریں اور اظہر
حکمہ علیہ الاصلاحة والسلام عليهم کامک فرض سے زیادہ فائدہ بھیجیں اور آپ
انقدر من حکمها و سخا اتر لذتهم من کے حق کو احق پر ترجیح دیں اور آپ
حقوقها و شفقتهم علیہ اقدم من شفقتهم پر ان کی شفقت پر شفقت سے عظم ہو
حضرت قاسمؓ فرماتے ہیں

کیونکہ اس اگر براہے تب تو ظاہری ہے کہ وہ خدا ہے اور حضور ﷺ خیر خواہ ہے اور اگر غصہ چاہے تو
بھی بغض مصالح و مفاتیح اس سے بچے ہے یعنی ان مصالح کا خود رہنے والا نہیں ہے سکتا اور حضور ﷺ کو
الله نے تھی مصالح ضروری کا علم عطا فرمایا ہے۔ اور آپ نے ان کی تقبیح فرمائی ہے۔ ہر حال آپ سے
لئے ایسے ہے اور پھر جو نوع کا لئے ہوتا ہے۔ اس لئے آپ کا اپنی جان سے بھی زیادہ حق ہے۔ اور آپ

کی طاقت و ملک اور حکم پر بردہ مکال و اذیب ہے۔ (یادِ قرآن۔ الاجزاب)

وہ تمام کام جو بنندہ دروس کی جانب کے لئے کرتا ہے مثلاً محبت و شفقت، راحت رسائی و غیرہ اس سے بڑھ کر آپ کے لئے کرتے۔ افسوس کو ترجیح دیتا ہے اس کے عائدے کی کوشش کرتا ہے۔ نعمان سے بچاتا ہے۔ اس سے محبت کرتا ہے۔ آرام پہنچاتا ہے۔ بلکہ انسان اپنی اولاد پر شفقت اور والدین سے محبت بھی ذاتی غرض کے لئے کرتا ہے۔ وہ غرض یہ ہے کہ انہیں تکلیف پہنچ کر راحت نسلے تو خواص کو تکلیف اور پریشانی ہوتی ہے۔ جب آپ **اللہ** کا افسوس سے پہلے ہیں تو جاہے کہ بلا خوبی یہ تام کام آپ کے لئے بجا لائے۔ علماء شکاری فرماتے ہیں

ای ہو احیا یہم فی کل امور اللہ
یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم تاہیدی و دینی ولی امر
والدین ایا ولی ہم من افسہم فضلا
میں مومن پر برداشت رکھتے۔ اس سے قلع
عن ان یکون اولی ہم من غیر ہم
لکھر کر مومنین کے لئے ان کے میرے اولی اہل
فوجب علیہم ان بوڑھوں بنا رادہ
اس لئے ان پر ضروری ہے کہ ضرورت مندوہ ہے
من اموالہم و ان کا اعلان ماحسنهں الیها
کے باوجود وہاں بالا پان کو ترجیح دیں اپنی
ویحجب عنہم ان بھجوہ زیادہ علی
جانلوں سے زیادہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے
جہنم افسہم ویحجب ان بقدرما
محبت کریں اپنے اسکے لئے اپنی حکمت پر
حکمہ علیہم علی حکمہ لافسہم
اپنے کلکم کو حکمہ رکھ جس آپ صلی اللہ علیہ وسلم
و بالجملہ فنا دعائم اتنی صلی اللہ
اٹھیں کی جیچ کی روحت دیں اور افس کی درسری
علیہ وسلم لشی و دعویہم افسہم الی
طرف بناۓ تو ان پر لازم ہے اپنے کو
سامنے رکھیں اور افس کے دارے کو کوچھ کر دیں
غیرہ ویحجب علیہم ان بقدوما مدعما
سادے دیکھیں افس کے دارے کو کوچھ کر دیں
ہم ایہ ویخزو ما دعویہم افسہم
اور ان پر یہ بگی لازم ہے کہ افس کی اطاعت
لے ویحجب علیہم ان بقدوما مدعما
پر آپ کو فقیہت دیں۔ اور آپ کی بارہ ماں کو
دھرم لانے افسہم بقدوما مدعما علی
اپنے میلان افس سے تقدیم کیں اور اہل کی
ما نسبیہ افسہم و نسلہ خوارزمی
پڑاہت پر ترجیح دیں۔ (القدیر۔ الاجزاب)

عموم رسالت

آدم ﷺ سے انسانیت کی ابتداء ہوئی۔ آپ پہلے انسان تھے اور پہلے ہی تھی بھی۔ آپ **اللہ** سے سلسلہ نبوت شروع ہوا۔ اور مجھ مصلحتی **اللہ** پر تھی ہوا۔ درستہان میں انسان پہنچنے گئے۔ زمان بروز تھا گی۔ تحریر آرے تھے اور اپنی اپنی ثبوت کی بھبھ و حکما جاتے رہے۔ انسانیت کووارے سے نکل۔ بھجن کی حدود میں داخل ہوئی۔ بھجن پر لذکن کے سامنے چڑے۔ لذکن پر شباب اتر اسٹاپ ڈھکا لے کاروں انسانیت کو بولت کی منزل میں داخل ہوا۔ چند باتات خواہشات پر عقل غالب ہوئی اور وقت آگیا کہ سلسلہ نبوت کی آخری کڑی، حلقتہ انبیاء کے صدر نشان اور خزانہ نقدرت کے ذکر یکاں موصوفی، اور بھی **اللہ** میراثاں طبع ہوا۔

اس ڈالارے نبی کو اللہ نے کمالات باکمال عطا فرمائے۔ لا تخدو خوبیوں کے موئی چھاوار کے پر حساب مگر دن کیے۔ بے شمار اعزازات کیئے۔ میمین خاص سے دواز۔ معرفت کے دروازے کھوئے۔ بے یک قرب خاص نیبی کیا کوئین کا مقصود ہیا۔ آپ کے مقدوس وجود سے تصور کرنات میں رنگ بھرے۔ اپنی یکلائی پر آپ کو گواہ ہیا۔ عموم رسالت بھی اپنی تصویبات میں ایک ہے۔

رسول الشفیعین

بچلا ہر قوم کا نبی تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اقوام کے نبی ہیں۔ وہ کسی نام امرت کے نبی تھے۔ حضور علی السلام تمام امانتوں کے نبی ہیں۔ وہ نبی الانس تھے۔ محمد ﷺ نبی الانس وابن اور رسول الشفیعین ہیں۔ ان کی رسانیں خاص تھیں۔ آپ کی رسالت عام ہے۔ ان کا دو رخسموں تھا۔ آپ کا دارہ نبوت تمام زماں پر بھیط ہے۔ وہ آسمان رشد و پدافت کے چاند تارے تھے۔ آپ **اللہ** کی نبوت کے خوبیوں مذہب ریں۔ آپ کی ثبوت عام اور رسالت سب کے لئے ہے۔

باعظ علماء فرماتے ہیں۔ آپ کو تمکنی ہر چیز کی طرف رسول ہنا کر سمجھے گے۔ سمجھی پڑی آپ کی رسمتوں کے سامنے پڑے۔ شفیر ہجرتے آپ کی رسالت کے گیت گائے۔ بخوبیہ آپ کے لئے دیدہ و دل فرش راہ کے۔ ارض و ماء آپ کا استقبال کیا۔ عسق و قرنے آپ کو سماں دی۔ ملائکہ نے آپ کی تکمیلی کی۔ جدات نے آپ کی تکمیلی کی۔ جدات نے آپ کی تکمیلی کی۔ جدات نے آپ کے قدم بوس ہوئے۔ پیارا آپ کے حلقہ اطاعت میں داخل ہوئے۔ پرندے آپ کے زمزدہ خواہ ہوئے۔ پھولوں نے سکرا کر آپ کو خوش آمدی کیا۔

کیوں نہ یوجہ کا صفت ذاتی ہوا یہی عام اور تمام ہوتی ہے۔ یہی سونج کا نور چاند اور زمین کے لئے کافی ہے کیونکہ اس کی روشنی ذاتی ہے اور چاند کی روشنی اس سے مستعار۔ اسی طرح نبوت آپ کا ذاتی صفت ہے۔ ذاتی ان معنوں میں کہ اللہ نے آپ کو بلا اساطیر برادرست ثابت مطافری ای اور باقی نعمیاء کے لئے آپ کو واسطہ نہیں۔ یہی سمات کا اعلان کرتے ہوئے اللہ نے فرمایا

وَنَذِلْكَ لِأُلَّا كَافِةً لِلّٰهِ إِنْ هُنَّ إِلَّا كُوْتَابٌ لِّكُوْنَ كَلِمَاتَهُ مِنْ

امام ابن حجر الطبری اس آیت کی تکمیلی میں فرماتے ہیں

وَمَا رَسَّلْتَ يَا مُحَمَّدًا إِلَيْهِ مِنْ شَرْكٍ قَوْمٌ
اَسَمَّهُمْ لَيْلَةَ الْمَحْمَدِ إِلَيْهِ مِنْ شَرْكٍ قَوْمٌ
الْعَشْرَ كِبِيرًا اللَّهُ خاصَّةٌ وَلَكَ
كَمْ طَرْفٌ شُوَّهٌ كَيْمَانٌ اُوكَلٌ
أَرْسَلْنَكَ كَافِةً لِلنَّاسِ اجْمَعِينَ
عَرَبٌ وَغَمَّ اُورَسَرَدٌ وَسِلَامٌ كَمْ شَالٌ
الْعَرَبُ مِنْهُمْ وَالْعَجمُ وَالْأَحْمَرُ
قَوْمٌ (تکمیلی طبری)

والاسود

او امام ابن کثیر نے فرمایا

إِنَّى جَعَلْتُ لِلْمُلْكِ مِنَ الْمُكْلِفِينَ۔ آپ کو ہر ملکف طرف کی طرف کیجا گیا۔
انسان اور جن سیکی و ملکف گروہ ہیں۔ اس لئے آپ کو نبی اکٹھیں کیا جاتا ہے۔ آپ کے
پہلے جدات کی طرف کوئی نبی نہیں بھیجا گیا۔ سلامان علیہ السلام شاد جدات تھے۔ لیکن یہ داعی اور مدحو

کائنات ہا در شاہ اور رعایا کا تھی تھا۔

آئینے میں سچا فتنہ کا احتفال ہوا۔ مفسرین میں اس بات کا اختلاف ہے کہ کام میں اس فتنہ کی حیثیت کیا ہے۔ ابتداء پر فتنہ یہ کہ کام سے گوم اور احاطہ مراہد ہے۔ آپ کی رسالت بالاشارة کے لئے ہے۔ جو ملکف کو محیط ہے۔ خواہ من کے معنی میں ہو خواہ من کے معنی میں۔

عمومی بعثت

کچھ مفسرین نے کام کے انداز پر غور کیا۔ دوسری آیات کو سامنے رکھا اور لئلاس سے انسان اور جن دو گروہ مراہد ہے۔ جو باعظ مفسرین نے فرقوتوں کو ہی شامل کیا۔ حملام آؤی سورہ فرقان میں فرماتے ہیں جن و اس کی طرف آپ کا ہمبوٹ ہوتا ضرور بیات دین میں سے ہے۔ جس کا مکر مسلمان نہیں۔

وَكَذَا لِلْمُكَتَّبِ لِتَعْلِيمِ الْإِسْلَامِ كَمَارِحِهِ أَوْ رَأْيِ طَرْفِ فَرْقَوْنِ كِلْمَجِيَّةِ تَحْتِنِيَّةِ
جَمِيعِ مُحْكَمَوْنِ كَالْسَّبْكِيِّ وَمِنْ تَبَعِهِ جَمِيعَتِ مَلَائِكَةِ الْأَرْضِ قَبْعَنِيَّةَ تَبَعِيَّةَ
وَرَدِ عَلَى مِنْ خَالِفِ دَلْلَكِ (فرقان۔ ۱) دی اور جو اس کے مقابل ہیں ان کی تردید کی
ایک دوسری جگہ فرقوتوں کی طرف گوم بعثت کا ملک کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

وَأَنْتَ نَعْلَمُ أَنَّ الْاِصْحَاحَ عَوْمَ الْبَعْثَةِ اَوْ تَمَّ جَاتِهِ هُنْجَيْنِيَّہِ کَیْمَانِیَّہِ کَیْمَانِیَّہِ کَیْمَانِیَّہِ
(رسالۃ الرَّاهِ۔ ۵۶۔)

اور بعض مفسرین نے کہ انس کے مادے پر غور کے فرمایا۔

فَلَعْبِيْلَكَ اَنْ بِالاِرْسَالِ اِلَيْكَ كُلَّ هُرْقَلِ عَرْكَتْ بَيْجِيَّکِيِّ طَرْفَ آپ کو بھیجا آپ کی
مِنْ بِعْكَنْ نُوْسَهْ فَالْحَصَابِسْتَ فَلَعْبِيْلَتْ ہے۔ لیکن گکریوں سے آپ کے ہاتھ
فِي كَلْمَكَ وَالْجَيْلَ اِمْرَتْ بِالسَّبْرِ پَرْتَجِيْلَی۔ پیارا ہوں کہ آپ کے سامنے سنا چاندی
مَعْلُكَ ذَهَابَ وَفَضَّةَ وَالْحَمْرَهَ شَكَتْ مَنْ كَرْتَلَكَ اَكْمَلَهَ اَكْمَلَهَ اَكْمَلَهَ اَكْمَلَهَ اَكْمَلَهَ اَكْمَلَهَ
الْكَتْ اَخْلَدَ فَرَاهِيْلَهَا وَبَنْهَا وَاضْبَتْ بَيْنَیْنِیَّہِ کَیْمَانِیَّہِ کَیْمَانِیَّہِ کَیْمَانِیَّہِ
شَهَدَ لَكَ وَالْجَمِيلَ شَكَ الْبَكَ وَ شَهَادَتَ دَيِّ۔ اَوْنَتْ لَے آپ کو ٹھلائیں کاٹیں

مسجد لک و الاشجار اٹھا علک و اور سجدہ کیا۔ درختوں نے آنکھی اطاعت کی اور
الاحجار صلخت علیک و اس نہت پتھروں نے آپ کو مسلم کیا اور اس کے طلا و ہر
بامارک الی خیر ذرا ملک من کل من اس جیسے آنکھی فرمائی بروار کی جو بالطل
محترک ہے یا ان کی قابیت رکھتی ہے
پتوں بالفلع والقابلہ
(ابقائی۔ سب ۲۸)

دوسرا سے مقام پر ارشاد فرمایا
فَلَمْ يَأْتِهِنَّ اللَّهُنَّ إِلَيْهِ رَءُوفٌ إِلَهٌ
وَكَبِيرٌ لَهُ كَبِيرٌ تَبَرُّ كَبِيرٌ
اللَّهُكَمْ خَيْرِنَا الَّذِي لَهُ الْمُلْكُ
إِلَيْهِ الْمُشْكُرُونَ وَالْأَزْعَمُ لِأَلَّهِ الْأَكْبَرُ
مُؤْمِنٌ بِاللَّهِ وَجَاهِنَّمَ بِرَحْمَةِ اللَّهِ
وَرَءُوفُهُ الَّذِي أَنْهَى الْأَنْهَى الَّذِي
كَبِيرٌ كَمُؤْمِنٍ بِاللَّهِ وَكَبِيرٌ كَمُؤْمِنٌ
لَهُكَمْ فَلَمْ يَقْتُلُنَّ
رَأْوَادَ (الارکان۔ ۱۵۸)

اس اعلان میں آپ ﷺ نے دو گوئے فرمائے۔

(۱) میں اللہ کا رسول ہوں (۲) میری رسالت سب کے لئے ہے۔

پھر لاک کے ساتھ انہیں ہاتا ڈیتا۔ پہلی رسالت کی ضرورت اور ایجادیت پر لاک پر دیتے۔ پھر
مایا کہ میں اس اللہ کا رسول ہوں جس کے ہاتھ میں ارض و حکمی باوڈھا ہوتے ہے۔ اس کے ہاتھ میں یہ
تباہیاں کا وجد و کسی صاف کے بغیر نہیں۔ یہ اس کے وجود و صفات کے گواہ ہیں۔ وہ صاحب حکمت
ہے۔ اس نے یکارخانہ و قدرت بھی نہیں بنایا۔ بندوں کو حکم دے کر فضل پیدا نہیں کیا۔ پورا حکام
اس کی دہڑیں میں ہے۔ اس خاتق ماں کا اس کی اطاعت و بندگی بندوں پر واجب ہے۔
اعقیبات و صفات پر کسی چیز بھی کیں کیں لبادہ اکمل ایسی حقیقتی مددات ہے۔ بہت رسول کے
سو اس کی اطاعت و مبارکت سکھنا حاصل کے لئے مکن بنیں۔ طاعت و مصیبان پر جزا ازتاد ہو تو

محمد ﷺ قرآن کے آئینے میں
رسول کا بھیجا ہجت ہے میں اس کا تقاضا کرتی ہے اور اللہ اپر قدرت رکھتا ہے۔ اس لئے
فَلَمْ يَأْتِهِنَّ اللَّهُنَّ إِلَيْهِ رَءُوفٌ إِلَهٌ
مقصد رسول تھا ایمان لاؤ۔ مودت دینا جس کے لئے کام چالا گیا کیا جکن اللہ پر ایمان چکر کھل
ہے بلہ اپنے اس کا ذکر کیا۔

ان الْإِيمَانَ بِالرَّسُولِ النَّاهِرِ
لِأَجْلِ الْإِيمَانِ بِاللَّهِ
كَمْ جَهَسْتَ تَهْيَى (انی عاشر)
بَهْرَفْرَمَا وَرْسُولِهِ۔ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ۔ یہ باہت کا کمال ہے۔ کہنا یہ چاہیے تھا کہ
لیکن اس طرز پر کی سوال اٹھ کھڑے ہوتے۔ یہاں صفت الفات بہت کر کلم سے غیرت کی
طرف رجوع کیا اور کام خودی جواب ہن کیا۔ اللہ پر ایمان کو کہاں کر دیں اس کا ذاتی نام یا کیونکہ
الْإِيمَانَ بِاللَّهِ الْإِيمَانَ بِعَظَمٍ
الله پر ایمان اس کی سب سے بڑی صفت
صفات وہی الالہیہ
اویسیت پر ایمان لاؤ۔ (انی عاشر)

اللہ کا لفڑاں صفت پر دلالت کرتا ہے۔ جبکہ آپ کا ذاتی نام لیکن یہی بجا میں مثبات ذکریں کیونکہ
الْإِيمَانَ بِالرَّسُولِ الْإِيمَانَ بِالْخَصْصِ
رسول پر ایمان کا مطلب آپ کی خاص صفت
الصَّفَاتُ وَهُوَ الرَّسُولُ

جس رسول پر ایمان لائے کا ذکر ہے۔ اس کی صفات یہاں کر کے ملکی کھلی صفت
الشی یہاں کی وہ رسول انسان ہے۔ کیونکہ بیوں انہوں کے ساتھ خاص ہے۔ درست صفت اتنی
یہاں کی۔ اس صفت نے آپ کے دلوں و دلوئے ہاتھ فرمادیجے۔ درست زمین پر ایسی بھی کا
صداق جھوکے سوا کوئی نہیں ہے۔ سبق اسے ہو گا۔ سبق اسے ہو گا۔ میں جس قسم ایمان تھی پر ایمان
لائے کی وہست تھام بخوبیوں نے اپنی احتصان کو اس کی ایک صفت ایسی ہوئیاں کی گئی۔ اسی تھی
آپ کی ہیں۔ میکی اس بات کی دلیل ہے کہ آپ سب کی طرف اللہ کے رسول ہیں۔ اسی ہونا آپ کا
محض ہے۔ کسی سے لکھنا پڑھنا نہیں سکتا جنکن عرب کا ایک حصہ گزارنے کے بعد ایسا کام پڑیا جس

لے اپنی حکیمیت سے سب کو عاجز کر دیا۔ یہ کلام اپنی حکیمی، آپ کی حکیمی اور آپ کے ہر رسم کے گواہ اور دلیل ہے۔ پھر آپ کی شان بیان فرمائی۔

الْبَشِّرُ يُؤْمِنُ بِالْأَيْمَانِ

جس رسول پر ایمان لانے کی بحث وی ہے وہ خوب سب کے پہلے اللہ اور اسکی پتوں پر ایمان رکھتا ہے۔ جس میں خداوس کی رسالت بھی شامل ہے۔ اس میں اشارہ فرمایا کہ وہ ایسی نیز زمانہ حال کا تھی ہے۔ ایک اور ایسے ہی ارشاد فرمایا۔

تَبَرُّقُ الْبَشِّرِ يَرْأَى الْفُرْقَانَ عَلَى عَيْنِهِ تَمْكُنُ الْعَلِيَّيْنِ تَذَبَّرُ

بَيْنَ يَدَيْكَ رَبُّكَ هُنَّ بِالْجَنَاحِيْنِ

بَرْتَكَدِيْبَيْنِ وَجْهَيْنِ وَالْوَلَيْنِ كَلَّهُ دَارَتَ وَاللَّا (القرآن ۱۰۷)

تمام مضریں کے نزدیک فرقان سے مراد قرآن مجید اور یہ نہ سے مراد محمد مصطفیٰ ہیں۔
اعلمین عالمی کی حق ہے۔

عَالَمِينَ كَيْ مَرَاد

لن العالم كل ما سوى الله تعالى وبخالٍ بـ ﴿تَكَبَّلَ اللَّهُ كَمَا هَبَّ عَالَمٌ﴾

جميع المخلفين من الجن والانسان جن وأنس او بلاشك بھی اس میں باطل
والسلاختة

ہیں۔ (رازی)

البذاام رازی کے نزدیک مراد صرف جن اور انسان ہیں۔ اور آپ کی رسالت انسانوں اور جنات کے لئے ہے۔ بلکہ رائے کی مضریں کی ہے۔ جن کی مضریں مثلاً علامہ آلوی، بھائی، ایں مجید وغیرہ فرماتے ہیں آپ کی رسالت ہر جن کے لئے ہے۔ بیان بک کے آپ

جیوانات اور جمادات کے بھی اور ان سب کے لئے بھی رسول ہیں۔

جن و انس چونکہ احکام کے مکلف ہیں۔ اس لئے ان کے ساتھ آپ کا تعلق وابی اور مدعا کا ہے۔

باقی حقوق آپ کی رسالت کا اقرار کرنے تیاپ کا شرف ہے۔

علام اولیٰ فرماتے ہیں۔

وفالدة الارسال للمعصوم وغير معصوم او غیر مخلف کی طرف سچیتے کا فائدہ یہ
الملکف طلب اذانہما شرط ہے کہ آپ کی بزرگی کو تسلیم کریں۔ ان کا آپ
علیہ الصلاة والسلام ودخولہما کی بحث کے تحت ہوتا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم
تحت دعویٰ و ایسا یعنی شریف اعلیٰ کی فرمائیں برادری پر ماسودہ تام رسلوں پر
سائر المرسلین علیہم السلام آپ کی بزرگی اور فضیلت ہے۔ (القرآن ۲۸)
اہن مجید اس کی مراد واضح کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

اُمرت بِظَاهِرِهِ فِيمَا يَأْمُرُهُ وَ أُنْهِيَ عَنِ الْمُنْهَى وَ إِنَّمَا يُنْهَى آپ کے حکم مانیں اور
بِعَظَمَتِهِ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَ السَّلَامُ آپ علیہ الصلاة والسلام کی تسلیم کریں۔
وَهُدَى أَكْلُهُ دَاخِلُ فِي الْعِلْمِ یہ س عالمین میں داخل ہیں۔

ختم نبوت کی دلیل

اس سے معلوم ہوا۔ آپ کی نبوت و رسالت عالمی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مtoplے کے کمال
رسالت ہیں۔ نبوت کے تمام مرتبے آپ پر فرم ہو گئے۔ عموم رسالت اس فاتحیت مرتی کی کھلی¹
دیکھ لے۔

عالمین کا الفتح تمام مخلوقات کو شامل
ان لفظ العلیمین یتناول جمیع
المخلوقات فدلیل الایدی علی انه
ہے اور یہ آیت دلیل ہے کہ آپ
رَسُولُ لِلْخَلْقِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ
رَبِّ قِيمَتِكُمْ تَحْمِلُّنَّ مَثَلَكُمْ
رَسُولُ إِنْ يَكُونُ خَاتَمَ الْإِنْبِيَاءِ
فَوْجِبُ إِنْ يَكُونُ خَاتَمَ الْعِلْمِ
وَالرَّسُولُ (القرآن ۱۰۶)
ویا میں بھی آپ کی قیادت و سیاست سب کے لئے ہے۔ روز قیامت بھی آپ ² کی سب کے
قائدِ الامم اور سردار ہوں گے۔
آپ نے ارشاد فرمایا
ان اولیٰ الناس خروجنا بعد عنوان لوگوں میں سب سے پہلے مجھے خدا یا جائے گا۔

وَإِنَّا فَالْأَذْهَمُ إِذَا وَقَدْرًا۔ مُخْرِجٌ شَفِيقٌ كَيْدَتْ مِنْ هَذِهِ الْأَنْكَارِ بَعْدَ هَذِهِ الْأَنْكَارِ،
وَإِنَّا عَطَّلْبِهِمْ إِذَا الصَّدَارَ، وَوَقَّاعٌ هَذِهِ الْأَرْشِيَّةِ بَعْدَ هَذِهِ الْأَرْشِيَّةِ،
وَإِنَّا مُسْتَفْعِلُهُمْ إِذَا حَسَبُوا، وَوَكَنْتُمْ كَيْدَتْ مِنْ هَذِهِ الْأَنْكَارِ بَعْدَ هَذِهِ الْأَنْكَارِ،
وَإِنَّا مُشَرِّحُهُمْ إِذَا يَسْوَى، وَوَمَا يُؤْتَنْتُكُمْ كَيْدَتْ مِنْ هَذِهِ الْأَنْكَارِ بَعْدَ هَذِهِ الْأَنْكَارِ،
لَوْا الْحَمْدُ بِوَمَذْبُودِي، حَمْدٌ كَمُجْنَثٍ إِذَا رَوَى بَرْسَهُ بِأَحْمَدَ مِنْ هَذِهِ الْأَنْكَارِ،
وَإِنَّا أَكْرَمُ وَلَدَادِمْ عَلَى رَبِّي، ابْنَيْنِكَمْ كَيْدَتْ مِنْ هَذِهِ الْأَنْكَارِ بَعْدَ هَذِهِ الْأَنْكَارِ،
وَلَا فَخْرٌ، اور اس پر فخر نہیں کر سکا (زندگی نیں اپنی تینی)

خاتم النبین

حضور ﷺ فری نبی ہیں۔ یا آپ ﷺ کا وہ اعزاز ہے جس میں آپ ملیٰ الحصا و السلام الشریک ہیں۔ آپ کی نعمتیں کے لئے بھی کافی ہے کہن کمال برکات یہاں تو خوبیں کا وہ سلسلہ ہے جس کی انجام کرنے کا کسی بشر کی طاقت نہیں۔ جنت کی تی سے آپ کا شیر گرد ہاڑا۔ اس بھارک و جوڑ میں کمالات پھول میں خوشبوکی ماخذ دیتا گے۔ آپ کے کمالات بھارکے بادل ہیں۔ جن سے خوبیوں کے موئی چلتے ہیں۔ شانیں خانعین مارتا سمندر ہیں۔ اوصاف اس عجی کی طرح ہیں جس کا ہر حصہ دوسرے سے اعلیٰ ہو۔ اخلاص اس کتاب میں ہیں جس کا ہر مضمون دوسرے سے بہتر ہو۔ فناکی کی مثال اس باعث بھی ہے جس کا ہر پھول دوسرے سے یا کہ کر خوبی دار ہو۔ عادات اس سینیں وادی کی حل ہیں جس کا ہر مظلوم دوسرے سے سہا ہاڑا۔

ارشاد فرمایا

فَإِنَّمَا مُنْتَهِيَّ تَأْنِيَّتِنَا يَخْبِئُنَّ رَجَائِنَّمْ، حُمَّتِهِارَے مَرْدُونَ مِنْ سے کسی کے باپ
وَلِكِنْ رَسُولُ اللَّهِ وَخَاتَمُهُمُ الْبَيْنُ، نُجَنْ اور بُنْجِن اش کے رسال اور نیوں کی ہمروں ہیں۔
وَخَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَفَقٍ وَغَلَبَتْنَا، اور اشہر حجج کا علم درکما ہے۔ (الزراب۔ ۲۰)
اس آئت میں آپ کے کئی فہائل یہاں کے گے۔

(۱) سجا کلام

جو کوئام آپ ملی اللہ علیہ وسلم فرشت فرماء ہے ہیں وہ سچا ہے۔ واقع کے میں مطابق ہے۔ ارشاد فرمایا
— حُمَّتِهِارَے مَرْدُونَ مِنْ سے کسی کے باپ نہیں۔ آپ کے لئے پاگ میں حضرت زید بن حارث
پھٹکتے ہیں اور اس کے شروع میں ان کے بیٹے ہونے کی تائی کی اور فرمایا۔
وَمَا يَخْفَلْ أَكْبَارُهُمْ إِذَا نَجَّمَ الْكَنْمَ، اور اتھارے لے پاگ کو اتھارا جانکاں جایا۔

دایکن فوکلم با فوہمکم یہ تباری بھائی ہوئی بات ہے۔

اور انکو سے

انداخن فہم لا بایا ہم انہیں ان کے اس بابوں کے ناموں سے پکارو۔

نزول آیت کے وقت آپ کی بھی حضرت فاطمہ موجود تھیں۔ قرآن یہیں کہتا ہے احمد حنفی میں سے کسی کے باب نہیں تو کام واقع کے مطابق نہ ہوتا کیوں کہ بھی موجود تھیں۔ سر جلک کہ کرتا دیواروں کی کنیت ہے سورج کی نہیں۔ اور اس وقت آپ کی نزیدہ اولاد کوئی نہیں تھی۔

یہ آیت ۵۷ ہجری میں نازل ہوئی۔ اس سے پہلے آپ کے تین بیٹے رخصت ہو چکے تھے۔ اگرچہ ان کا انتقال ہو کچا تھا جن وہ آپ کی اولاد واقع کے اور اللہ جانتا تھا اس آیت کے بعد بھی آپ کا ایک بیٹا ہبہ اونگا۔ اس لئے اتنا اخیذتگم (تم میں سے کسی کے باب نہیں) کئے کی وجہ کے رجال کا لفظ اضافہ کیا اور فرمایا

لئن اخیذتمن رَجَالُكُمْ مردوں میں سے کسی کے باب نہیں۔

یعنی نزیدہ اولاد واقع کیوں ہوئی۔ مردوں کی حصہ کوئی شکنپا۔ حضرت ابراء بن عقبہ کی ولادت واقع تھی اس بات کی پیشیں گوئی بھی ہے کہ حضرت ابراء بن عقبہ نہیں دنیا سے رخصت ہو جائیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ آپ ڈاولجیہ ۵۷ ہجری میں بیٹا ہوئے۔ زخم یعنی مرد کی حصہ پہنچنے سے پہلے یہ آپ کا انتقال ہو گیا۔ لان الرِّجُل الذَّكْرُ الْبَالِغُ کیوں کہ در جل بالغ مرد کو کہتے ہیں۔

(۲) روحانی والد

آیت میں اشارہ ہے۔ آپ ایام کے روحانی باب اپ ہیں۔ اس کی تفصیل یہ ہے پہلے فرمایا

محمد مردوں میں سے کسی کے باب نہیں۔ ہم فرمایا۔

ولیکن رُسْنَهُ اللَّهُ یعنی اللہ کے رسول ہیں۔

لکن (یعنی) استراک کا لکھے۔ پچھلے کام میں ہوتے والا شدود رکتا ہے۔ نسل مردوں سے بھتی ہے۔ آپ کے جنہیں کی تو شہر و اکنام آپ مخصوص انسانوں۔ یہ شہر در کرنے کے لئے رسول اللہ کا لفظ زیادہ استعمال کیا۔ لیکن آپ مردوں میں سے کسی کے باب

نہیں یعنی اللہ کے رسول ہیں۔ ہر چیزی امت کا روحانی باب ہوتا ہے۔ آپ کی حقیقت نزیدہ اولاد نہیں تو کیا ہو؟ پوری امت آپ کی روحانی اولاد ہے۔ ہمارا آپ صرف رسول یعنی نہیں خاتم النبیین بھی ہیں۔ پہلے زمانے میں جب دوسرا بھی آجاتا تو پہلے بھی کی امت فتح موجا تھی اور دوسرے بھی کی امت شروع ہو جاتی۔ جب آپ کے بعد کسی بھی بھی کی آجاتا نہیں میں سے ہے تو قیامت تک آپ کی امت ہے۔ آپ کی پیدا وحشی اولاد اسی ہے جس کا شمار ممکن نہیں۔ اولاد سے جو چیز تصور ہوئی ہے وہ امت کے ذریعے کی دریبے زیادہ آپ کو حاصل ہے۔ ضرر ایقاوی ای کے حسن میں فرماتے ہیں

فیکم وین رسول من جهہ بھی تباہے اور رسول کے درمیان مطلق رسانی مطلق الرسالۃ ابیوة وہونہ محاجۃ کردشتے باب جنکی جازی نہیں۔

نبویہ اولاد باقی نہ رکھنے کی حکمت

ایک سوال پھر بھی رہتا ہے۔ نزیدہ اولاد دکھنے سے پہلے اخلاقیہ میں کیا حکمت ہے۔ اس کیلئے لفظ نعمتِ ایمین کا اشاعت کیا جائے۔ مردوں میں سے کسی کے باب نہیں یعنی اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم آخری بھی ہیں۔ لئے راستہ ایقاوی میں ہے۔

ولو فرضی ان بیکون بعدہ نبی نما آگر آپ کے بعد بیویت جباری رکھنے کا فصل ہو جاؤ تو

کہن الام من سلسلہ اکرام لاه نامہ آپ کا اکرام میں وہ بھی آپ کی نسل میں سے ہو جائے

اعلیٰ النبی رتبہ واعظم شرعاً کیوں کریمیں تمام بیویوں سے اعلیٰ ارشاد میں سب

ولیس لاحدمن الانباء، کر امداداً سے بڑے کریں۔ کسی بھی کو جزیری کی آپ کو کہو۔ اس

ولہ مثلاً و اعظم مہماں لوار صار سے بڑے کریں گی۔ آپ کو کوئی بیان نہیں آپ کی

اسعدمن ولدہ رجلہ لکن نہ بیویت کے بعد وہ بھی بھی ہوتا۔ اور اللہ نے آپ کی

بعد ظہور بیوی و قد فضی اللہ خالقی فیصل کر دیا کہ آپ کے بعد کوئی بھی

الا بیکون بعدہ نبی اکرم مالہ ہو۔ (العزاب۔ ۲۹)

چنانچہ حضرت ابراء بن عقبہ کے بارے میں آپ نے خوف فرمایا

ہیں۔ سیلے سے انہیں سے برنا جاتا ہے۔ مردار بھی طرح جملوں کی سلسلہ میں پڑا جاتا ہے۔ عام اُجی بخار الفاظ میں سے ایک ہے۔ اس سے آپ کی شایدی خابر ہوتی ہے۔ وہ بنی اسرائیل ہوتی ہے جو آپ کے آخر میں ظاہر کا سبب تھی۔ ورد خارجی سبب کے بغیر تقدیر دادا جو اور اول آخر میں کوئی ذاتی فضیلت نہیں۔

(۱) فاتح النبوت

عام تم کا لفظ استعمال کرنے سے معلوم ہوتا ہے گورنمنٹ قرآن حسب الموت چیز۔ نبوت کی ابتداء حضور ﷺ سے ہوئی اور آپ ﷺ اسی کوب سے پہلے شرف نبوت سے نوازا گیا۔ وجہ یہ کہ حضور ﷺ نام میں صدور ﷺ تمام نیاوا کے مصدق ہیں۔ آپ کی تقدیر میں سے نیجا ہو نبوت تھی۔ اس میں صدق کے لئے ہوتی ہے۔ چنانچہ آپ کی تقدیر میں سے نیجا ہو نبوت تھی۔ اس میں صدق کے افضل ہونا ضروری ہے۔ وہ فضیلت بھی ہے کہ آپ کوب سے پہلے بلاد اس طرف نبوت عطا ہوا۔ یہ خاصیت ذاتی ہے۔ تفسیر کا نام صلوی میں ہے۔

عارف روی مشریق میں بھی فرماتے ہیں کہ جس طرح آپ کالا نبوت کے نام میں اسی طرح آپ کی کمالات نبوت کے قرآن حسب مددہ بھی ہیں۔

فلکیا نے کشاور مادہ بودو ازک افونی بر کشود

یعنی انجیوہ سائین ہو جعلیں اور معارف کے قلیل بے کلے پھر کے تھے وہ صاحب انجام کے مبارک ہاتھوں سے کمل گئے۔۔۔۔۔۔ فرض یہ کہ عارف روی کے نزدیک صدور پر فور قرآن انجین بھی ہیں اور قرآن بھی ہیں۔ (عارف القرآن۔ الازباب۔ ۳۶)

(۲) مستھانیٰ کمال نبوت

آپ ﷺ مستھانیٰ کمال نبوت ہیں۔ نبوت کے جس ملنکن کمال کا تصور کیا جاسکتا ہے۔ وہ آپ کو حاصل ہے۔ کیونکہ میر مضمون کے پورا ہونے پر کمالی جاتی ہے۔ امام افتب مفردات میں فرماتے ہیں۔ تسمہ بمحضہ اپنی تعریف آوری سے آپ ﷺ نے اس کی تکمیل فرمادی۔

تفسیر ابشاری میں قلم نبوت کی تحریک بیان کرتے ہوئے فرمایا۔

لو عالیٰ لکان صدیقا نبی۔ اگر زمودہ ریتا تو سچا ہی ہوتا
مختصر حقیقتی فرماتے ہیں

کل رسول اللہ ابو امہ لکن ہر رسول است کا باپ ہاتھ ہے۔ حقیقتی میں
لا خفیہ مل بمعنی انه شفیع بکراس میں کامت کے لئے شفیع،
ناصح لهم و سب لجهانهم نصیحت کرنے والا دراں کی ابھی جیات کا
الابدیہ و احباب التوفیر و سبب ہوتا ہے اس کی تقویٰ در اطاعت
اجب ہوتی ہے۔ (الاحزاب۔ ۴۰)

(۳) خاتم کا لفظ کیوں استعمال کیا

آپ کے مقدس سر پر نبوت کا تاریخ رکھا۔ یہ شان آپ کے تمام کمالات کو محیط ہو گئی۔ خاتم کی دو
قرائیں ہیں

(۱) خاتم وہ اللہ الختم بمعنی ما يختص به خاتم مهر رکانے کے اواز بھی ہمہ کہتے ہیں۔
(۲) خاتم ای کان خاتمه ای فاعل الختم مہر رکانے والے کہتے ہیں۔

یعنی صدور ﷺ مہر رکانے والے ہیں۔ دلوں کا تیرچہ ایک ہے۔ میر بچکے آخرين کانی جاتی ہے۔ اس لئے آپ مسلم الشاعر و مسلم آخری بھی ہیں۔ آخری بھی ہونے کا خاتمی مطلب بھی ہے کہ آپ ﷺ تمام نبیوں کے بعد تکریف لائے۔ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ یہ خاتمیت رمانی ہے۔ آپ ﷺ ازماں کے لحاظ سے آخری بھی ہیں۔ یہ امت کا متوارث اور ایمانی عقیدہ ہے۔

یکن ایک ہاتھ قلم فور ہے۔ آخری بھی ہونے کا میں مطلب ہوتا تو اس کیلئے آپ ﷺ کا لفظ زیادہ مناسب تھا۔ جو قرآن میں استعمال بھی ہوا اور اپنے مدلول میں صریح بھی ہے۔ یہ داش لفظ چھوڑ کر خاتم کا لفظ کیوں استعمال کیا گی؟

جب یہ ہے کہ قرآن جو ہیجہ آپ کی شان کے لئے چندیہ الفاظ استعمال کرتا ہے۔ جو لفظ کی کہاں
تمست کر آپ کی شان میں استعمال ہو جائے۔ یہ لفظ نبیوں میں اختیار ہوتے ہیں۔ ان میں
معاونی کے سمندر موجز ہوتے ہیں۔ یہ رہا یا میں بادشاہ اور شان میں موئی کی جیت کی رکھتے

اور احتمام نبوت اس لئے کہ تمیٰ بھیجی کا مقدمہ
وذلك لأن فاقدة اثبات الحق تسمى
پسکال کو رکراہا ہے۔ اور حضرت مسیح الدلیل
شیعی ائمہ یاد ہے من قبیل وقد حصل
وسلم سبکاں پرے ہو گے۔ اس کے بعد
بے صلحی اللہ علیہ وسلم انتقام فلم
یعنی بھیجی کا مقدمہ دہماں فرمایا تھا کہ ماخانق
یعنی بعد ذلك مردم بعدت لاتسم
کی تحریک کے لئے بھیجا گیا ہوں (الازاب۔ ۲۰)۔
مکارم الاخلاقی

ایک حدیث میں آپ سلی اللہ علیہ وسلم نے مل کی خالدے کربلا کی سمجھائی۔ اس میں ایک ایش
کی جگہ خالی حقیقتی کی تحریف اوری سے وہ جگہ پر ہو گئی۔ اور مگر میں وہ کبی پوری ہو گئی۔
مولانا اور نسی کا یہ حلولی فرماتے ہیں

آپ نبوت درسات میں سب سے افضل واکمل ہیں یعنی کمالات نبوت کے خاتم
یہ آپ پر نبوت کے تمام کمالات ختم ہو گے۔ (محارل۔ کاغذ طبری۔)

خاتمیت مرتضیٰ

مولانا حسام ناٹوپوکی اصلاح میں اس کا مقام کامن خاتمیت مرتعی ہے۔ نبوت کے تمام مرتعے
آپ پر ختم ہو گئے۔ خاتمیت ذات کے لئے خاتمیت مرتعی لا ازا ہے۔ کیونکہ جو وصف کی کا ذائقی
ہوا اس کا کمال اس پر ختم ہو جاتا ہے۔ یعنی وہ شیعیں کا مسلسلہ درجن پر ختم ہو جاتا ہے۔
خاتمیت ذات کا مطلب ہوا آپ کو بلا اسد نبوت ملی۔ خاتمیت مرتعی کا مطلب ہے نبوت کے
تمام درجات آپ نے حاصل کر لیے۔ خاتمیت زمانی کی مراد ہے آپ تمام نبیوں کے
بعد تحریریف لائے۔ آئیں میں خاتمیت مرتعی اور زمانی دونوں ای مراد ہیں۔ اگر عموم مشترک
مائن ہو اور ایک ہی خاتمیت مرتعی ہوں۔ کیونکہ یہی آپ کی شان کے زیادہ
مناسب ہے۔ اس صورت میں خاتمیت زمانی اس کا تلقین شاہوگی۔

مطلوب ہوا خاتمیت مرتعی تو حقیقی بنیاد ہے۔ میں کبی کہے آپ کو سب کے آخر میں بھیجا گیا۔
حضور مسیح نبوت کی اچانک پہنچ اور تمام درجات کا آپ نے حاصل کر لیا۔ آپ کی نبوت
ہر بحاظ سے اکل اور اتم ہے۔ اگر آپ نبیوں سے پہلے یا درمیان میں تحریریف لائے تو کسی نبی کی

حجۃ القرآن کے آئینے میں

نبوت پاٹی دیکھی نبی بیجا جاتا۔ وہ ابتدائی کے حوالے سے گز بھی ہے۔ اس صورت میں آپ
کے کمالات فتحی رہ جاتے۔ ہر چیز میں مدد ریکی ارتقا کی محکمت پوری ہوتی۔ اصول ہے کہ بعد کہ
دین کے پلے دین سے زیادہ کامل ہوتا ہے۔ کبی نبی باش شال ہوتی ہیں۔ بہت سے گز استحکام
مشروں ہو جاتے ہیں۔ بعد کادین آپ کے دین سے زیادہ کامل ہوتا تو دین کی ہوتا اور زامنہ آتا کہ
آپ کادین اس کے مقابلے میں باقص ہے۔ قرآن کا دعویٰ

بیت نالگلی ختنی۔ اس میں ہر چیز کا میان
غلط ہوتا۔ اگر آپ کادین اُنکل ہوتا تو اونی دین سے اعلیٰ دین منسوب کرنا لازم آتا حال انکو اٹھانے
(الازاب۔ ۲۰۱۳) فرمایا۔

من انشیت من ایقی اتو نسبیا جی ایت ہم منسوب کر تے یا بحداد ہیتے ہیں تو اس
نات بخت منہا تو سلبا سے بہتر اس کے برادر (کاظم) بھی دیتے ہیں۔

اس آئیت میں الشأنے واضح فردی بیان اور بے میں مشروں سے اونی میں ہو گکا۔ اس سے اعلیٰ یا
کم از کم اس کے برادر کا ہو گا اگر خوشی دو تو اونوں ایک بھی ہوتے تو دین یا نبی کی ضرورت
کی کیا تھی؟ خاتمیت مرتعی کی وجہ سے اسی آپ کا زمانہ تمام نبیوں کے بعد رکھا گیا۔

(۳) اخرو النبین

حضرت مسیح اپنی نبوت بدین کرنے والے ہیں۔ آپ کے بعد کسی نبی کا آنا محال ہے۔ کیونکہ ہر
آخر میں کافی ہاتھی ہے۔ اب نبی یہ فرماتے ہیں

کما یہ ستم علی الكتاب یہی خطا پر ہم کی ہاتھی ہے۔ تا کہ کافی یہ اس سے
لکھ بلطفہ ششی فلا ملت شوکے۔ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔

نسی بعدہ (الازاب۔ ۲۰)

ہر کے بعد ہر مضمون غیر صدق و اور الباقي ہوتا ہے۔ آپ کے بعد ہر ایک کا دوائے نبوت باطل ہے۔
لیکن صدق و اور الباقي ہے۔ اس کا دوائے دار پرے درجے کا جمود، دجال اور واجب الحکم ہے۔
ندم کی شان اور اللہ کا امر۔ باب نبوت حضور مسیح نبیوں سے داہوا۔ اس کی بندش بھی آپ کی سے

عمل میں آئی نبوت کے اس دروازے کا تالا بھی مراد رچا ہی بھی محمد قلی بھی آپ اور کوئی بھی آپ ہی ہیں۔ عام امر میں اجرائے نبوت بھی آپ کے دست مبارک سے ہوا اور عالم شہادت میں اسے بذرک نے کوئی آپ ہی تحریف لائے۔ وہ دوسرے لفظوں میں یوں کہتے رسول اور بھی سچے سے لہذا کوئی معتقد ہو وہ آپ کے ذریعے تمام دنکل اور پورا ہو گیا۔ آپ کا وہ سورج پکا اور وہ جاری جلا جس کے بعد کسی سورج کی ضرورت رہی تو کسی چنان کی حاجت۔

مفسران عاشر (الازاب۔ ۲۵) میں فرماتے ہیں۔

و بوصفت کوئہ خالماں الشراع اس وجہ (حکامت) کے ساتھ آپ شریعتوں کے حکام و متمصلح الرادیل من بنۃ الرسل اور رسولوں کی بیٹت سے اشکی مراد پری کرنے والے ہیں۔

(۴) اشقاق علی الاممہ۔

آپ کی رحمت شفتوں سے بڑی ہے۔ یوں تو ہر نبی اپنی امت پر میران اور شفیق ہوتا ہے کیون آپ کی شان کیا کہیے۔ حضور علی الصلاوة والسلام تمام انبیاء سے زیادہ اپنی امت پر میران اور شفیق ہیں۔ یہ بے نا شفقت قائم نبوت کا حق ہے۔ جیلی احتصار میں اخیار کی آمد مسلسل تھی۔ ایک کے بعد دوسرا نبی آتا اور اس میں پیدا شدہ لکھا کی اصلاح کر دیتا۔ آپ کے بعد پر دروازہ تابدید ہو چکا ہے۔ لہذا مطلق بات ہے آپ کو امت کے حالات کی دوسرے انبیاء سے زیادہ ملکر ہو گی۔

مفت شفیق اس بارے میں

صلت نام انبیاء نے یہ بھی بتایا کہ آپ کی شفقت اپنی اولاد روحاںی یعنی پر ای امت پر دوسرے انبیاء سے زیادہ ہو گی۔ کیونکہ آپ کے بعد کوئی نبی او کوئی ولی دی جائیں آنے والی نہیں۔ (محارف القرآن۔ الازاب۔ ۲۰)

تفصیری میں ہے۔

و خاتم النبین بیقد زبادۃ الشفقة اور خاتم النبین آپ کی جانب سے شفقت میں من جاہ و العظیم من جہتہم زیادتی اور امت کی جانب سے شفقت کا نام دینا لان النبی الذي بعد نبی يحيی و اس کے لئے سمجھتے ہیں جس نبی کے بعد کوئی نبی ہو اس کے لئے سمجھتے ہیں

ترک شہشا من الصبحۃ والیان دیوان میں پوچھ چکا ہے جائز ہے۔ کیونکہ اس کے بعد انہا مستدر کہ من بعدہ واما اسے پوچھا کیا جاسکتا ہے۔ اور جس کے بعد کوئی نبی من لائن بعدہ یکون اشقم علی تھا۔ وہ اپنی امت پر زیادہ شفیق ہوا گا اور ہر چیز اسے واحد ہم من کل الوجوه سے ان کی اولادی کرے گا۔ (الازاب۔ ۲۰)

شفقت کا مطلب شفقت نام ہے۔

حرص الناصح علی صلاح المنصور

تھے سمجھت کی بخاری ہے اس کی بھرتی پر زیادہ کسی کو حرض کا۔ (القاتلین الجلد)

شفقت میں جس کے ساتھ خوف اور رُنجی ہوتا ہے۔ راپنی ذات کیلئے جسیں منسوب کیلئے ہوتا ہے۔ الشفقة الحبیبة شفقت خوف ہے۔ اشقم علیہ حذر ان پناہ مکروہ کی پر شفیق ہوتا ہے کہ ممکن ہے اسے ناوار بات کو تکھنے کا ذر رکھنا۔ منسوب کافم کھانا اسے اقصان سے بچا رہت کی شدت اور شفقت ہے۔ گوا آپ کی اور مون پر رافت و شفقت ختم نبوت کی وجہ سے ہے۔ آپ خاتم النبین ہیں اسی لئے رکف اور حرم ہیں۔ برہنے شفقت آپ لوگوں کے عدم ایمان پر کرستے، سبے ہجتن اور پیر اور ہو جاتے۔ قرآن کہتا ہے

لَئِكَ تَنْهِيَ لَفْتَنَتُكَ الْأَنْجَوْنَ الْمُؤْمِنِينَ

شایع تو گھوٹ اسیں جان اسی بات پر کہ وہ میعنی میں کرتے۔ (۵۱)

فَلَا تَنْهِيَ لَفْتَنَتُكَ عَلَيْهِمْ حَسْرَاتٍ

سو سمجھی جان دلائل رہے ان پر کچھ کچھ (حوالی)

جو ایمان نہ لائے وہ کوئی طمیر ہیں۔ ان پر اپنی شفقت ہے تو بخی پر کچھ زیادہ ہو گی؟ اپنی اپنی شفقت کی وجہ سے آپ نے امت کا بکالاں کیا۔ اس باتے۔ سب باب کی بدایات دیں۔ فتوں کی نثاریت کی۔ نشک کے طریقے ارشاد رہنمائے اور راہیق آفتاب نہم روز سے زیادہ دروش کر دیا۔ اسی وجہ سے سوالات کی مانعت ہوئی۔ فرمایا

لَا نَسْأَلُ عَنِ آثَارِنَا إِنْ يَدْعُكُمْ شَفَاعَةً

مَتْ يَوْمًا لَيْسَ بِهِ تَحْمِيلُكُمْ شَفَاعَةً

(الاخلاع)

اسی وجہ سے آسان دین ملا۔ ہر بات میں امت کی سکول اور آسمانی سائنس کی فرمایا بشارات سناؤ تھر کرو۔ آسمانی کرو جی کی بارہت ایک محابی نے سوال کیا آپ نے فرمی جواب شد۔ کہیں ہر سال حج فرض شد ہو جائے۔ تو اونچ تین دن سے زور دہ پڑھیں کہیں فرض شد ہو جائیں۔ امت پر رشواری کے خیال سے ہر نماز کے لئے سواک فرض نہ کی۔ اسی وجہ سے راتوں کو امت کے لئے لڑکراتے۔ اسی کیفیت میں برداشت حضرت ابوذر نقش ہے آپ نے فرمایا ما بقی شی بقرب من الجنۃ جنت کے قریب اور درود بخ شے در در کرنے والی کوئی ویساعد من النار الا وقد بن لکم جی ڈنیں ہے صارے لئے بیان دکایا ہوا (ت ۱۸۰۔۱۸۱)۔

(۵) دین کامل :

غایبیت مرتبی کمال دین کی دلیل بھی ہے۔ غایبیت مرتبی کا تناشہ کے کو دین ہر لحاظ سے کمال اور کمل ہو۔ غایبیت مرتبی ا تمام نبوت اور ملکاۓ علم کا نام ہے۔ یہ علم نبوت ہی دین ہے۔ لہذا آپ کا دین ہر لحاظ سے کمال ہے۔ ملکف کے تمام احوال کو جائز ہے۔ ہر زمانے میں انسانی معاشروں کی تمام ضروریات کے لئے کافی ہے۔

مولانا چنی گورنمنٹ ساحب فرماتے ہیں
اخیاءے سائین کے دین بھی اپنے اپنے وقت کے لحاظ سے کمل ہے۔ کوئی ہقص نہ تھا یعنی
کمال مطلق اسی دین مصطفیٰ کو حاصل ہوا۔ جو اولن اور آخرین کے لئے جنت اور قیامت بھی
ٹھنے والا دین ہے۔ (محارف القرآن۔ الازباب۔ ۲۰)

(۶) قرآن کی انفرادیت :

مطابق ادا کرنے کے لئے قرآن مفرد الفاظ لاتا ہے اور نادر اسلوب اتنا کرتا ہے۔ الفاظ ایکی صناعت اور اسلوب کی پدافعت قرآن کا تجزہ ہے۔ ابتداء کام میں حقیقی بات ہونے کی لئی کی۔ روحاںی ایوت تابوت کرنے کے لئے رسول اللہ کا لفظ استعمال کیا۔ اس لفظ میں حضور ﷺ کی تین

شانگی بیان ہو گئی۔

رسالت۔ آپ اللہ کے رسول ہیں۔

نبوت۔ اللہ کے نبی ہیں کیونکہ ہر رسول نبی ہوتا ہے۔

ابدعت۔ امت کے باب پر ہیں۔ کیونکہ ہر بیت امت کے ساتھ یہ تعلق رکھتا ہے۔

رسول اللہ کبھی کی جائے گی اللہ کا جانا تو رسالت رہ جاتی کیونکہ ہر بیت رسول نبی ہوتا۔ اگلے مرکب میں خاتم النبیین کہا۔ خاتم المرسلین یا خاتم الرسل نہیں فرمایا جو بھی ہے کہ ہر رسول نبی ہوتا ہے۔ بیوں کے خاتم ہونے سے رسالت خود کو ختم ہو جاتی ہے۔ خاتم النبیین کہنے سے نبوت اور رسالت دونوں کی خاتمیت بیان ہو گئی۔ خاتم الرسل کہنے سے شہزادہ رسالت ختم ہوئی نبوت باتی ہے۔ کیونکہ ہر بیت رسول نبی ہوتا۔

العبد المطلق

ہر جیسے اپنے جائے میں حسین لگتی ہے۔ بندے کو بندوں کی سلسلہ پر اپنا رنا
مزاق اور بندے کا خدا بنا اپنی ذات پر ظلم ہے۔ بندگی اور خدا تعالیٰ کی حدود ہیں جن کا پاس رکھنا
 ضروری ہے۔ بندگی کرنے والے کو ربی میں عمدت کرتے ہیں۔

والعبد اسم لمسلمون من حسن العقول

جن و انس اور عطا نکل میں جو مملوک ہوں ان کا نام عبید ہے۔ (انسلی۔ البڑہ۔ ۴۳)

بندوں سے کیلیت میں ہو وہ مملوک ہے۔ کوئی چیز حس کی ایگی نہ ہو۔ ہر حقوق کا کبکی حال ہے۔
لیکن ہمیں اپنی تھوڑتی ایسی بندوں کی طرف ہوتی ہے۔ ارشاد پاری ہے۔

لیکن تکلیف فی الشنوب و لذارض آسمان اور زمین میں کوئی ایسا نہیں ہو
رکھنے کا بندہ ہیں کرتا ہے۔ (مریم۔ ۹۲)

الابی الرخصن غبیدا
اس کی تفسیر میں علام ابو ذی فرا میتے ہیں

ای ما منہم احمد بن الصلاہ کو والقلین
لیکن فرشتوں، انسانوں اور جاتیں میں کوئی ایک بھی ایسیں (اوی)

انسان کی اعلیٰ خوبی

انسان کا اللہ سے بدر اور میمود، بندے اور خدا کا رشتہ ہے۔ اللہ کا بندہ ہیں کرہنا کمال انسانیت
ہے۔ اس کی بندگی کرنے افضل اور شریعت کی رو سے لازم ہے۔ علام ابو ذی فرماتے ہیں
واعدوہ علی مانص عليه العار فارغ نہ فتحیت سے کہا ہے۔ بندگی انسان
کو خوبیوں میں شرف درج میں مل جائے
فون اشرف الاصف واعلیٰ ہے۔ محبت کرنے والے اس پر فخر تھے ہیں۔
العراقب وہا بخت المحسون

دل و نظر کو اللہ کے حضور جو کہ ای انسانیت کی مہر ان ہے۔ یعنی متصدِ دنیا و اور حاصلِ زندگی ہے۔
انسان کا اس سے بڑا شرف اور کوئی نہیں۔ اللہ کے سامنے کچھ کی ایسے بندی سے ہمکار ہے کہ رکنی ہے۔
اس کی بندگی سے من پیغمبر نما انسان فرمادی کی بدترین مثال ہے۔ انسانیت کا تحفہ اور بخشش کی
تھی گی ہے۔ بندگی رسول کے لئے اس کی رسالت سے بھی افضل اور اونچا مقام ہے۔
و اندر مهراج میں عبد کا لفظ لا گیا۔ تفسیرِ حقیقی میں

و فہم اشارہ الی شرف المقام العبودیۃ اس میں بندگی کی خلیلیت کی طرف شادہ ہے بیہاں
جتنی خال الامام فی التفسیرہ ان تحکیم امام نے اپنی تفسیر میں فرمایا بندگی کی رسالت
العبودیۃ افضل من الرسالۃ لان افضل ہے۔ کیونکہ بندگی کا مطلب ہے تکلیف
بالعبودیۃ یعنی شرف من الخلق الی سے اللہ کی طرف پہنچا گئی کاملاً کاملاً ہے اور رسالت
الحق فی مقام الجمجم وبالرسالۃ میں رسول اللہ نے تکلیف کی طرف لوٹا ہے۔ یہ دلائل کا
یعنی شرف من الحق الی الخلق فھی مقام ہے۔ بندگی یہ ہے کہ اپنی باہم آنکے ہاتھ
مقام الفرقی والعبودیۃ بین مکل امورہ میں دیکھے۔ پس وہ اس کا کاموں کی درجہ میں
الی سیدہ فیکون ہو العتکفل اس کی کفارت کرتا ہے۔ اور رسالت امور است کی
باصلاح مهامہ والر سالۃ الدنکفل کفارت کرتا ہے۔ ان دلوں کے درمیان بین افراد
بهمام الامۃ و شتان ما بینهما ہے (فی اسرائل) (۱۷)

مراقب عبدیت

غلام جی چان سے مالک کی خدمت کرے۔ یہ اس کا فرض ہے۔ اس کو بڑا سمجھتا بندگی کا کھوٹ
ہے۔ اس پر سلسلے کی تھنرا بکھندا بندگی کا اور فی درجہ ہے۔ سختی کی پر اس کے بغیر چان بکھ پڑا جو کمال
بندگی ہے۔ لیکن اس کے اور بھی مراحت ہیں۔ تجدید فتحت کے طور پر خدمت و بندگی کا انتہا
کرنا۔ جیسے بھی علی السلام نے فرمایا۔ اینی علیہ اللہ۔ بے شک میں اللہ کا بندہ ہوں۔
ایک یہ کشف اخو بندگی کی شہادت دے گیں جو اونچی شریود و فرمایا
و عبادت اسرائیلمن۔ اور ممکن کے بندے۔ اسکے بعد ان کی صفات ہی ان کیں۔ جو یہ شرطیں پوری

کرنے کا۔ وہ جن کا بندہ ہو گا اس میں پورے ایک گردہ کا ذکر ہے۔ کسی ایک کے لئے تھوس
ضیں۔ ایک مرد یہ کہ بلا قید و شرط بندگی کی گواہی دے جائے یعنی صراحت یا اشارے سے نام
بھی لیا جائے۔

جیسا کفر میں

وَأَذْكُرْ عِنْدَنَا أَلْوَانَ - اور ہمارے بندے ایک بار کریں۔ وَأَذْكُرْ عِنْدَنَا أَدْ

اد ہمارے بندے داؤ دکھا کر کریں عِنْدَنَا زَكْرِيَّاً اس کا بندہ تکریا۔ نعمۃ الغوث۔

بہت اچانہ تھا سلمان اس سے پہلی آجھوں میں سلمان طیب الاسلام کا کریم رہا

ہے۔ فَكَلَّا لَنَا عِنْدَنَا۔ انہوں نے ہمارے بندے توح کی خدمت کی۔ پہلے سے

توح طیب الاسلام کا ذکر تھا۔ اور ان کا نام لیا جا کرے۔

عبدیت کا یہ وہ درج ہے جو سب بیوں کو حاصل ہے۔ اور اشاعت کے لئے نام لیکی ضرورت
پڑتی ہے۔

مقام مصطفیٰ

کمال این دین پر بدلگی کا وہ مقام ہے جو اس نام لیکی ضرورت شہزادے یہ صفت اور خوبی کی ثابت
ہن جائے۔ یہ مصطفیٰ کا مقام ہے۔ آپ طیب الصالحة و السالم بندگی کے اس مقام پر بخڑے ہیں

چہاں کوئی آپ کا ہاتھ اور ہرم پلٹنیں آپ کا نام لایا جاتا ہے اور وہ کوئی دوسری صفت ہی بیان کی
جائی ہے۔ صرف بندہ کہ کرتا یا جاتا ہے یہ میرا محمد میرا ابینہ۔ جو بندگی

میں اتنا کاں ہے کہ عبد کا لقب اس کے سوا کی اور بجا ہی نہیں۔ یہ کتابہ العزاز اور فضیلت
ہے۔ کمال بندگی کی اس گواہی میں کتابیاں اور کتبی محبوب کیلئے فرمایا

وَلَشَاقَمْ عَلَيْنَا يَنْدَلُوْهُ خَانُونْ بَغُونْ عَلَيْنَا بَلَدا

اور یہ کہ جب کمزرا ابوالثکہ بندہ کا اس کو پکارے تو کوئوں کا بندہ نہ لگتا اس پر خوش۔ (الف)

یعنی بمحیم کر کے اکٹھے ہو جاتے ہیں آپ کو مہدا شکا اور آپ کی عبدیت کو اپنی ذات کی طرف
مظاہف کیا۔ کسی صفت کی طرف نسبت نہیں کی۔ جیسے بادشاہ کی کے بارے میں کہے یہ علمت کا

توکر ہے۔ اور کسی کے بارے میں کہے یہ سیر اور کر ہے۔ ان دلوں میں جو فرق ہے وہ اعلیٰ ہم پر
روشن ہے۔ ایک اور بچہ فرمایا۔

فَإِنْ شِئْتُمْ فِي رَبِّ شَمَائِيلَ عَلَيْنَا

اور اگر گھیں اس کام میں بھی ہو جو تم نے اتنا رہا ہے اپنے بندے پر (الف)

عِنْدَنَا مِنْ مَوْضُوْعٍ إِنْ سَمِّيَّ الْمَلَائِكَةُ وَالْأَنْبَاءُ بِجَوْهَرِيَّاتِنَا میں ہے اس

بارے میں علام اولیٰ فرماتے ہیں

وَفِي ذَكْرِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اور حُمَرَّ جَالَتْ کی طرف مظاہف کرنے ہوئے بندہ
بعنوان العبودیۃ مع الاضافۃ ہونے کے عنوان سے خود صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیا
الی ضمیر الحال نہ تیہ علی کیا ہے۔ اس میں جو ہے کہ اپا کارہر یہی ہے
عظم قدرہ و اختصاصہ ہے اور آپ ہی کے ساتھ یہیں ہے۔ اور آپ صلی
التفاہ لاوارہ وہی ذالک غایہ اللہ علیہ وسلم اللہ کے محبوں کے مطہر ہیں اور اس
الشریف والشورہ بقدره صلی میں آپ کی اچھی بُرگی اور بدمرجے کے ساتھ
آپ کی شہرت ہے

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

معراج کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔

سُتْخَانُ الَّذِي أَشْرَى بِعِنْدِهِ تَلْلَاءً (بینی اسرائل۔ ۱)

پاک ہے وہ ذات جو ایسا کہ کچھ میں اپنے بندے کو

معراج آپ کی بندھیں کا سفر ہے۔ یہ شریعت کا فریب ہے۔ آپ کے رجے کی بندھی اور عظمت کی
علاوہ ہے۔ اس موقع پر رسول یا مجی کئھنے کی وجہے آپ کو بندھ کیا گیا یہ کوئی بندہ کہنا چاہی ترہ
کی دلیل ہے۔

ایک مفسرے فرمایا

ولو كان اسم اشرف من لفظ العبد لسماء به في تلك الحال (همیان الزاد)

اگر عبد کے لفظ سے بہتر اور کوئی ہم بہوت اور کوئی ہم بہتر نہیں تو اسی بہترین حالت میں آپ کو وہ نام دیا جائے۔

تیرنہ لیلیتی نوں قرآن غلی عنیدہ ہاہر کرت ہے وہ جس نے قرآن اپنے بندے پر
علام طھطاویٰ جو ہر فرمائے ہیں۔

ووصفت اللہ تعالیٰ رسولہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوبت سے
الله علیہ وسلم بالعبودیۃ واحداً موصوف کیا۔ اور اس بندگی کی بیست اپنی ذات کی
فہاذا اتہ للشیریف والاتکریم و طرف کی۔ اس میں آپ کی خیریت بخیر جماعت اور قیام
الاعظیم و ان هذه العبودیة لله تعالیٰ ہے۔ اسی یہی کہیتی ہے بندگی اللہ کی کیلے
تقریب السعدی میں اس مقام پر فرمایا۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم (عہدہ سے مراد) محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جنہوں
الذی کمل مرائب العبودیۃ نے بیویت کے تماہ راتی کی تحلیل کریں اور قیام
وفاق جمیع المرسلین نبیوں اور رسولوں پر بیویت لے گے۔

عبدات اور عبودیت کا فرق

بندگی کرنے کے معنوں میں عربی الفاظ عبادۃ اور عبودیۃ ہیں۔ تین امروں میں ہے۔

واما بخیل اللہ فصادرہ عبادۃ اور بخیل اللہ تو اس کا مصدر عبادۃ بخیل اور
وعبودیۃ و عبودیۃ ای اطاعتہ بیویت ہے لیکن اس نے اللہ کی احیات کی
عبادت اور عبودیت کے درمیان امام راضیؑ نے مفرادات میں یہ فرق کیا
العبودیۃ اظہار التدلیل والعاصدة عازیزی اور فرجی کا اخیر کرنا عبودیت ہے۔ عبادت اس
ایلخ منہا لانہا غایہ التدلیل سے زیادہ بلیغ ہے۔ کیونکہ اچھی ذات کو عبادت کہتے ہیں
اچھی ذات کا مطلب ہے اللہ کے حضور عازیزی کی آخری حدک ات جانا۔ خود کو اللہ کے سامنے
اتا گرد جا کر اس کے بعد سچتی کی کوئی حد نہ ہے۔ اسان العرب میں ہے۔

ومعنی العبادۃ فی الفعل الطاغیۃ اور عبادت کا لفظی معنی ہے۔ عازیزی کے ساتھ
مع الخضوع و مہ طریق معبد اطاعت کرنا اور ادات ہے۔ طریق معبد یعنی

عبد اور عبد میں فرق

اذ اکلن مدللاً بکثرة الوط، الیہ راست بیرون مسلِّم پڑی جس سے ہماروں گیا ہو۔
اس سے عابد کا لفظ شقق ہے۔ عابد ہے جو اچھی عاجزی کے ساتھ احاطات یعنی بندگی کرے۔
عبد کا معنی بندگی اور عبادت گزاری ہے۔
وسمی العبد عبد اللہ و عبد الله و عبد اور عبد کو عبادت کہتے ہیں کہ وہ تم
اور حکم اپنے والا ہوتا ہے۔
اب کچھی عبادت میور دیت سے زیادہ بلیغ ہے۔ اور عبید کے لفظ میں عابد سے زیادہ باافت ہے۔
امام راجیہ کی فرمائے ہیں

العبد المبلغ من العابد عبید میں عابد سے زیادہ عاجزی اور ذات ہے۔
لبذا عبد کا ملبوهم ہوا سرپا بندگی۔ جو ظاہر باطن میں اچھے بلیغ ہو کہ خود کو لائے کر دے۔ جو اللہ کے
ساتھ دل کی اچھی کاریجی سے اپنی بحثی و ذات کا اقرار کرے۔

تفاضانی عبدیت

اس کے لئے معرفت دب اور معرفت اُن دو باتیں لازم ہیں۔ یہی فرمایا
من عرف نفسے قدق عرف رہ۔ جس نے اپنے انہیں کو پہنچان لیا۔ اس نے اپنے دس کو بھیجاں لیا
معرفت ذات کیا ہے؟ بخیل کر کری، ناقوانی اور ناتالقی میرا ایسا ہے۔ بے اختیاری اور احتیاج
میرا سرمایہ ہے۔ تقصی دزوں میری محتاج ہے۔ میں بذات خود کی چیز کا مالک نہیں۔ میری تو
ذات بھی اس کی تلاوی کر کا صدقہ ہے۔ میرا اہر کمال اس کی مطلع ہے۔ میری بخیل اس کا اعتمام ہے۔
اپنی ذات کا اور اس کرنا اپنے انہیں کو پہنچانا معرفت دب کا دروازہ ہے۔ اللہ کی ذات اور صفات کو
چنانا۔ اس کی لازموں طاقت اور با کمال قدرت کا احساس کرنا۔ اس کے بعد گیر اختیار کا لیعنی کرنا۔
اس کی مظہر و جرم و تھاں کا ادا کرنا۔ اس کے قدر و سہر کا خیال کرنا۔ اپنی تھارت اس کی جملات،
اپنے ضعف اس کی قوت، اپنے مگر اس کی قدرت، اپنی احتیاج اس کی غنا پر لیعنی رکھنا۔ خود کو سرمایہ

عیب و نقچ چان کر اس کے کمال تو وال پر نظر کرتے۔ کامات کے ہر دے پر اس کی سلسلت و حکومت کا اعتماد کار انہل کی معرفت ہے۔ یقین و اعتقاد کا خلیل اخلاق گمراہ جانے کے کول کے تخت پرانہ کے سامنے کوئی حکمران نہ ہو۔ حرمیم قلب میں اللہ کے غیر کا گز ریکھ نہ ہو۔ سبی بندگی کا کمال ہے

اخلاص اور اطاعت کی گواہی

معرفت رب کا یہ کمال سمندر اخلاص اور اطاعت کے پانی سے لبری ہے۔ کمال بندگی کی گواہی در اصل معرفت اخلاص اور اطاعت میں کمال کی گواہی ہے۔ آپ کو کلی الاطلاق اپنا بنداہ کہنا اس بات کی شہادت ہے کہ آپ سے زیادہ ملکس آپ سے بڑا عارف اور آپ سے بڑا کرملیح کوئی نہیں۔

کمال شکر کی شہادت

بندگی کا یہ کمال اس بات کی دلیل ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ادا نجی ہٹر میں بھی کمال ہیں۔

بندہ ہوا ٹھرگر ارہو ہو کہے ہو سکتا ہے؟ معرفت اور ٹھرگر لازم طور ہیں۔ اللہ ہی جن ہے۔ مشم ہے۔ معلم ہے۔ جزا و رثائق اور واتا ہے۔ اس کی نعمتیں بے بہایں۔ موسلا دھار بارش کی طرح

مسل برس ری ہیں۔ ان کا اعلطاع تو ہمیں روت ہے۔ تھیں بلکہ موت بھی تو اس کا انعام اور احسان ہے۔ میرا کچھ بھی اپنا نہیں۔ یہ سب معرفت کا حصہ ہے۔ ہر چور آن جو اس احسان میں

جی رہا ہو اس کی زبان سے بے ساخت ٹھر لٹک گا۔ اس کا تو زوال ٹھرگر ارہو ہو گا۔ جو اس معرفت میں کمال کی دلیل ہی عبور کر سکتا ہو۔ جو راح اس کی حمد و شکر کے ترنے کا بھی یوں عاجزی کا

امکار قرار مائے

لا احسانی شد علیک انت۔ اے اللہ میں تیری تحریف کرنے سے عاجزوں۔ تو دیا ہی ہے پیسے تو
کمالیت علی نسلک نے خدا پر تحریف کی ملے سلیمان اپنے ہر کوئی (لارج دا ہر)

اس سے زیادہ ٹھرگر ارہو کہا ہے؟ اسی لیے تو آپ نے حضرت عائشہ کو جواب میں فرمایا تھا
اُنلا اکون عددا شکورا۔ کیا اس کا ٹھرگر ارہو نہ ہو؟ (مکہمہ شریف)

اللہ کی نعمتوں کا اتنا ظیم احسان تھا کہ آپ نے کسی کسی کھانے کی برائی نہیں کی۔ عمدہت آپ کی
ہرادا سے چلک چلک پڑتی فرماتے ہیں

محمد قرآن کے آئینے میں

اکل کما پاکل العبد اجلس کما پاخلس العبد

میں بندوں کی طرح کھانا اور بندوں کی طرح بیٹھتا ہوں (التقى۔ المرکان۔ ۱۰۔)

کمال ذکر اور کمال یقین کی گواہی

کمال بندگی کی شہادت میں آپ کے کمال ذکر اور یقین کامل کا اشارہ بھی ہے۔ معرفت اور غلطت اکٹھی نہیں ہو سکتی۔ جس ذات پر غلطت کی پرچا سکس بھی شپری ہے۔ جو غلطیں بھی غالباً نہ ہو۔ کمال

ترین معرفت کی وجہ سے جسکی آنکھیں سوی اور دل جا گناہو ہوئے کہ آپ نے ارشاد فرمایا
تم عبایا و لابام فلی۔ میری آنکھیں سوی ہیں دل نہیں موتا (عن ایادی۔ عنی المولی۔ عن ائمہ)

اس ارشاد کا مطلب کیا ہے؟ اس کا مطلب ہے آپ اللہ کی معرفت میں اس کمال در بے پر جس ہیں
جہاں پیش ہوئے گھنٹوں میں غلطت کا ایک لمحہ بھی نہیں۔ آپ بروقت مشادھہ پار میں مخفیت ہے

ہیں۔ سائی ہستی کا کوئی وقت ذکر سے خالی نہ ہو گا۔ اور جس کا دل اللہ کی علیت سے لبری ہوا اسکی
قوت یقین بیان کرنے سے یہ عاجز ہے۔

سورہ قرقان میں عبید کی تحریر کرنے تھے مطہری فرماتے ہیں۔

عبدہ الاخلاص ونبی الاخلاص و محمد اس کی زیادہ اخلاص اور

حیہ الاعلی و صوفیۃ الاولی محمد۔ بندے زیادہ خاص نہیں، اس کے بعد پڑھیں جیب
ن المصطفی صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کا اولین اختیاب ہیں۔ اس میں کمال بندگی

و فہر شریف لہ بالعبد پرالمسلط و کے ساتھ آپا کھر فہر ہے۔ تمام بخوبی آپ کی

تفصیل بہا علی جمیع الانسان فانہ قتلیت ہے۔ جس بندگ ان میں سے کسی ایک
تعالیٰ نہ یسم احمد منہم بالعبد کو بھی اللہ نے ملی الاطلاق اپنا بندہ نہیں کیا

مطلقاً کوئوں تعالیٰ عبید رکریا جیسا کہ اس کا فرمان ہے اس کا بندہ ذکر یا۔ (۱)

فناۓ نفس کی گواہی

انجمنا بندگی اور کمال در بے کی معرفت کا تقاضا فناۓ نفس ہے۔ اپنی ذات میں کار انہل کی ذات میں
ہو جانے عبد مطلق ہنا آپ کے نام لئے اس کی شہادت بھی ہے۔ اس وجہ سے روز قیامت انہیں نفس کی

پکاریں گے اور آپ کی مہا رکذ بان پر اتحادی کی کفاظاً ہوں گے۔
عبدہ کی تحریر میں اہنچھی فرماتے ہیں۔

عدهہ کی تحریر میں اہنچھی فرماتے ہیں۔
کان فائناً عن حظوظه، فاشاً اپنی خوشی کو ذاتِ حق میں خاکر دیتا۔ اس کے حقوق کے لئے
محظوظہ، مصالحتی عودہ دریہ کھڑے ہیں، اپنے رب کی بندگی میں خاص ہیں۔ (الْمُفْلِحُ)
کمال بندگی کی وجہ سے آپ ﷺ نے اللہ کو خلّ عبا نیا۔ اور فرمایا اللہ کے سوا کسی کو طیل بنا تو وہ
ابو بکر ہوتے۔ آپ کو اس کا صاحب کیا ملا؟ قیامت تک رسالت کے ساتھ آپ کی بندگی کی شہادت
لائزی تراویدی گئی۔

كمال محبت کی علامت

عمرت پتی زیادہ ہوتی رہت اور محبت میں بھی اتنا اضافہ ہوتا ہے۔ آپ کو بندگی کہنا اس بات کی
گواہی بھی ہے کہ اللہ ﷺ کا کوچوب ہے اور آپ اللہ کے محبوں ہیں۔
عائشی صوت گویندہ جاتاں بودن دل پرست دگرے داؤن دھر جاں بودن
اس بات کی علامت بھی ہے کہ اس کا کمال بندگی ہے۔ خیردار کہن آپ کو حمد سے بڑھا کر الوہیت
کے مقام پر بٹھاوے۔ خیردار آپ کے عمدہ اور اعلیٰ ترین اوصاف دیکھ کر ہر گز یہ خیال نہ کر کہ آپ
خدائی اختیارات کے حامل ہیں۔
مفرجوہی ططاوی فرماتے ہیں
وفہ اشارہ فاپساً لی تقریرہ هذا اس میں یہ بندگی اللہ کے ستر کرنے کا شارہ
العوبدۃ للہ تعالیٰ و تاکیدہ احتیٰ بھی ہے اور اس بات کی تاکید بھی کہ بندگی کا
لایہس مقام العوبدۃ بمقام الالوہیہ مقامِ خداوی تھام سے محو کر دیا گی۔
اور اس کے بعد فرماتے ہیں۔

اکمل المخلوق اکملہم عبودۃ للہ بوطل میں زیادہ کمال والا ہے۔ وہی اللہ کی بندگی
تعالیٰ وہنا کان ہیں صلی اللہ علیہ میں زیادہ کمال والا ہے۔ اسی لئے گھر میں اللہ
سلم اقرب المخلوق الی اللہ تعالیٰ علیہ سلم تھوڑی میں اللہ کے زیادہ قیوب ہیں اور اسی

واعظہم عنده جہاوا رفعہم لے اللہ کے نزدیک آپ کی جادہ میزبانیں تھیں
ع遁ہ منزلہ لکھمالہ فی مقام سے زیادہ بندگی اور بیوی ہے کہ مقامِ عبودۃ میں
قیمت قریبی سوڑے کہف میں ہے۔
آپ کو کہاں حاصل ہے۔

اگر آپ کو اپنے بندہ کہا تو یہ آپ پر اس کی
و ان سماں علیہ السلام عبدہو من
جلائل نعمہ علیہ لان من سماں
بیوی نتوں میں سے ہے۔ اس لئے کہ عبودہ
کہ کر اسے آپ کا خاص بنا دیا۔

دلیل ختم نبوت

علوم ہو آپ کا مقامِ عبودۃ میزبانی میں ہے۔ آپ ہر لحاظ سے عبود کا مل ہیں۔ کائنات میں عبود
اللہ کا حقیقی صدقان آپ کے سوا کوئی نہیں۔ معرفت علم کے بغیر نہیں ہو سکتی۔ یہ کمال معرفت کا مل علم
بھی ہے۔ اللہ کی معرفت میں کوئی آپ کا ہاتھی نہیں میں بھی کوئی آپ جیسے نہیں۔ بندگی
معرفت، اخلاص، اختصار اور قرب کے مرتبے آپ پر ختم ہو گے۔ اس لئے ختم نبوت کا تاج
بھی آپ پر ہی جاتا ہے۔
تکمیلِ السعدی میں ہے۔

وفی وصف الرسول بالعروبة في اس تکمیل میں بندگی کے ساتھ رسول کا
هذا المقام المظہم دلیل على ان وصف یا ان کرنا اس بات کی دلیل ہے۔ کہ
اعظم اوصاله صلی اللہ علیہ وسلم حق بندگی ادا کرنا آپ کا دلکشم وصف ہے۔
فما مه بالعروبة اتنی لائحة فيها میں اولین اور آخرین سے کوئی آپ کا
احمد من الاولین والاخرين ہلیں۔ (ابن حجر، ۲۳۷)

کامل العلم

مکہ قرآن کے پڑاہیں۔ آپ کا علم بے بہاء۔ اسے تعریف کی حد میں روکا نہیں جاسکتا۔ مقدار کی رہی میں باندھا نہیں جاسکتا۔ کیف کے تحمل کا پابند نہیں کیا جاسکتا۔ آپ علم کا بحر مذاق اور صرفت کا بحر خوار ہیں۔ لفظوں میں اس کی گہرا ای سمجھیں سکتے۔ سوچ کے پانچ سے اس کی اوپنچاں پاپ نہیں سکتے۔ یہ سمندر بے کنار ہے۔ آسان علم کا یہ ستارہ بکرار ہے۔ آپ ملک اور ملکوت کا مکان اور لا مکان کا علم رکھتے ہیں۔ انگلوں اور پچھلوں کا علم آپ میں جمع کر دیا گیا ہے۔ ان کے علی کی ہدایت کے فہود کے عالم ہیں اور شب کی خیر رکھتے ہیں۔ آسان و زین مراتب آپ پر فتحی ہو گئے۔ آپ مکہ قرآن کے عالم ہیں اور جنوب کی خیر رکھتے ہیں۔ کیا مدنظر اس کے علاوہ اسے دیکھی۔ عالم امر اور ملام اعلیٰ کا آپ نے مشاہدہ کیا۔ جنت و جہنم، ثواب و عذاب کے مناظر اسے دیکھتے ہیں۔ آپ کا علم حق کا کام ہے۔ آپ حقیقت الحقائق کو جانتے ہیں۔ اللہ کی معرفت اور اس کی پیدا و ناپیدا کیا کھجور پر علم رکھتے ہیں۔ سمجھی وہ علم ہے جس پر حقیقتی غلام کا دار ہے۔

یہ حقیقتی خبری اور اصل چان کاری ہے۔ آپ مکہ باخبر ہیں۔ اور باخبر ہیں کہ آپ باخبر ہیں۔ بھر اس باخبری پر آپ کو فخر گئی نہیں۔ ہال تھی بھر بالحمد کے طور پر فرماتے ہیں۔
انا اعلمکم بالله او اعر فکم بالله میں تم سب سے زیادہ اللہ کا علم بالحمد کی معرفت رکھتا ہوں۔

(فضل الباری۔ ۲۔ ۳۶)

یہی علم آپ کے منصب کا لفظ اس اور یہی آپ کی شان کے لفظ ہے۔ اس علم میں آپ کا دائرہ معلومات تمام انجیاہ درسل سے وسیع ہے۔ یہ ہبنا کوئی مبالغہ نہیں کہ آپ کے علم سے حلقہ کو وہی نسبت ہے جو لوگ خار پر رکھتے قدر آپ کو سمندر سے ہے۔ بقول حضرت ابو نووی علم ممکن لیکر آپ پر فتحی ہو گیا۔

علم کیا ہے؟

معلومات کو جزا علم کہتے ہیں۔ اصل میں یا ایک استعداد اور علکہ ہے۔ جس کا احتیاط عقل سے ہے۔ اس کی مدد سے جا گئی ملتی ہے اور حقیقت کو جانا جاسکتا ہے۔ علم کثرت معلومات کا نام نہیں۔ معلومات توہہ چیز ہیں جس پر قابل کا حضور واقع ہوا۔ یہ کیفیت میں اضافہ کرتی ہیں۔ یادداشت جتنی چیز ہو گئی معلومات اتنی زیادہ ہوں گی۔ ہاں معلومات کی کمی تھی سے اس صلاحیت کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ کیفیت میں ہو یا کیفیت میں۔ علم یا علمی اور نظری ہوئے ہیں یا عمی۔ نظری علم کے بارے میں امام رازی فرماتے ہیں۔

فاشر فہرما و اکملہما معروفة ذات اللہ ہیں ان میں اشرف، اکمل علم ہشکی ذات، صفات
و صفاتہ و افعالہ و احکامہ و اسلامہ، افعال احکام اور اسلام ہے۔ (الاخام۔ ۹۶)

حقیقی علم

ایک علم وہ ہے جو عقل کے واسطے سے ملتا ہے۔ درستاد ہے جس کی وجہ پر عقل کے پاس کوئی راست نہیں۔ یہ دو حصے کا علم ہے۔ اسے نبوت بھی کہتے ہیں۔ اس کے لئے عقل لازم ہے۔ اس میں مبداء اور معاوہ کا پیمانہ ہوتا ہے۔ مقدمہ و جوہ کا ذکر ہوتا ہے۔ یہ اللہ کی معرفت اور اس پر دلالت کرنے والے اعمال پر مشتمل ہوتا ہے۔ اس میں اللہ کی پسند و ناپسند، جائز و جائز نہیں، مخلوق اور حال و حرامی بحث ہوتی ہے۔ اسی سے کیوں کار سراغ تھا تھے۔ خود فرمی کے بجائے خود شایعی کا سبق حاصل ہوتا ہے۔ نسبت بنوں پر اللہ اس کا فیضان فرماتا ہے۔ یہی علم ولی وچہ اکمال اللہ نے گھر مکہ مکہ عطا فرمایا۔ لیکن اعلیٰ علم ہے۔ نبوت اسی علم کا اعلیٰ ترین مرتبہ ہے۔

كمال عقل کمال یقین

علم جانتے کام ہے۔ اور جا گئی حقیقت کی ہوتی ہے۔ اسی سے جازم اعتماد اور راجح یقین پیدا ہوتا ہے۔ یہی حقیقت الحقائق سے وہ علم لیتا ہے۔ جس میں علک کا شائیپا اور وہ بھی نہیں۔ جیسے کہ پہلے تایا ہے علم ایک استعداد ہے۔ اس کا احتیاط ویسی ہو تو اس کے لئے عقل لازم ہے۔ دوسرے سے نہ ہو تو واسطی حقیقت رکھتی ہے۔ علم کا کمال عقل کے کمال پر دلالت کرتا ہے۔ آپ کا افادہ اور

کامل علم تاتا ہے۔ آپ کو کمال میں رکھتے ہیں۔ جی سے میں کمال ہوتا ہے ویسے ہی یقین میں بھی کمال ہوتا ہے۔ آپ ~~کمال~~ میں اکمل اور یقین میں اکمل ہیں کیونکہ آپ علم میں بے سے کافی ہیں۔ یقین سے کوئی پیدا ہوتا ہے اور اختراب علم ہوتا ہے۔ حواس پاٹکی یقین کی کمزوری پہنچتا ہے جسے سخت حالت میں آپ مظہر ہوتے ہوئے۔ حواس پاٹکی برداور نہ ہب کا انحصار نہ کیا۔ پہاڑ کی طرح ڈٹ گئے۔ اور آپ کے پائے اختتال میں لفڑیں بک نہ کی۔ بخطاب اور شرعاً عقاید کے اچار ہیں۔

ابتدائی علم:

ایک وقت تھا جب آپ ہادت پر تھے جن میں کی جریات سے اطمینان تھے۔ موسن تھے جن ایمان کی تجھیں سے آگاہ نہیں تھے۔ جنکے لئے نور اور گناہوں سے جے زار تھے جن کو حسکی تو حسک، اللہ کی سرخ اور اس کے حکام سے نہ اتفاق تھے۔ قرآن کہتا ہے۔
ماں کنٹ نہیں کلکت و لانا لانا تو جاننا تو کہا کہ کیا ہے کتاب اور ایمان
مزید ارشاد فرمایا۔

وَمَكْثُ لَنَا عَنْكُمْ سَكَانًا تَحْمَلْ بَعْضَهُ بَعْضًا۔
اور تجھے بتا دیا ہے کہ کتاب اور کلمات اتنا ہے کہ ماں باختہ ہے۔
بھروسہ علم کے لئے آپ نے کسی درس گاہ میں داخل گیا کہ اس کا سامنے زانوئے تکنہ تھے کیا۔ اصحاب علم کی صحیوں میں بیٹھے داخل کتاب کی جگہوں سے استفادہ کیا۔ اگلین میں بیجا ہوئے اور اسی تھی وجہ۔ اسی ہو ہاتھی دلیل نبوت اور آپ کے لئے مایہ مفریجن گیا۔ چالیس سال اسی عالم میں گزرے۔ چالیس کے بعد اپنے آپ کی زبان بھار کے اس علم کا اتحمل اشروع ہوا جس کی نظریہ شرق اور مغرب سے ملکن نہیں۔ جس کے سامنے فلسفیوں اور راشدیوں کی گردیں جگت گئیں۔ قانون دانوں اور سیاست دانوں کے چانس بھی گئے۔ اوپرین اور قلم کاروں کا سورج گہتا گیا۔ مصلحوں اور بھدوں کے قلش ناتمام تھا ہے اسے۔ جہاں کروں اور کی کا ہوں کی جعلات خاک ہو گئی۔ عقلاء اور صاحبوں اس کا دام بھرنے لگے۔ یا اسی عظمت اور دشان والا

علم آپ کو کہاں سے ملا؟ قرآن تھی اسکا جواب دیتا ہے

لَوْخَنَ إِلَّا إِنَّ رُؤْيَا خَلَقَنَا بِحِجَابٍ لَمْ يَرِي طَرَفَ قَرآنَ أَبْغَى حُكْمَ (الشوری)
وَخَلَقْنَا نَاهِمَ تَنْجِنَ لَفْلَمَ اور تَحْكُمَ عَلَيْنَا يَسِّرَ وَهَبَّنِي جَوَّنِي بِجَانِ الْحَقَّ (النَّازِ)

اللَّهُ أَنْ خَوَّدَ آپ کو ملک سکا یا ادا تھا کہ اس میں آپ سب سے سوچ گئے۔

علم میں برتر

(۱) نبیوں سے مذاق لئے کے موقع پر ارشاد فرمایا۔

لَنَا تَعْنَمُنَا مِنْ كِتَابٍ وَجِنْهَةٍ جَوَّنَا كَابَ اور حکمت میں نے جھیں عطا کی
کتاب و حکمت دونوں علم میں۔ یہ عطا کرنے کا مطلب نبوت عطا کرتا ہے۔ اسی مقام پر آپ کی
صفت بیان کرتے ہوئے فرمایا۔

ثُمَّ نَجَمَ شَمْ كَمْ زَسْنَى بَهَارَتَهُ تَحْمَارَهُ پَاسَ دُوكِ سُولَ۔

رسالت امراء و رہنگی کا نام ہے۔ اور یہ بھی علم ہے۔ جب معلوم ہونہ نبوت علم کا اعلیٰ درجہ ہے۔ تو جس پر
اس کے تمام مراد کمل ہوئے اس کے علم کا کامیابی اعطا ہو گا۔ اسی مقام پر فرمایا۔

مُصْنَعُ لَنَا عَنْكُمْ سَكَانًا تَحْمَلْ بَعْضَهُ بَعْضًا۔

ایک بات قائل فرمی ہے۔ جب میں نے جھیں بھجا پر سول نے آگر محاری تصدیق کی۔ یہ پس ان

بماں بکھریں کہا۔ جب میں نے جھیں کتاب و حکمت اسکی طبکی پر سول نے آگر کتاب و حکمت کی
تصدیق کی جو محارے پاس ہے۔ اس میں آپ کے کمال علم کا اعلیٰ درجہ ہے۔ یہ خارج ہے۔ اور نبوت کی

تصدیق کو حصہ ہے جو اسی ہے۔ اگر پہلا عنوان انتیار کیا جاتا تو نبوت کی تصدیق ہی ظاہر اور
اہل بن چالی۔ اس صورت میں بھیت مصدق آپ کا افضل ہوا لازم شد وہاں تکیے۔ یا کسی ہی تصدیق
ہوتی ہے اسی جی کی تصدیق کرتا ہے۔ جب آپ ~~کتاب~~ تمام انجیاہ کی کہیں کے صدقے بنے تو لازم

آیا آپ کا علم تمام انجیاہ کے طبق ہو۔

(۲) آپ بدباطق اور ادائی الی اللہ ہیں۔ دلوں میں انتہا درجے کی معرفت پائی جاتی ہے۔

اکی معرفت جو کسی دو کو حاصل نہیں اور یہ بجائے خوب ہے۔ لہذا آپ علم میں سب سے برتر ہیں۔

(۲) حضور نعمان امین ہیں۔ بخت حقی علم کا اعلیٰ مرتب ہے۔ اس اعلیٰ ترین علم کے تمام مراتب آپ نے طے کر لیے اور اس پاندھی مقام تک پہنچ جاسکے کسی کی رسائی نہیں۔ یہ کسی علم میں آپ کے کمال کی دلیل ہے۔

(۳) آپ پر کتاب اماری۔ اس شان والی کتاب نے ہر بات کا احاطہ کر لیا ہے۔ انسانی فلاح اور کامیابی کا ہر پہلو پر امور سولیا ہے۔ انسانی بحاجت کا ایک گردی انسانی جو اس کتاب میں نہ ہو۔ اور یہ کہنا ایک عجائب ہے۔ جو بات یا طریقہ اس میں نہیں اس کا بحاجت کے ساتھ کوئی حل ہی نہیں۔ سورہ ملک (۸۹) میں قریباً

وَيَعْلَمُ عَلَيْكُمُ الْبَحَاجَاتِ يَتَنَالَكُلُّ مُنْتَهٍ اور ہم نے آپ پر کتاب اماری جو ہر جیز کا کھلا بیان ہے۔
حضرت ابن حمود فرماتے ہیں

فَإِنْ لَمْ يَفْعَلْ هَذَا الْقُرْآنُ كُلُّ عِلْمٍ وَ مَارِيَةٍ إِنَّهُ مِنْ قَرِيبِ الْحَقِيقَةِ
بَيَانِي گی۔ (این پتھر)
کل شی

آپ کے علم کی عظمت

آپ کو اوس روشن، باتیق، جن اور غسل کتاب کا حملہ بنایا۔ اس بیان کا بیان آپ کے ذمے ہے۔ آپ کتاب و حکمت کے حملہ ہیں۔ یہ علم اتنا پر طاقت ہے کہ پیاز تک اس کا قتل نہ کر سکیں۔ اتنا وسیع ہے کہ قیامت کے بعد حصہ کا زمانہ اس میں سودا گیا۔ اتنا عیقیں اور کام کا آن تک جو کوئی اس کی تجہیز پا سکا۔ اصول اتنے اٹل اور پیادیں ایک مشبوط کمر و زمانہ سے ٹھہر اور ٹکڑے نہیں ہو سکیں۔ تو امن اور رعایت پل کے دارکار ہر دو کا ساتھی نہیں۔ مطہس اور شرمنی اتنی کرہ زبان سے جس ہوتی ہے۔ بلکہ اور خفیت اتحاد کے دامغ شخصیت کا ایسا نہیں ادا نہ لگتے ہیں معلم کا کتاب کے ساتھ جو طاقت ہوتا ہے وہ ظاہر ہے۔ کتاب کا یہ عالم ہے تو جس پر کانزدہ ہوا اور جس نے اس کی مراد بیان کی اس کے علم کا کیا حکما نہ ہوگا۔ یہی نہیں کہ آپ علیٰ اصلاح و اسلام پر کتاب و حکمت کا نزول ہوا بلکہ ہر چیز فرمایا۔

(۴) وَعَلَيْكُمْ نَعْلَمُ مَنْ تَعْلَمَ آپ کو کوچک کھایا جو آپ نہیں جانتے ہے۔ (الہام۔ ۱۳)

محمد آرآن کے آئینے میں تکمیلدارک میں ہے۔

من امور الدین والشائع اون من دین اور شریعت کی باتیں جو آپ نہیں جانتے ہے وہ ایسا یہ شدہ خلیفات الامور و ضمائر الفنون باتوں اور دلوں کے بھیدیں سے کہہ جاتیں آپ کو سکھائیں زادہ سب سیں تن قویں تھیں۔

انہ الشرع۔ شریعت سکھائی۔ یہ حضرت ابن عباس اور امام مذاہج کا فرمان ہے۔
الخبار الاولین والاخرين۔ اگلوں پھیلوں کی خبریں سکھائیں۔ یہ اسلام کا قول ہے۔
الكتاب والحكمة۔ کتاب و حکمت کی تعلیم وی۔ یہ امام اور دی کی تعلیم کا مطلب امام رازی کے الفاظ میں یہ ہے۔

اَنْزَلَ اللَّهُ عَلَيْكُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ
وَاطْلَعْتُمُ عَلَى اَسْرَاهَا وَلَوْقَلَكَ
رَبُّوْنَ كَسَارِيَّاً آپ کو طلیع کیا۔ اور ان کے
عَلَى حَقَائِقِهِمْ سَاعَ اَنْتُ مَا كَنْتَ
حَوْدِيْسِ مَسَكِيْنَ کَمْ لَكَ لَيْلَةٌ سَلِيْلَةَ آپ
قَلْ ذَالِكَ عَالَمَاشِيَّةِ مِنْهَا

کل اور ما کی مراد

اوہر کی دلوں آئین میں مل کی اور میا دو گئے استعمال ہوئے۔ شیل کامی ہے ہر ایک، سب۔ اور مسا کامی ہے وہ سب کو جو۔ بلا ہر علم وہ تابے ان دلوں کاں سے عموم مراد ہے۔ یعنی کوئی ایسی بیچ نہیں جس کا قرآن میں بیان نہ ہو۔ اور کوئی ایسی بات نہیں جو اس کو سکھائی شکنی ہو۔ لیکن حقیقت ایسی نہیں۔ دلوں کاں سے خاص باتیں اور خاص بیچیں مراد ہیں۔ کلکی ایت (الہام۔ ۸۹) کی تحریر میں تمام ای مضریں یکجنتے ہیں کہ ہر جیسے مراد دین کی ہر جیز ہے۔
کل اتھر برلنی میں ہے۔

بِحَاجَةِ الْهُدَى مِنَ الْأَمْرِ وَالنَّهِيِّ وَالْحَلَالِ عَمَدَ نَيْتَهُ رَوْكَهُ طَهَارَهُ وَرَحْدَوْدَوَالْحَمَمِ
وَالْحَرَامِ وَالْحَدُودِ وَالْحَكَمِ میں سے جاتیں ہیں کی مختلف کھروت ہے۔

اور نامہ رازی تو فرماتے ہیں۔

واما العلوم الني ليست دينية فلا

كون علم وني انتس انتس کا ان علم سے
کوئي تعلق نہیں۔

لعل لهابهه الاية

عوم کی فتویٰ قرآن کی کچھ سے بھی ہوتی ہے۔ مخادر نہیں میں فرمایا۔

ونماگلنه الفتنه وذمکنی لد اورهم نہیں کیاں سکیاں پوچھ کر تباہ ریاں کے ان نہیں

اس آئت سے دو ما تمیں معلوم ہوتی ہیں۔ ایک یہ کہ ہربات کا علم آپ کو جیسی دو گایا۔ وہ سری یہ کہ

پھر با تین ایسی جو آپ کے لئے نہ مناسب ہیں۔ اور پھر کسی جو آپ کی شان کے اتنی ہیں

آپ کو اپنے علم مررت ہوا جو آپ کی شان کے لائق اور آپ کے منصب کا احتساب ہے۔ اور وہ احکام

کا علم ہے آفاق کا نہیں۔ تحریج کا علم ہے بخوبی کا نہیں۔ یہ کسی نبی کا منصب فی الحقیقت احکام ہے۔ اس

کی مثل یوں بھی

گورنر کا مقصد زیر انتظام علاقے پر تکلی آئین کے مطابق نہیں بحال رکھنا اور موادی بیرون کے

کام انجام دینا ہے۔ آئین کی رو سے کوئی سا کام بھی ہے اور کوئی سا تعلق۔ کہاں آئین کو پہاڑ کیا جا

رہا ہے۔ موام کو کسی بھی ضرورت ہے اور کس کی نہیں۔ فلاج کے لئے کوئی سے اقدامات کے

جانے چاہیں وغیرہ۔ گورنر کے لئے یہ جانا ضروری ہے۔ ملک گورنر کی حیثیت سے اسے معلوم

ہونا ضروری نہیں بلکہ مکان کیے بنتا ہے۔ ایشیں کیے بنتے ہیں۔ سیاست کے بناتے ہیں۔ اس کے لئے

کوئی ملکیں درکار ہیں۔ ان کے اجزاء (Parts) کیا ہوتے ہیں۔ ہر پہنچ کے کام کرتا

ہے۔ کبڑا کیسے بنتا جاتا ہے۔ کیسے بیجا جاتا ہے۔ کندم کی بواہی کیسے ہوتی ہے۔ بیوچ رج کیسے بچائی

جاتی ہے۔ کیسے صاف کی جاتی ہے۔ بیمار اور ان کی خدمات کیا ہوتی ہیں۔ ادویات اور ان

کا طریقہ کار کیا ہوتا ہے۔ بلکہ درخت کتے ہیں۔ ان پر چال کی تعداد کتی ہے۔ اس کے حالتے میں

ریت کے ذرے کتے ہیں۔ چوری کرنے والا کا طریقہ کیا ہے۔ اس طرح کی باتیں

چنانچہ اس کے لئے ضروری نہیں۔ اسے ان باقی اس کا علم۔ ہوتا اس پر کوئی الزمہ بھی نہیں بلکہ کچھ

ہاتھیں اس کے منصب سے کوئی بڑوی نہیں۔ اسے ان باقی اس کا علم۔ ہوتا اس پر کوئی الزمہ بھی نہیں بلکہ کچھ

ہاتھیں اس کے منصب سے کوئی بڑوی نہیں۔ اسے ان باقی اس کا علم۔ ہوتا اس پر کوئی الزمہ بھی نہیں بلکہ کچھ

ہاتھیں اس کے منصب سے کوئی بڑوی نہیں۔ اسے ان باقی اس کا علم۔ ہوتا اس پر کوئی الزمہ بھی نہیں بلکہ کچھ

ہاتھیں اس کے منصب سے کوئی بڑوی نہیں۔ اسے ان باقی اس کا علم۔ ہوتا اس پر کوئی الزمہ بھی نہیں بلکہ کچھ

ہاتھیں اس کے منصب سے کوئی بڑوی نہیں۔ اسے ان باقی اس کا علم۔ ہوتا اس پر کوئی الزمہ بھی نہیں بلکہ کچھ

ہاتھیں اس کے منصب سے کوئی بڑوی نہیں۔ اسے ان باقی اس کا علم۔ ہوتا اس پر کوئی الزمہ بھی نہیں بلکہ کچھ

اور سورہ کا علم۔ ہوتا یعنی تقصیٰ اور بکری ہے۔

اسی طرح یہی کا مقصد کوئی کوئی معرفت اور پیچان کی طرف متوجہ کرنا ہے۔ اللہ کے احکام کی تحقیق اور وساحت نبی کا منصب ہے۔ اللہ کے قانون کی رو سے کوئی ہی چیز جائز ہے کوئی کوئی تاجاز۔ کیا حالیہ کے کیا حرام۔ کیا ہیچ ہے کیا احل۔ کوئی اعمال معرفت میں رکاوٹ ہیں۔ کوئی کوئی تکمیل میں اضافہ ہو۔ یہ تخلیقی کی منصب ہے۔ اس کی جزیبات یا ان کرنا تک معرفت میں اضافہ ہو۔ یہ تخلیقی کی منصب ہے۔

علام ابوی فہرست میں فرماتے ہیں۔

وان بعثۃ الانبیاء علیہم الصلاة اور یقیناً ایسا کی بیعت صرف دین یا ان

والسلام انسا ہی لیان الدین کرنے کیلئے ہی ہوتی ہے۔ (الف ۸۹)

اس کے لئے عکس یہ جانتا کر چکوں کا کل شمار کیا ہے۔ آسم میں ستاروں اور زور میں ڈرڈوں کی تعداد کیا ہے۔ درخت اور اگلے چیزے، پانی کی مقدار اور اس کے قطرے کتے ہیں۔ ازل سے تا حال ہر چکوں کے ہر فرد کے ساتھ کیا ہوا۔ اور تا اپد کیا ہو گا۔ کون کون ہو جاؤ گا۔ کہاں اور کسے زندگی گزارے گا۔ کیا ۳۴ چیز گا۔ سو سندر میں مچھلیوں، غاروں میں درندوں، بکھلوں میں پرندوں اور جلوں میں حشرات کی تعداد کیا تھی کیا ہے اور کیا رہے گی۔ زمین کا جفرافی کیا ہے۔ پہاڑوں کی پیچیاں کہاں کہاں کیسی اور کسی ہیں۔ اور اس طرح کی دیگر یا تو اس کا جانان علم بتت کے ساتھ کوئی تخلیق نہیں رکتا۔ یہ معلومات یہی کو حاصل ہو جاؤ تو اس کی شان میں کوئی فرق نہیں آتا۔ دوسرے شرف دانہ رہو جاتا ہے تر رہے علم پر کوئی دھر لگاتے ہے۔ گویا کچھ باتیں ایسی ہیں جو آپ کے لئے نہ مناسب ہیں۔ مٹا شعر گئی، کہا تا، علم بخوبی جادو کے طریقہ وغیرہ۔ کچھ کاہیں جو حما نہ مناسب نہیں۔ کچھ باتوں کے لئے ضروری بھی نہیں۔ ہاں ان میں سے کوئی ایک یا تمام معلوم ہو جاؤ گی تو خر بی ضرور ہے۔ چنانچہ اسکی باقیوں کے حقیقی آپ سے دوسری طرح کے رتے ہائی ہیں۔ کسی کھوار آپ نے ایسی باقیوں کی خردی جب پارہا وحدت سے آپ کا کامیکی گئی۔ اور بنیادی طور پر ان باقیوں کا جو کچھ آپ کے منصب سے کوئی تخلیق نہ تھا اس لئے ایسی ہربات کا علم بھی

آپ کو حاصل نہ تھا۔ لہذا اسی ایسی باتوں پر علمی کامیابی کی قریبی مکمل قرآن نے انسان کا اقبال کیا ہے کہ مصلحت بیوں کی حقیقت مطلوس نہ ہو، اور سوچ فرمے کہ لوگوں کی جانب نے کوئی یگانے کی عملیات بجهت کا حصہ اور جی کا لازم نہ ہے۔ مثلاً عروض بیوں سے پامروہ بھی کے بعد کی مخالفین مذکورات کے لئے خاص ہوئے تھے ان کے نزدیک تو اسکا وہ کیفیت تھا کہ بخوبی یہی اور فرمایا جائے گا۔ لہذا تکمیلی اور تقویٰ کی وجہ نہ ہے۔ بہتر ہے کہ ہرگز انسان کے حوالی بات کی طرف کا تکمیلی اور تقویٰ کی وجہ نہ ہے۔ کنان اللہ بن الحنبل رحمہم اللہ علیہ سے احادیث میں ہے کہ مکرم کو تباہ کیے افسوس ہے احوال اس مرض کے نزدیک اور بھی مخالف ہیں۔

لَا تَقْنِيْمُ تَعْلَمَهُمْ أَبْ أَنْ يُجْزَىْهُمْ بِمَا يَعْمَلُونَ

الدرجن کے بازارے میں آگے بڑا ہے۔ وہ آگی بھی کچھ بخوبی ہے۔

تغیرہ اپنے غیر اور تیری جی میں ہے۔

اعظتنا الوالی علیٰ تلذیحہ صلیٰ علیٰ یعنی مصلی اللہ علیہ وسلم کی درجن نزدیک ہے۔

الله علیہ وسلم پیاس اخبار کم۔ اس نے میں حماری پکڑا تھا جس کا نام دادی ہے۔

لہذا آپ کے علمی کاروں کو بیان کرتے ہوئے وہ بات کہ جو آپ کے شیانی شان ہیں جفا و حاتم کے لئے

کچھ بھی مفترس ہیں جو اسی عالم کی تعمیل کیا جائے۔

و تعلیمہ مسلم بھی یہم ہو مراوا۔ اور جب آپ اپنے جانے کے لئے کھا کا علم لے لیں۔

کے علی مخالفی المکتاب من العلم۔ کتاب پر اضافہ ہے۔ جیسے وہم جو حضرت

فوارہ فی الصوفیۃ، المکتبات۔ کی تھیں ایسے جو فرش و لام اور ایسا۔

فیب کا علم اور اس کی اصول

آپ کو اللہ نے جو علم عطا فرمایا، ساری اسی فیب پر مشتمل ہے۔ مثلاً اللہ کی ذات اور صفات کا علم اس کاروں کی تحریکیں فرشتوں کے صفات نہ براز کے اوقات نہ خڑک کے ماحصلات نہ میٹ کے تکارے تھم کے منافر، قیامت کی علامات اور قوم ہاشمی کے قطعہ اور اسی کے فہرست، مجموعہ ایام

وغیرہ۔ یہ سب فیب ہی ہے۔ کیونکہ

والغیب ساخت اغیب عن الناس۔ جو کو لوگوں سے پوشیدہ ہے وہ غیب ہے۔

(اذن معاشرت ۷۴)

اور آپ کو اس میں اسی واقعہ خود یا کیا ہے۔ جس کی کتنی اور یہاں تک کہ قرآن کی ظرف میں یہ

فیب تو یہ سب کا علم ہے۔ اور آپ کا علم الفیب ہے۔ فیب کا علم فیب ہے۔

رسول اللہ ﷺ جو علم دی کیا قرآن اس علم کو اپنا الفیب (فیب کی خوبی) کہتا ہے۔ علم الفیب

(فیب کا علم) تھیں کہاں کہاں۔ فیب کی خوبی دیا جو بت کے طور میں واللہ جے۔

والنویما شرف اللہ تعالیٰ ہے بینہ۔ اور بت دوئے جس کے ساتھ اللہ یعنی کی خوبی دیکھا

من اپنا بہلہ، الاعلم و تکالیمہ بالاوسمی۔ اور درجہ و مرتبہ کو علم کر کے شکر کے خلیل دیکھا ہے۔

(اذن معاشرت ۷۵)

اس سے واضح ہو کیا کہ فیب کی خوبی تو وہی جاتی ہے۔ فیب کا علم تھیں دیا جاتا۔ جیسی کہ علم کے

حوالے سے قرآن کا مطالعہ کیا جائے تو، وہ تمام کل کر سامنے کی جی۔

(۱) کہلی بات یہ معلوم ہوتی ہے۔ فیب کا علم الفیب کے لئے خوبی ہے۔ اس کے معاونی بھی فیب کا

علم ہے۔ سورہ قوومیں اسی تاریخ فرمائی۔ تاریخ کے لئے کہاں کہاں۔

وَلَهُ فَیْبُ الشَّوَّهَتْ وَالْأَرْضِ اَوْلَادُكَ پا چے چو گھنیا ہے تو ہمیں ایسے ۲۰۳)

اس کا لامعاہ وہ تاریخ ہے۔ آنکھوں اور زمین کی تاہم پوشیدہ کا تم سرف الشفی جاہات ہے کیسے

روح الحادی میں میں اسی تاریخ کے لئے کہاں کہاں۔

کہ اسی تاریخ کے لئے آنکھوں کی تاہم پوشیدہ کا تم سرف الشفی جاہات ہے کیسے

روح الحادی میں میں اسی تاریخ کے لئے کہاں کہاں۔

فیب کا علم اور اس کی اصول

آپ کو اللہ نے جو علم عطا فرمایا، ساری اسی فیب پر مشتمل ہے۔ مثلاً اللہ کی ذات اور صفات کا علم

اس کاروں کی تحریکیں فرشتوں کے صفات نہ براز کے اوقات نہ خڑک کے ماحصلات نہ میٹ کے

تکارے تھم کے منافر، قیامت کی علامات اور قوم ہاشمی کے قطعہ اور اسی کے فہرست، مجموعہ ایام

وچھے مصالح فیب لا یقیناً ہیں۔ مگر فیب کی بھی اسی کے پاؤں میں اس کے معاونی کی بھیں جاتا۔

اور ارشاد و نصیحت۔ (۲۰۴)

وچھے مصالح فیب لا یقیناً ہیں۔ مگر فیب کی بھی اسی کے پاؤں میں اس کے معاونی کی بھیں جاتا۔

اور ارشاد و نصیحت۔ (۲۰۵)

وچھے مصالح فیب لا یقیناً ہیں۔ مگر فیب کی بھی اسی کے پاؤں میں اس کے معاونی کی بھیں جاتا۔

اور ارشاد و نصیحت۔ (۲۰۶)

وچھے مصالح فیب لا یقیناً ہیں۔ مگر فیب کی بھی اسی کے پاؤں میں اس کے معاونی کی بھیں جاتا۔

اور ارشاد و نصیحت۔ (۲۰۷)

وچھے مصالح فیب لا یقیناً ہیں۔ مگر فیب کی بھی اسی کے پاؤں میں اس کے معاونی کی بھیں جاتا۔

وتقید الحجر الماءة الحصر اور پیر کی قدوم سے حصر کا کامہ ہوا۔ یعنی اسکے سوا والمراد بالغیث السعیفات علی کسی کو لٹھنے یعنی ان کی خبر رکھتا ہے اور غب سے سیل الاستفراغ۔ (ابو) وقایم بھی اسراہیں جنہیں پوشیدہ کریں۔

مفاتیح کے مطرب نے دو حقیقی کہیں۔ کنجیاں اور حراز نے پہلا حقیقی مراد ہوتا مطلب ہو گا غب کا علم اسی کے پاس ہے۔ دوسرا حقیقی ہوتا مطلب ہو گا غب کے خرازوں کا واقعی مالک ہے۔ مختاری اور باش کے خلاف۔ حضرت محمد بن حنفیہ کی ایک روایت کے مطفر مفتخرین فرماتے ہیں۔ غب کی کنجیوں سے مراد ہو گا باتیں ہیں جن کا ذکر سورہ مجن کے آخر میں ہوا۔

إنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ عِلْمَ الشَّاغِفِ وَتَبَرُّ
الْمُكْتَ وَتَقْلِيمَ مَا يَنْهَا الْأَرْدَخَامَ وَتَنَا
الْأَرْتَابَيْنَ مِنْهُ وَأَرْجَانَ بَاهِيَنَ كَهْ كَهْ بَاهِيَنَ
تَذَرُّفَ تَفْسُنَ مَنَا تَجْبَبَ خَدَا
كَهْ كَهْ مِنْهُ مَنْهُ۔ اور کسی کی کو جعلوں میں کوں کو
وَمَانَدِرَى نَفْسَ مَانَى أَرْضَ
کیا کرے گا۔ اور کسی کی کو خرجنیں کر کس

شَوْكَ إِنَّ اللَّهَ عَلِيهِ تَحْيِيرٌ
زَمِنَ پُرْ مَرِے بَكَارِ۔ (قرآن)

یہ غب کے اصول ہیں۔ علام ابوی فرماتے ہیں مخفیات پانچ کے ملادوں بھی ہیں اور انہیں بھی اللہ کے سوا کوئی نہیں چاہتا۔ تیرہ نے عاشورہ میں۔

وَمَعْنَى لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا هُوَ عَلِمًا مُسْتَقْلًا اور الْمُلْكُ الْأَكْبَرُ مَعْنَى ہے ان کا مستقل طلاقی کرہے بارہ کرہے فاما اطلع علی بعض اصحابہ کہ کسا اپنے خوب بندوں میں سے کوئی بندوں کا اسے اخراج دی جسماں قابل تعالیٰ عالم الغب فلا بظہر غبہ۔ کاششے فربیدا بادیماں غب بجا پڑے رسول میں سے ہے احنا الا من ارتضی من رسول فذالک پسند کرے اس کے سوا کسی پر بھر کا اکابر نہیں کرتا۔ تو قب عمل بمحصل لمن اطلعہ با خبار منه۔ وہ علم ہے جو اس رسالہ کوٹھی طرف سے جو ہی پڑے رسول میں نہ فکران راجعاً لی علمہ ہو۔ (فائدہ، ۵۶) ہے۔ لہذا وہی کی کلمی طرف رکھتا ہے۔

مفاتیح سے اگر خدا نے یعنی اصول مراد ہوں تو انہیں اللہ کے سوا کوئی بھی نہیں چاہتا۔ اگر اس سے

کنجیاں اپنی پیشیدہ چیزوں کا علم مراد ہوتا ہے رسول میں سے نہ چھتا جا جاتا ہے مطلاک رکھتا ہے۔ اسی علم المغایبات لا یعلمها غبرہ۔ یعنی فاسد شہنشہوں کا علم میں کسی کیں۔ ہل الامن ارتضی من خلقہ او عنده۔ اپنی کفاروں میں سے نہ مطلاک رکھے یا مراد ہے علم غب خداون علم الغب لا یعلمها غبرہ۔ کے خواستے اس کے پاس ہیں۔ جو اس کے علاوہ کسی (ان) غب (ان) غب۔

حضرت ابن حمودہ فرماتے ہیں

لوئی نیکم علم کل شی لام مقابیع الغب
تحسرے نبی کو برج کا علم دیا گیا۔ سر غب کے اصول نہیں جانتے گے۔ (زمداری۔ (فائدہ، ۵۹))
اور بھی کسی آئینی ہیں جو یہ واضح کرتی ہیں کہ علم غب کی قسمیت جو مخفی متنقل صرف اللہ کا ہے۔ وہی عالم الغب ہے۔ پیشیدہ ہاتھوں کے قائم اصول و فروع اور کیاں و جزیمات اسی کے علم میں ہیں۔
(۲) دوسری بات یہ معلوم ہوتی ہے اللہ نے اپنے مصلی اللہ علیہ وسلم سے علم غب کی اتفاقی کی۔ اور آپ کیلئے جو علم ثابت کیا ہے اسے انجام غب (غب کی خبریں) اطلاع علی الغب (غب پر اخراج) انتہاری الغب (غب کو ظاہر کرنے) کا ہماں دیا گرفتاری

فَلَمَّا قُولَّنَ لَكُمْ عِنْدِي خَرْبَنِ
اللَّهُ وَلَا تَعْلَمُ الْغَبَتَ وَلَا تَقُولُ
جِنْ اِدْرِمْ غَبَبِيْنِ ہیں جو اس کی باتیں جانے اور میں تم سے نہیں
لَكُمْ اَنِّي عَلِّیٰ اِنْ اَتَّبَعْ اِلَّا مَا
کَبَرَ کِسْ فَرَشَتَوں میں تو اسی پر پڑتا ہوں جو مجرم ہے
نَوْحَی اِلَی
پَاسَ اللَّهِ حَکْمَ اَتَّا (النَّافِعَ)
تَقْبِرِ بَهْدَاوِی میں ہے۔

مالیم بوجہ الی و لم ینحصر علیہ دلیل

جو بھری طرف دھی کیا گیا اور اس پر کوئی دلیل قائمی کی وہ میں نہیں چاہتا۔
تَقْبِرِ رَاجِعَسَ بَهْدَاوِی میں ہے۔

ای لا لقول لکم مع هذا بخدرهم۔ میں نہیں کہتا کہ میں عالم الغب ہوں۔ اس کے باوجود

محضوں والی مصطلہوں میں عدید الائیہ مخصوصیں ہے۔ مثلاً کسی بہت سلسلہ کی تباہ شدہ ان الرسول اپنا لا ہعلم المغائب بان ہاتھ اس طرح نہیں جا تک کہ اپنی طرف سے ان پر بعلط علیہما من تقدیم نہیں و مخصوصیہ مظلوم ہو جاتے لہوں میں صورت تک دو ہو جاتے یہ فو و لیکن اسرا یعلم ذالت من طریق یا تم اللہ کی طرف سے اخراج ہے اور وہی آئے نظریہ اور طلاق اللہ تعالیٰ رواہ علیہ ان ہے معلوم ہوتی ہے کہ یہ مومن اور وہ ماحصل ہے۔ مذاقون من و ذالم منافق اللہ تعالیٰ این هندا تسمیہ امر حرب یہ کہ رسول کو کسی کی وقت ان اپنا مخصوص بعض الرسول و فی بعض رواتوں کا کہہ جاتا ہے۔ جب تا ۱۴۷۳ کی مشتی الاوقات حسب مشیثہ وارادہ اور ارادہ (آل عمران۔ ۵۷)

اس تصریح نے واضح کردیا رسول اس طم میں مستقل نہیں ہوتا جب چاہے طب کی باتیں معلوم کر لے اللہ رسولوں کو شیب کی پکجی باقتوں سے مطل کرتا ہے۔ اور جو کو اخراج ہوتی ہے یا ان کی وائی مستقل مفت نہیں ہتی۔ ائمہ مجتہدین بھی یہ چاہے کہی نہیں۔

سورہ اجن میں ارشاد فرمایا۔

عابد الغیب فلا یظہر علیه گھبائے جانتے والا یہ ہے کہ مگر جو اپنے بیوی پر اپنے اخدا الام من الرضا من رسول کی کوئی جو بندگی کر لی کی ارسال کو اس آئت کی تصریح میں اتریجاہر مفترے کو کہی گئی تھی کہ اس کا ذکر کیا ہے۔ ملامت میں فرماتے ہیں۔

اوہ اس وفیہ ان الابیان المرتضی اور اس میں ہے وہ کس انسان کو اشہد کر لیں گے۔ اللہ تعالیٰ قد تعلم اللہ تعالیٰ بہت کے لئے ہو جاتے ہے کہیں میں ایسا چیز جسے علی یعنی بعض غیرہ سے کوہ باقتوں کی اخراج کر جائے۔ یہاں کوہ باقتوں کے بیان پر اپنے اتنی اور بھی قاتل و قاتی ہیں۔ خوب کو علم الخبیر کیا اور اسی کے لئے فیض و درست کرنے کے مرکز میں عالم کا نہ تداریل۔ کامیابی بھی ہو سکتا تھا۔

فلا یظہر علی علم طبیعہ احمد۔ جس اپنے امر حرب کا کسی یا اعجمی نہیں کہتا ہے۔ (۶۷)

اور یہاں بھی فرمایا جاسکتا ہے۔

بعض مخصوصیں وعہا بسیکون بالعلام۔ آپ سلسلی الشاعریہ کم ہے اگر شدہ اور اکنہ کی باقتوں کی نسبت و قد قال صاحب اللہ علیہ وسلم خبر بدی۔ آپ کو اللہ نے پہ بتایا۔ اور صاحب سلسلہ فی قصہ نہیں اسرا نظرت علیہ طبقہ کم ہے لیا۔ امران کے تھے میں فرمایا۔ میں نے نظرتہ علمت میاں و ما میسکون اپنے چکچکے کھا جوہر اور جو لڑکے ہو گا وہ جان لے جو ہوا جو ہو گا اسے جان لیئے کام مطلب یہ نہیں کہ جو بات جان لی ورنہ علم فیب کی لئی کہنا درست نہیں رہتا۔ نیز اسی سفر میں دیوبیں باعثیں ہیں کہ آپ نے جو اکٹل میں اسلام ہے ہوں گے اور وہ اپنی کے بعد تا میں جات کی ایسے مواقع آئے جو اللہ نے آگہ کیا ہے آپ کو صحیح سورتہ حال کا علم ہوا۔ لہذا اس کا مطلب ہو کہ ایمان طبیعی پر جو بخشنده معلوم ہو گئی۔ آپ سر بر تصریح مر جم کا تصریح۔ تصریح توغ کے ممالک تھے۔ تصریح یعنی کہ کہاں تھا۔ جو فرمایا تھا۔ لفظ میں اتنا لفظ نہ جانہنا لیکن پیاس (ذن کا قاص)۔ اپنے فیب کی بندگی کے شاخص تسلیم کیا تھا۔ وہ فیب کی جویں کے شاخص تسلیم کیا تھا۔ اس سے پہلے (۹)

(۹) اللہ میں قبول ہے۔ اس کی خوشی تحریک قوم کو۔ (۲۹۔۳۰)

یہاں اس فحیس کو تحریر کرنا چاہیے تھا۔ وہ وہ فحیس کی در حقیقی ہے۔ یہاں نہیں فرمایا جیسا فیب کا مطلب ہے جو ہم آپ پر کہتے ہیں بلکہ فیب کی خوبی کا سر اور مارہ اسے پہلے (۱۸۷۱) میں فرمایا۔

خاکان اللہ تکہیں گم علی القیب۔ اہل اللہ تکہیں ہے کہ فیب کی خوبی کے درست میں اللہ ولیک اللہ تکہیں ہیں۔ اپنے وہ میں فرمایا جیسا فیب کی جو جاتی ہے۔

ایسی اپنے رسولوں کو فیب کی اطلاع دیتا ہے کہ کلم الفیب دعا ہے۔ تمام مشرکین اس بات پر متفق ہیں۔ اللہ رسولوں کو سارے فیب کی اخراج نہیں کرتا۔ بلکہ فیب کی پکجی باقتوں تھا ہے۔

بال کی کوکی کو زیادہ۔ تیر فیٹا پوری میں ہے۔

وہندہ الكلام علی ثلات من ایت الاولی۔ لہ کامیکی خیال تھا۔ اس جو ہے۔ پہلا کہ کہ میں اسے ان هذا النصب الذي استر اللہ تعالیٰ جو فیٹے پڑے میں کے مقصود میں کیا ہے۔

علمه لامعلقہ بکل مبتکم و انجام اہو۔ (ہر کیسا کے اسی تھیں یہ اس کے فیض بندوں کے سارے

ذلا نظہرہ علی احمد بن جعفر سے کسی پر نامہ بھیں کتاب کے جایے وہ راجحہ کالۃ اخاذ کیا۔ علامہ آلوی فرماتے ہیں۔

واعتنی، بشان الاختصاص حی، بالظہر موضع المضمر

شان اختاص کی ایمت واضح کرنے کے لئے تحریری بحایت خارجی (نیب) الای گیا۔

غیب (انما غیب) کہ کراس بات کو تھا ہر کیا کہ پیر غائب ہے۔ اور سراسر اس کے لئے مختص ہے۔ علم غیب کے کہنے سے اختاص اوقاہر جو جانا گیں مراد ہے۔ وہ جانی رسول کو جو کچھ دیا وہ بھی علم غیب ہے۔ اور نظہرہ کے سے اختاص کی شرط ہے۔

علیہ کہ کرکن باتیں واضح فرمائیں۔

(۱) علم غیب اللہ کے لئے تصویس ہے۔ اور وہ اس میں محدود ہے۔

(۲) رسول کو جو کچھ دیا گی وہ علم غیب نہیں ہے۔

(۳) غیب میں سے جو کچھ رسول کے لئے خاہر کیا گیا۔ وہ غیب کی کچھ باتیں ہیں۔

علم غیب اور انہاء غیب میں فرق

بیہاں یہ سوال ضرور پیدا ہوگا۔ علم غیب اور انہاء غیب وغیرہ میں فرق کیا ہے۔ اللہ عالم الغیب ہے۔

اور رسول کو اسی میں سے علم مطہر ہو رہا ہے تو وہ عالم الغیب یقین نہیں؟ آئیے اس سوال کا جواب عالیٰ

کرتے ہیں۔ قرآن آپ سے علم غیب کی ثائقی کرتا ہے۔ اور اخباریں آپ کیلئے بات کرتا ہے۔

ای کا تمام اخلاق علی الغیب اور انہاء علی الغیب رکھا ہے۔ آپ کا علم غیب کی خبر، غیب کی اطلاع اور

غیب کا انہاء ہے۔ قرآن کی آیات اور ان کی تفاسیر کی روشنی میں پہ چڑا ہے۔ ایسا علم جو ذاتی،

تلقی، بحیث اور مستقل ہو علم غیب ہے۔ یہ بذری طاقت سے تاریج ہے۔ عالم الغیب صرف وہی ہے

ہے جس میں اس کی تحقیقت پائی جائے۔ وہ صرف اللہ ہے۔

اس کی تحقیقت پار باتیں ہیں (۱) ذاتی کو کسی کی عطا نہ ہو۔ (۲) تحقیق ہو گئی مگر ان کا اس میں دخل

نہ ہو۔ (۳) بحیث ہو ایک ذرہ بھی اس کے علم سے باہر نہ ہو۔ اصول و قواعد کو پہنچ ہو۔ (۴) مستقل

ہو۔ غیب کی بربادت ہو معلوم ہو۔

ان میں سے کوئی ایک شرط اگر ہے تو وہ حقیقت عالم الغیب نہیں ہو سکتی۔ جیسے ارب روپے میں سے ایک روپیہ بھی کم ہو تو وہ 99 کروڑ 999 لاکھ 999 ہزار 99 سو روپے 20 کے لئے ہیں ارب نہیں۔ اگرچہ عرف میں اسے ارب سمجھا جائے۔ حقیقت میں نہیں ہے۔ اور نام تو حقیقت کے قابل نظری ہٹا جائے۔

حضور نبی کالم ذاتی نہیں عطا کی ہے۔ جیسے اور تفصیلی تینیں غیب کا کچھ حصہ ہے۔ اصول آپ کو جانا گئے ہیں کہ اسی میں کے اور جو دیگر ایجادوں جزئیات ہیں۔ تحقیق کی نیت سے دیکھا جائے تو آپ کامل صفات سے باہر ہے۔ مگر اس میں کے مقابله میں پوچھن جو اللہ کا خاص ہے۔ یہ اللہ کی نیت ہے جس کی کوئی حد نہیں۔ جب علم جو تفصیل آپ کو حاصل نہیں تو آپ اس میں مستقل ہی نہیں۔ یہ آپ کی وائی صفت نہیں جو آپ ہر وقت غیب سے باخرا ہیں۔ جس بہ شدت جب جو آپ کو بتایا گیا۔ وہ آپ نے جان لیا اور جو شفایا گیا وہ معلوم نہ سوکا۔ اسی وجہ سے مدرس آپ کے مبارک علم کو علم الغیب (عاب شدہ با توں کا یا کچھ جزئیات علم) کہتے ہیں۔ علم الغیب (اصول ذر و ذر کا علم) نہیں کہتے اور جزئیات کا علم تھی قرآن کی اصطلاح میں غیب کی خوبی ایجاد ای اطلاع یا انہصار ہے۔

علم غیب کی اقسام

علم الغیب و طریق کا ہے۔

ایک وہ جس پر دلیل قائم ہو۔ وہی کے ذریعے اس کا انکھار کر دیا گیا ہو یا مشاہدہ و تلفر سے دل میں حاصل کیا جاسکتا ہو۔ مثلاً الشکاو جو درج اور چہ غیب ہے۔ مگر کائنات اس پر دلیل ہے۔ یا قیامت کا آنا جس پر کا نکالت اور وہی دلنوں دلیل ہیں۔ وہر سے لفظوں میں علم معرفت و شریعت جو آپ کو تمام دوکان حاصل ہے۔

دوسراؤ جس پر دلیل نہ ہو۔ جیسے قیامت کا کب آئے گی یا دیگر وہ اصول جو پہلے تھائے جائیں۔ ان کی کچھ جزئیات تھی آپ کو جانتی تھیں۔ جو ان کا پیسے میں اس نام کی تحقیقت نہیں پائی جاتی، لیکن آپ کو عالم الغیب کئی نہیں ذرا اگناہ ہے۔ اس لفظ کا آپ کے لئے استعمال جو اللہ

مکے لئے پڑھوں گے اور آپ پر بھروسہ ہیجن کا ابتداء حاملہ القلب تین چیزوں پر فوج کو جانشینی
تیار کیجئے۔ لامبے اسکے بعد سب سے پہلے ایک سوچیں کیجئیں کہ کچی عقیقی میں وہیں جو میں اپنے
یا آپ کی سبزت پر بہتان اور نوٹھم ٹرک ہے۔ اسی لئے جو دھریں میں اپنے اہم اور بے پیر حال
لیکن اور کوئی اساقٹیں کیا جائیں گے اسے آپ کو حاملہ القلب کی وجہ پر اپنے کیا جائے اپ
ماکان و ماکوں کا ملک رکھتے ہیں کہ ملک اپنے پرہیز میں کہو گئی تھیں۔ حاصلکاری میں پرہیز
کو کلی پہلی تینیں جس کی وجہ پر اس کا ملک رکھتے ہیں کہ ملک اپنے پرہیز میں کہو گئی تھیں۔ آپ کا حاملہ القلب کی وجہ پر
کچھ بھائی حصہ عطا کی اور غیر مستغل ہے اور یہاں اسی کے تھوڑے سے بھروسے ہے جس میں اس کی حقیقت
موجودہ صرف ارشاد ہے۔ اس باب میں تفاصیل توہہت ہیں لیکن صاحب قلم و شعور کے لئے
بھی کافی ہیں۔

حضرات ان عاشورہ مراسمے تینیں۔

والحمد لله رب العالمين الحمد لله رب العالمين الحمد لله رب العالمين الحمد لله رب العالمين
علماني مستمراً ملزاً حفظة المسألة ايمان برباني او رفعت رسالت کے لئے لامبی
فدا ہمارہ عن بعض المحتبات فذاك وہ میں جانتا ہمیں کچھ ہاتھ تو ایسا
عبد ازادہ الله اطلاعہ علیہ یوسفی کرادادے ہے۔ وہی کے زیریں الفاظ کی
خاص کے مقابل تعالیٰ عالم الغب اطلاع کرتا ہے۔ جیسا کہ افسوس فرمایا۔ وہ عالم
فلای پیغمبر علیہ السلام اسی الحمد ہے کہی پہنچے دروس کے سوا اپنے قلب
ارتضی من رسول و هو داخل پر کی کو اطلاع نہیں۔ اور وہ محبی اس قول میں
تحف قوله ان اربع الا ما يوصي الى واطلی ہے۔ میں صرف اس کی وجہ پر جائز ہوں۔
(الاخام) جو صحیح ویکی پیڈا ہے۔

نہ سمجھوں گہریں اس باب تیار ہو۔ لذت اس باب آنکہ لا چھوٹیں۔ لذت اس
نہایتیں ملتے ایک طبق اتفاقاں اس باب، والہ مل نکلے بہرہ الہ بپ آنکہ اس باب میں پانچوں

سید الكتب

سید الرسل محمد پر ارشد۔ قرآن مجید مطافی ملی۔ قرآن سید الكتب اور تمام کتابوں کا سردار ہے۔
آپ اللہ سے مطلقاً ہیں۔ قرآن کتاب مطلق ہے۔ آپ کی رسالت کا تلقین للناس ہے۔ قرآن
حدی المأیا ہے۔ ایکی قدر میں ایکی ایسا۔ ایکی قدر میں ایکی ایسا۔ مثلاً میری خانہ
اثانیوں میں لیلیۃ الفخر۔ اس کا ایک قدر میں ایکی ایسا۔ مثلاً میری خانہ
چھاروں میں کا کے۔

الله لغزوں رشیوں کنم بخچ۔ مقرر یہ کہ ایک یہی ہے۔ میں ایک ایسا۔

انہوں نے اسے آپ کے دل پر دھی کیا۔

نَزَّلَ اللَّهُ عَلَىٰ فَلِيْكَ يَادُنَّ الْأَنْبَوَاٰسِنَّ لَّمْ تَرَهَا بَيْنَ أَيْمَانِهِ وَلَمْ تَرَهَا بَيْنَ يَمْنَانِهِ

اس کی نہیں تھی عربی ہے۔

قرآن اغراقی تھے۔ قرآن ہے۔ قرآن ایسا۔

اس میں فلاح کے تحفہ ہرچی کی تفصیل میں کی راہ میں، رحمت اور رحمت ہے۔

وَتَعْصِيَنِيْلِيْلْحُنُّ شِلْيُوْذَلَهِيْلَرِيْزَهَنْدَهِوْذَهَنْرِيْلَفْنَمَ لَوْمُهَنْرَنْ۔

اور یہاں ہرچی کا اور رحمت اور رحمت ان لوگوں کو کوایمان لاتے ہیں۔

اسے نازل کرنے کا تقدیر کیا ہے؟

تک رویاں کریں ایک اس کی پانچ اور اس کی بھیں حل میں ایک ایسا۔

حقیقی کتاب:

اس الامیب کتاب کے بارے میں فرمایا

ای القراء عرب عنہ باسم الجنس الكتاب سے مراد آن ہے۔ احمد بن سعید سے اسکے اذاناتاً بكمال نعمته على بقية تعبیر کردہ اس کے کلام کا میان ہے۔ حقیقت کوں الافراد فی حیازة کمالات پر اس کی حقیقت کا انعام ہے کہ اس نے ان کے الجنس کانہ هو الحقیقہ بان قائم کمالات کوئی کریا ہے۔ گوی حقیقت میں بطلک علیه اسم الكتاب (المران) قرآن ہی ہے۔ جس پر کتاب کا نام بولا جائے ضریب ارشاد فرمایا۔

ذالک الیکات لازب ہے۔ اس کتاب میں بکھر جائیں (البراء۔۲) تغیر المعدی میں ہے۔

ای هذا الكتاب العظيم الذى هو الكتاب يعني يعطيهم الكتاب حقیقت میں کتاب على الحقيقة الشتمل على مالم تستعمل کمالات کی تعداد ہے۔ یا یعنی علم علم عليه کتب المقدمین والمتاخرین من اور واسع حق پر مشتمل ہے جس سے پہلوں پیغمبروں کی آنہ میں خالی ہیں العلم العظيم والحق المبين

ذیشان کتاب:

پر کتاب ذی شان ہے۔ اللہ کی برہان ہے۔ فراشیدہ بیرون کا ہمارے۔ تراشیدہ موتیوں کی لڑی ہے۔ خوبیوں کا بگود ہے۔ اس کے اوصاف کثیر ہیں۔ کمالات ہے انتہا ہیں۔ یہ علم کا منی ہے۔ یقین کا سرچشہ ہے۔ اس میں معرفت کے ذخیرے ہیں۔ حق اس کا ساتھی ہے۔ حق اس کا روشنی ہے۔ تو جید کا خزان ہے۔ شرک کا دلہن ہے۔ فور کا خزینہ ہے۔ نجات کا سینہ ہے۔ بار بار پر منے سے پرانا نہیں ہوتا۔ سماں نہیں اس سے پر منیں ہوتیں۔ ملائے کا اس سے میں نہیں ہوتا۔ اندر جسے اس سے بخوبی جاتے ہیں۔ شہادات کا فور ہو جاتے ہیں۔ سماں نہیں ہوتے۔ کمزی کی خانہتین صاف کر دی جاتے ہیں۔ وہم کے جا لے اتا رہ جاتے ہیں۔ تکب کی جزاکات دی جاتے ہیں۔ بادل

کی طرح گرتا ہے۔ بکل کی طرح کرتا ہے۔ کوندے کی طرح لپٹتا ہے۔ اس میں سندروں کا تھوڑا ہے۔ دریاؤں کا حالم ہے۔ بچلوں کا سکون ہے۔ جوئے روال کی سبک خدا ہے۔ سل روال کی تندی ہے۔ کنک پایا ہے۔ کنک بے پناہ ہے۔ شہور سے ہم کلام ہوتا ہے۔ اشوہر کو کھلا ہے۔ عقل سے خطاہ کرتا ہے اور دماغ کے راستے دل میں اتر جاتا ہے۔ اس کی ہاتوں میں رعب ہے۔ حکم نہیں۔ حساب ہے تقصی صیح۔ بچلی ہے اپنکی بہت نہیں۔ اس کا صرف فہدوں ہے۔ دلائل سے اپنا آپ مونا ہے۔ دلائل کے مقدمات بدھی کیں فرضی نہیں۔ نصاحت کا کمال ہے لفاظی نہیں۔ جذبات کی رحمات ہے جذباتی صیح۔ خود موثر ہے کی کی تاثیر قبول نہیں کرتا۔ یہ شعریں یعنی قرآن میں اس سے ۵۰٪ کے ہے۔ جادو جنس اکنہ اکنہ تاثیر میں اس سے زیادہ ہے۔ بلکہ شعر اور جادو کا اس سے مقابلہ یعنی نہیں۔ جادو بکری طرز ہے اس کو بکھر جانی اسے دیکھ کر تا ہے۔ اس کے لفاظ میں بکھر ہے۔ کلام میں تکواری کاٹ ہے۔ مضمون میں تازہ مگوں کی بکھر ہے۔ اس کی خواہزادت زیان کو پھیلانا اور سینے کو بھیڑا کر کی ہے۔ اس کی سعادت کاموں میں وہ مگولتی ہے۔ اس کے لفاظ احری سے نادانق کو بھی سرور دیکھتے ہیں۔ اسے پڑھنے کے بعد تواتر و انجیل کا مطالعہ کیا جائے تو گلائے ہے جس سے زمین پر اپا اڑ دیا گی۔ تواتر و انجیل اشی کا نہیں ہیں کام نہیں۔ یہ کتاب بھی ہے کام بھی۔ شاہوں کے شاہ کا یہ کام کامیاب کا پڑا شاہ ہے۔ ہر تکلیف کا ترقیت مر منشی کی دوادہ، ہر مکان اور ہر سوال کا جواب ہے۔ اس کی بربادت حرف آخر ہے۔ اس کے چیزیں کرہا انسانی فلاخ کے اصول اُن ہیں۔ ناصر الدین الحدادی فرماتے ہیں

الذى هو محل الكتاب والعلمه الشتمل **ذی شان** **کتاب** جو کہیں جو ملیں ہوں علیست ہے اپنی علی الحق فی الجرأة وبلوره ونوله۔ خیر ما روى في میں حق پر مشکل ہے۔ اس نے بخیر فما اخیر به صدق و ما حکم به فهو وحی وحی ہے۔ ہر جو یادہ مددل ہے۔ بلکل آنہوں العمل مصلقاً ما بین بدی من الكتاب کی تصدیق کرتا ہے۔ ان کا تذکیر کرتا ہے۔ جس السلفۃ فهو المزکی لها فاما شهد له فهو کے حق میں گواہی اسے وہ مقبول ہے۔ جس کو درکار

السفین و مارہہ نہیں مردہ و عوام طلاق دے دی مردہ دے۔ تمام ایسا کہ جن مطالب پر
لہجہ جمیع الطابق افی حق عملی اتفاق بے ان میں قرآن ساخت کیا ہے کہ علیق
الرسولون وہی شاہد لے بالصدور۔ اسے اور وہ اسکی صفائی کی گواہ ہے۔ (المرعن، ۲۷)
ہم کی ایک بڑی خوبی یہ ہے کہ اسی حکم حفظ ہے دیا وکرائے میں انسان ہے۔ بے خل اور
علیق ہے۔ اپنی صفات اور جھوپ پر خود گواہ ہے۔

قرآن کی مثل اور مقابلے کا طریقہ

اس کی صفائی کو کسی کو شہر ہے تو اسے چنان و چنان کی ضرورت نہیں۔ وہ بادشاہ اپنا خون جھائے۔
متباہ طریقہ خود دیتا ہے۔ آؤ مریدان ہو جیسا میں ہوں دیکا کام لے آؤ۔ پوری کتاب کا
حکم بخوبی کر سکتے تو من مردیں ہوں یا کسی مشکل ہے تو کوئی ایک سورہ ہی ٹلا آئی۔
این کیفیت میں ہے۔

من مل ماجدہ اُن رُّضِیَّلَهُ مِنْ اَكْرَمِ رَبِّهِ مِنْ اَكْرَمِ رَبِّهِ مِنْ اَكْرَمِ رَبِّهِ
شَدَّدَ غَلَقَ اللَّهُ مَلَأَهُوَ سَلَلَ شَاهِدَ غَلَقَ لَرَبِّيَّا يَا يَا كَانَهُمْ قَوْمٌ كَفَافِيَّ
لَلَّهُ لَيَوْزِعُ الْمُؤْمِنَ مِنْ هَذِهِ الْمُؤْمِنَ مِنْ هَذِهِ الْمُؤْمِنَ مِنْ هَذِهِ
الْمُؤْمِنَ مِنْ هَذِهِ الْمُؤْمِنَ مِنْ هَذِهِ الْمُؤْمِنَ مِنْ هَذِهِ الْمُؤْمِنَ مِنْ هَذِهِ
سِيَّمَيْلَيْلَاتِ الْمَلَكِ وَرَطْرَطَ مِنْ چَنْ یَکَلَ الْمَلَوْنَ مِنْ چَنْ یَکَلَ الْمَلَوْنَ مِنْ چَنْ یَکَلَ
صَفَاتِ وَلَاقَتْ مِنْ ہے۔ میں چَنْ یَکَلَ الْمَلَوْنَ مِنْ چَنْ یَکَلَ الْمَلَوْنَ مِنْ چَنْ یَکَلَ
ہو۔ اسلوب میں ندرت و ایجاد ہو۔ اس کے معانی مضمون ہوں۔ تجھے میں اور تحریک سے جھوٹا ہوں
تھب کی خری و خیج میں چھا بوسا مردی ہی، وحدہ و عبید، صفائی، سکم و معاون، اہل ایجاد و ایجاد ہوں۔

آواب اُن اخلاقی ازوں کو جو کسی طور میں کیا جائے۔ اور زندگان باؤں میں ملکیت جو کو رکھی ہیں۔

قرآن میں جست ہی ایسیں چیزیں جو صفات میں کی کا تھا تاکریتی میں اس کے ہوتے کوئی
کلام فوج میں ہو جاتا ہے۔ باوجود قرآن صفات کی انجام پذیری اس سائنس و فن و رہنمائی میں اس
حالت میں زیادہ احتیاط میں اس کا تھا تاکریتی میں اس کے ہوتے کوئی کلام فوج میں ہو جاتا ہے۔

خوبی و خیر و قرآن میں یہ باتیں نہیں بہرگی اس کی فضاحت گھرو ہے۔ ہمارے بلائے میں
کی ہے کہ اپنے بیوی کی ایسا کوئی انتہا نہیں کیا جائے۔ اس اور خود کو اپنے بیوی کی ایسا کوئی
اعذ بہ اکدیہ بھس بھر جسیں جن محرومتوں کو دیا تھا تیزیں اور خود کو اپنے بیوی کو۔

الشہزادی کی پابندی کی۔ جھوٹ میں پاکل گرج یا۔ پھر ایسی ایسا آخرتی گھرو ہے حالانکہ
جس شاعر تھے جس کی پابندی کی اس کے شہر و درجہ اضافت سے گر کے۔ خدا یہیں ہو رہے ہے
اور حسان بن طابت ہے۔ جب اسلام لائے تو ان کے اشعار بھل اور اضافت خود کی میں جو ایسا اغوار
ہے کم بخوبی۔ قیادے میں دوچار اخباری اسی وجہ سے ہیں۔ باقی بھرتی ہوئی ہے قرآن اسی
فکل کے تھے تھے دیکھ لے تو اسے اپنے بھل اور اضافت سے مل جائے۔ اسکے بعد اسے اسی وجہ سے
قرآن لایا۔ لانہ تھل غصہ خصص کی کوئی راستہ کے لامارے کیاں بھی کیاں بھی کے لامارے کے
بڑوہ غصہ جھلے کنکنی ٹھیک ٹھرمی کیجیے۔ اسی بات کی تحریر کی تو اسی وصف میں دوسرا
کام پہلے کام کے ایکرستہ کو کیا۔ قرآن میں تحریر کی تحریر ہے۔ پھر بھی کہیں فرق نہیں۔ پھر
ایک نیابتی فحش ہے۔ ہر شارکے اشاد کی خاصی وصف اپنی میں سکن اور روتی میں بوتے
ہوئے ہیں۔ قرآن میں کلم و فون بھی ہیں۔ پھر بھی کہیں کمزوری نہیں۔

حضور کی صفات پر گواہ

اس کے اخلاق میں ابھا نہیں۔ زبان اتنی اجنبی نہیں۔ سر کب میں خوبی نہیں۔ اسکا
سلیس ہیں۔ عبارت روں ہے۔ بیوان بیٹھے۔ ٹھوڑے اسی تھیک کام کا کرو کر کیں تو فہمیں۔ ہر
چند آنکھ اور دمدم مضمون کے مطابق ہے۔ جھوٹ میں پوچھے ہوئے اخلاقی اسیں جھوٹیں
ہیں جیسے سوچ کے ساختے جوں کی ایسی جگہ کی ہے۔ حالانکہ اسی تھا تک سے بھث کی۔ کہیں
ٹھیک ترین صفات کے پہنچات کی جو کل کی نہیں کی اور تھیک علم کی کس کیا ہے۔ یہ نہ ایات کی
کتاب نہیں۔ معاشریات کے پھر نہیں۔ جزاۓی کے مقامات نہیں۔ رسائیں و فیرہ کیا جائیں۔
اس نے تھیک علم کی اپنی اپنی وہ مضمون کی معاشرت سے ذکر کیں نہیں۔ مددیوں کی تکرار بررسی
کے گرد سجن پیٹھی پر پہنچا تو ان وہ باتیں پہلی کہنے کا ہے۔

دلالة القرآن على صدق محمد صلى

الله عليه وسلم من ثلاثة اوجه اولها طرح سدليکے ہے۔ اول شک ہے۔ دوم
فصاحة و تناقض الشتماله على الاخبار غیر کی خبروں پر مشتمل ہے۔ سوم
من الغيب و نتها لاملا عن الاختلاف میں اختلاف ثبوths (النام۔ ۸۲)

پر فرماتے ہیں۔ اس میں اختلاف دہونے کی تحقیق ہے۔

(۱) اس نے غیر کی جو خبر و دیں ان میں چاہے۔ (۲) آئین بڑی کتاب اور مختلف علم و فتوح پر

مشتمل ہے۔ اگر اس کے سارے اور کی طرف سے ہوتا تو اس میں تناقض یا باہت سوچ۔ (۳)
قصاحت میں حد کال بخ کے۔ کہن کوئی لفظ بھی ایسا نہیں جو ریکاب کرنا جائے انسان اگرچہ
قصاحت و باہت کی انجام بخ کے جائے۔ لفظ علم و معانی پر مشتمل کوئی بڑی کتاب کے تواریخ
اس کے کلام میں فرق ہو گا۔ کہن مثبت کہنیں کرو کہنیں میں اور کہنیں اڑا کوہا ہو گا۔

قرآن کے نام

قرآن میں اللہ نے اس کے مختلف نام ذکر فرمائے ہیں۔ ہامیں کیلئے اس کے کمالات کی
نامندگی ہے۔ امام رازی نے مندرجہ ذیل نام ذکر کئے۔

(۱) الکتاب۔ کتاب کتب کے معنی ہے۔ ایسا کہا گیا۔

لانہ اجمع فہ جمیع العلوم کیکا اللہ نے اس میں مختلف معلوم فرمائے
(۲) القرآن۔

وسی القرآن فرانا فالحرروف حروف سے کلمات کلمات سے آیات کو

جمع کرنے سے ہوتی ہیں۔ سوچوں کو جمع فصارت کلمات والكلمات

جمع کرنے سے قرآن بنتا۔ ہمارے اس میں

اوہن و آخر کے علم بخ کے کے۔ جمع فصارت ایات والایات

جمع فصارت سورا سور جمع اسی کے کے۔

فصارت فرما نہ جمع فہا علوم

الاول والاخرين

(کیہ جو نے والا ہے)

(۳) الفرقان۔ فرق کرنے والا۔ کیونکہ طالع جرام اور حق دبائل میں فرق کرتا ہے۔

(۴) الذکر یعنی صحبت

انہ ذکر من اللہ تعالیٰ ذکر کرہ اشکی طرف سے ثابت ہے۔ اسکا معنی ہے۔ بدھوں

عبد فرقہم تکالیفہ و اوامرہ کو صحبت کی پس انہوں نے اس کا دکام بوجان لایا۔

(۵) الشفاء۔

و القربان بزوق کل شک من للہ قرآن پاک کے ساتھ سے ہر طبقہ اگل ہو جاتا ہے۔

(۶) الروح۔ لانہ سب لحیۃ الروح کیونکہ دید و کنیت کا سبب ہے

(۷) النجوم۔ لانہ بنزل نجما نجما کیونکہ یہ تموز اکٹھ کر کے اتنا

(۸) البرهان۔
وکیف لا یکون برہان و قد عجزت اور یہ کیے رہا۔ ہو حالاً کہ اس نے
القصہ عن ان یا تو بعثتہ فحہا کو اپنی کھل لائے سے عاجز کر دیا۔

(۹) المهيمن۔ گمراہ

و ہر مخصوص من الامم لانہ من نسلک اور یہاں سے ماخوذ ہے۔ کیونکہ جس نے قرآن کو

بالقرآن من الفخری للدنيا والآخرة۔ پکارا و دنیا و آخرت کے تھستان سے مامون ہو گیا۔

(۱۰) التور۔

وساده نور الانہ سبب اور اس کا نام تور کہا کیونکہ بیدل میں

لوقوع الانسان فی القلب تو رامان یہا کہتے کا سبب ہے۔

(۱۱) العزيز۔

والعزيز معین القاهر والقرآن جریح کے دو معانی ہیں۔ غالباً اور قرآن

کنالک و اللہ ان لا يوجد ملک اسی طرح ہے۔ درست جس کی کھل شہو۔

(۱۲) الہدی الہادی (۱۳) صراط مستقیم (۱۴) العجل

(١٥) المرحمة (١٦) التصريح (١٧) البيان التبيان المبين
 (١٨) البصائر (١٩) الفصل (٢٠) المثاني (٢١) المثله (٢٢) التنزيل
 (٢٣) الموعظه (٢٤) الحكم والحكمة والحكيم
 والمحكم (٢٥) بشير وتنذير (٢٦) قييم (٢٧) الحق (٢٨) الکريم
 (٢٩) العظيم

مبارک کتاب

(٣٠) مبارک کتاب۔ این عاشر فرماتے ہیں

وَقُرْآنٌ مَبْرُكٌ لَّا نَهِيٌ بِدِلْ عَلَى الْخَيْرِ إِنَّ قُرْآنًا مَبْرُكًا ہے۔ کیونکہ بڑی خوبی والات کرتا ہے
 الْعِظِيمُ قَالَ رَبُّكَ كَانَتِهِ فَكَانَ الْبَرَكَةُ مُبْرَكَہ کتاب کے سماں تھے پیدا ہوئی ہے گویا برکت
 جعلت فی الناطقۃ وللانہ تعالیٰ قد اس کے لفاظ میں تھکنی کیتی ہے اس کے لفاظ میں تھکنے اس
 بودج فی برکت تقاریبہ المشتعل به برکتہ میں اس کے پڑھنے والوں کو مشغول ہے اس کے
 فی الدنیا والآخرہ ولاہ مسئلہ علی ما نے دنیا آفت میں برکت رکھی تو نظری اور ملی
 فی العمل بہ کمال النفس وعلیہا تھا معارف کیا تھا اُن میں پر مشتمل ہے۔ جس
 بالمعارف النظریہ ثم العملية فیکات کے سامنے اس کا کمال اس کی طبیعت وابتہ ہے۔
 البر کا ملازمہ لقرک و فہمہ پس برکت اس کے پڑھنے اور کچھ کے سامنے

(وَنَحْمَمْ (٤٩)

ہر طبقے کے ساتھ اُنکی برکت کی نوعیت اُنک اُنک ہے۔ مُطْرَقٌ فرماتے ہیں

مبارک علی الْوَاعِمِ بَانِ يَدِ عَوْهِمٍ حَمَامَ کے لئے اس طرح مبارک ہے کائناں کے
 الی رَبِّهِمْ وَعَلیِ الْخَوَاصِ بَانِ رَبِّ کَلْرَفْ جَاتِیٰ ہے۔ خَوَاصَ کے لئے اس طرح
 بیدھیم الی رَبِّهِمْ وَعَلیِ الْخَوَاصِ کَرِائِنِ رَبِّ کَلْرَفْ جَاتِیٰ ہے۔ خَوَاصَ الْخَوَاصِ
 الْخَوَاصِ بَانِ يَوْصَلَمِ الی رَبِّهِمْ کَلْهَ اس طرح کی اُنہیں رہتے ملتی اور اُنہا کے
 وَبِخَلْقِهِمْ باخلاقِہمْ وَفِی کِتابِ اخْلَاقٍ میں رُجُقیٰ ہے۔ اور بُحْبُب کی کتاب میں

المحوب شد، لاما فی الغلوب (لوں کی پیاریوں کی خطا، ہے۔ (الانعام۔ ٩٣)

مقام مصطفیٰ : اس میں مقام مصطفیٰ خود ظاہر ہے کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔ جس کلام کا بوجھ پہنچا برداشت نہ کر سکیں اور زیادہ زیادہ وجہا کیسی اسے سارنے کے لیے کچھ مصبوط اور طاقت ورول کی ضرورت ہوگی؟ اس کا تصویری کیا جاسکتا ہے۔ حق تو یہ کہیں تاب پہنچی جو اس پہنچت کام کا نزول برداشت کر سکتا۔ کسی بینے میں ہستہ ہی جنہیں جو اس بھاری کلام کا بوجھ اٹھا سکتا یہ شرف یہ مرے جی کے میں آیا۔ اس فضیلت کے لیے اُنہے بھاری کلام کا بوجھ اٹھا سکتا یہ شرف یہ مرے جی کے میں آیا۔ اس فضیلت کے لیے اُنہے بھاری کلام کا بوجھ اٹھا سکتا یہ شرف یہ مرے جی کے میں آیا۔ اس فضیلت کے لیے اُنہے اس سے بھاری کلام کیا شان ہوگی۔ جس کا مبارک دل اس کے نزول کے لئے مبارک میڈا اس کے قل کے لئے اور مبارک زبان اس کی تھاوت و بیان کیلئے جنی ہی۔ مولا ناصر الدین امدادور پایا وادی فرماتے ہیں یہ رسول کریمؐ کی اکارف تھا جو اس پہنچت و جلال و جی کے پار کو برداشت کر سکے۔ اور پھر اسی کے ذریعے انہوں نے عرب کے پیغمبر و والوں کو حم کر دیا۔ ایک سچا سب روں کردیا۔ لوں میں آگ لگادی۔ دنخون میں انکاپ برپا کر دیا (ماجدی۔ سی۔ ۱۲۔ ج۔ ۱۷)

نبی القبلتین

کہب کی طرف رخ کرنا ایسی فضیلت ہے۔ جو اللہ نے محمدی اللہ علیہ وسلم اور ان کی امت کے لئے ذخیرہ کر کی تھی۔ یہ اللہ کی عطا ہے لیکن بلا سبب و بلا حکمت نہیں۔ محمدی اللہ علیہ وسلم اور ان کی امت کو انشا نے عالمی کمالات اور اعلیٰ اوصاف سے فوزادا۔ ان کی وجہ سے بجا طور پر وہ اہم ایسی ملت کے اس شعراً کی طرف راه فتحی اور اس نشانی کی یافت کے سُقْتَ تھے۔ انشا نے جو بلندیاں انگلی عطا کیں ان کے مناسب یہی تھا کہ کعبیتی الکاظمیہ ہے۔

کعبہ کی شان

اور کیوں نہ کو کعبہ بجاے غوث و شرف والا رہے۔ شش جہات میں اسی جہت کو اللہ نے فضل و کمال عطا فرمایا۔ اپنے فضل و شرف اور مریجے کے لحاظ سے بجا طور پر خاتم السالیمانیہ شیخ رحمۃ رحمة ہے۔ کعبہ بھی سردار ہے اور مستقبل بھی سردار یہ جہت بھی مظہم و مکرم ہے۔ یہ کتوں کی آماجہا ہے۔ فھاں کامیاب ہے۔ لوگوں کا مرچ ہے۔ ان کے قیام کا درجہ ہے۔ ان کی دینی اصلاح کا سبب اور زیارتی فنا کوں کا واسطہ ہے۔ قتوی اسی مکرمی اس سے ہے۔ یہ وہ پہلا گھر ہے جس کی بنیاد حید ہے۔ اس پر بیت و جلال کے سامنے پھیلتے ہیں۔ جو وادی کے پار دلفانہ کرتے ہیں۔ یہاں لطف لطف داؤ داؤ فرش کی پارش بر تی ہے اور لمحہ درجتی پھووار بن کراتی ہیں۔ یہاں مفترقت و فرش کے موقعی لائے جاتے ہیں۔ سارو کثرت و قلوب و بلندی و درجات کے انعام سے سرفراز کیا جاتا ہے۔ کعبہ وہ گھر ہے جسے زمین کی اکٹھتری میں لگا کر کائنات کی الگیاں جھانی گئیں۔ یا انور کا گھر اور اللہ کی تکلیف کا مہبہ ہے۔

تحویل قبلہ

جہت کہبا اگرچہ تمام انجیاء کے لئے قبلہ رہی لیکن ان کی ایسیں اس قابل پر شر ہیں۔ یا تو وہ میر

حصی اور اپنے انتیار سے دوسرویں بھیجنوں کو قبول نہیں۔ یا بعد میں اسی محکم ایسی کو بدل کر اپنے لئے اگلے قلب جو بڑے کیا۔ ان کے لئے بطور قلب کوئی بہت تھیں دی کی۔ وجہ یہ بھی ہو، وہ بہر حال اس غصت و حرمت والے کمر کو قبول نہیں کی فضیلت سے محروم رہیں۔

حضور ﷺ اور آپ کی امت کے ساتھ اللہ نے سب سے جدا اور ممتاز معااملہ کیا۔ چنانچہ کمیں نماز فرض ہوئی تو کہبہ قبلہ مفتر رہا۔ بعد ازاں جہت یا اس سے کچھ پہلے بیت المقدس کو قبول نہیں دیا گی۔ سترہ اضمار و مادہ اسی طرف رخ کرے نماز پڑھی گئی۔ اور جب کی کسی تاریخ لاکھوں ایک دن آیت نازل ہو گئی۔ حتیٰ اپنے آپ کے ساتھیوں نے رخ پیغمبر کو کعبہ کی طرف کر لیا۔ اس جگہ سجدہ ایسی نکل ہو جوہر ہے جسے سجدہ فرض کہا جاتا ہے۔ حضور ﷺ کو اٹھنے کے واقلوں کی سعادت کیشی۔

نبی القبلتین ہیں۔ اور آپ کے قبول سے غوث کا ایسی کی امت بھی رفتگوں والی انتہتی۔ آپ کے لئے ایک بہت تھیں کی۔ کعبہ کو آپ کا قبول نہیں۔ پھر باقاعدہ خطاب کے ساتھ آپ کی انتہت کو بھی اس صورت میں شامل کیا۔ سیکن ٹھنڈیت المقدس کی بہت سملوں کی طرف کر کے اس کے ساتھ ان کے تھام کے تھام قبول کا ذکر بھی کیا اور ریاضاً بھی بے دوقول لائیں گے مثلاً نہم عن قلنیہم۔ کسی چیز نے انہیں ان کے قبیلے سے بھیڑ دیا۔ ان عاشر قبیلہ کی تغیریں فرماتے ہیں۔

واضفۃ القبلۃ الی ضمیر المسلمين لور قبیلہ مسلموں کے ساتھ مسوپ کہا اس کے ساتھ للدلالۃ علی مزید اختصار میں ان کے زادہ خاص تھلیق پر دلالت کرتا ہے (ابرتو)

حجت حدیث

عنی طور پر عرض ہے تحمل قبده کے حکم سے حدیث جہت ہونے کا ثبوت بھی ملتا ہے۔ حضرت ان مساحۃ خدا فرماتے ہیں۔ بیت المقدس کی طرف نماز پڑھنے کا حکم اللہ نے دیا تھا۔ آپ نے یہ کام اپنی رائے پر امری خی سے بھیں کیا۔ قرآن مجید سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے۔ اللہ فرماتے ہیں۔ وَمَا تَغْفِلُ الْبَلِيْلَةُ الیَّ نَجَّكَ عَلَیْهَا إِلَّا جِئْنَ قَبْلَهُ آپ تھے یہم نے اس لئے مفتر کیا تھا۔

لعلہ من بیحیٰ لزیں مشنی مطلب ہے کہ ہم چاہیں لیں کوئی رسول کی یادی کرتا ہے۔
عملی حقیقت اور کون اپنی ایجادوں کے لیے بس اُسی وقید کی مشتیت ہے نہ دی۔ مزید فرمایا
قداری تکلف و خمکت فی الشناۃ۔ وکی ہم ریکھتے ہیں اب ایسا ناجمے مذکا اس ان کی طرف
فائزیت فیلٹہ تراضہ (قرہ) سوالہ پھر ہے کہ کسی تبلیغی طرف اور اپنی ہے۔
اس سے معلوم ہوتا ہے جو عمل تبلیغ کے لئے آپ کم کے خرچ تھے۔ اسی انتخاب میں مبارک ہائی
آسمان کی طرف انجام بانی حس۔ کبھی کی طرف اصل میان ہونے کے بعد جو آپ تمہاری قابل
کے خواز ہیں تھے۔ یہ ای وقت ہو سکتا ہے جب آپ پاس سور ہوں۔ اور اس میں اجتناد کا ڈل نہ ہو۔
معلم ہوا سمجھا اُسی کی طرف بھی آپ کا زخم اللہ کے حکم سے ہوا جن پرے قرآن میں کہیں اس
حکم کا کریں۔ حالانکہ اللہ خود فرمایا ہے بیت المقدس کو بھی ہم حقیقی قبضہ ہیا۔ اس سے ثابت
ہوتا ہے قرآن کے علاوہ بھی آپ پر کوئی وی کی کی۔ جو اللہ کا حکم بھی ہے اور سب پر جوت بھی۔
جیکی وہ وی ہے جسے پوری امت وی غیر صواری حدیث رسول ﷺ کرتی ہے۔

آپ کو اور آپ کی امت کا مقابلہ کیا ہے اور کتابت پر کتابت پر بڑی اختیارات ہے۔ یہ تجھے مجھ میں آئے گی
جب قلب کی حقیقت، اہمیت، ضرورت اور کعبہ کی وجہ ترجیح معلوم ہوگی۔

قبلہ کی حقیقت :

قبلہ مستوجہ کو کہتے ہیں۔ جس کی طرف انسان اپنا رخ کرتا ہے۔
القبلہ ہی الجہہ التي يستقبلها قبلہ سے دست مراد ہے۔ انسان جس کے سامنے
الاَسْنَ (رازی۔ ابتوہ) اپنا رخ کرتا ہے۔

قبلہ کی قوم اور ملت کا مرکز توجہ جات ہوتا ہے۔ پہلی قوم اور ملت پر اس مرکز کے اڑات چلتے
ہیں۔ اس سے کسی قوم کا ایک عمومی اور مخصوص حیان بنتا ہے۔ دوسرا طرف ہر فردی ملت کے کچھ
خصوص علاقہ و نظریات ہوتے ہیں۔ فرمادی ملت کی پوری زندگی انہی کے دائرے کی محدودی
ہے۔ انکا مرکز توجہ انہیں نظریات کا آئینہ دار اور مخصوص علاقہ کا غاز ہوتا ہے۔ کوئی آئش پرست

ہے اور اس کا قبضہ آگ ہے۔ کوئی سورت ہے اور اس کا قبضہ سورج ہے۔ یہ ان کی مظاہر
پرست فطرت کو خاکر کرے ہیں۔ ان سے پہلے ہے فرض مطلق کا تمام، جو دوسرا جم کا مالک،
ظاہر ہیں اور ان حقیقی جوں سے خائف ہے۔ کسی کا قبضہ خود تراشیدہ ہے ہیں۔ جو اس کی سُمُّ پرستی
کا انتہا ہے۔ سُمُّ پرست حادثت اور یقینی میں مظاہر پرستوں سے بھی متبر جیں۔ کسی کا قبضہ
مقدس شخصیتوں کی تربیت سے ہوتا ہے۔ یہ ان کی شخصیت پر تکی پر دلالت کرتا ہے۔ یہ ملامت
ہے کہ ایسا شخص حق کا جو دو نسل شخصیات کا جو دکارے۔ وہ حق ہوں یا باطل۔ حق ہوں یا باطل
پرست اس بات سے کوئی رُسکا رہنیں۔ جو قوم یا ملت نے اپنے لئے کوئی دُن کوئی قبلہ کہا۔ ابتداء سے
آن تک ایسے ہی اور ہاتھے۔

ولِكُلْ وَخَنْهَةً هُوَ مُؤْلِمٌ (قرہ۔ ۱۹۸۔)

اور ہر کسی کے والے ایک جانب ہے جسی قبضہ کو دن کرتا ہے اس طرف
ترکر کرہیں ہے۔

المراد لكل من أهل العمل وجهة مرادی کا الہامت میں سے ہر ایک کے لئے ایک سے
قد اختار ها اما بشريعة واما بهوی۔ ہے۔ جس کو اس نے اختیار کیا۔ یا تو اس کے حکم سے
ڈال پائی خواہیں سے۔ (ابتوہ)

قبلہ کی ضرورت

قبلہ مقرر کرنا انسان کا طبی اور فطری تقاضا ہے۔ جن کو حق اور ایسا جاگہ ماری کیجا جاتا ہے انسان
کا دل اُنکی طرف ہی جلتا ہے۔ اس مقیدے کی وجہ سے انہیں مرکز توجہ بنا انسانی طبیعت کی
چاہت ہے۔ اس سے واضح ہو گیا اصل قبلہ و اسی ذات ہوتی ہے جس کے حقائق انسان کا یہ نکروہ
عینیہ ہو۔ لیکن یہ فطری طلب کی محسوسی جو حق کا تقاضا کرتی ہے۔ انسان چاہتا ہے میمودو کا دربار
ہو جائے وہ عاضری دے۔ اس کا گھر ہو جائے وہ پہنچے۔ اعshaw و حجراج سے اس کی قلمیں وکریم کا
انہار کرے۔ ہاتھ پاؤں سے اس کی خدمت کرے۔ اس کے روپ و روز بیان سے اس کی مدح و
ثنا کرے۔ مظاہر پرست جن کی پرستوں کرتے ہیں انہی کو اپنا مرکز توجہ اور قبضہ بنایا لیتے ہیں۔ اس کی

دوجہ ہیں۔ ان کا اصل تقدیر ہو گئی اُنہی سنتیوں سے وابستہ ہوتا ہے اور ایسے جیسے محسوس گئی ہوتی ہیں۔ سُنْنَةٌ پرستِ حسن طاقتوں کی عبادت کرنے جس عموماً وحی محسوس یا عاصِ محسوس ہوتی ہیں۔ بچہ ہو ان کے بتاتے ہیں۔ شکلیں دراصل اُنہی طاقتوں کی علامات اور نشانی ہوتی ہیں۔ اس سے وہ چیزیں طاعت کے ساتھ حس کے دائرے میں آ جاتی ہے۔ ان کی بُجہ ہو گاہ بِلَا هُوْ رَبُّ تَيَامُ اور بُرَاتَتَ کرتے ہیں۔ یا اگلے بات ہوتے ہیں لیکن در حقیقت وہ ان غائب بُرَاتَتَ کی عبادت کرتے ہیں۔ یا اگلے بات ہے انہوں نے کسی کی سُنْنَۃٌ احادیثی۔

مُؤْمِنُ کا اصل قبلہ اُنہی تعلیٰ ہے۔ وہی مُعْودُ اور مُحَمَّدُ ہے۔ اُن فُرَاتَتَ سب کی کیساں ہے جو محسوس قبیلہ کا مطالعہ کرتی ہے۔ اس سے مُعْودُ کے اختصار میں وقتِ حامل ہوتی ہے۔ جس سے عبادت اور بندگی میں خصوصی اور جما یہیدا ہوتا ہے۔ سال یہ سے کس طریقے مطالعہ پر را کیا جائے؟ مُعْودُ وغیرہ محسوس اور غیر مریضی ہے۔ سمت اور جہت سے منزہ ہے۔ تو وہی باعثِ مُؤْمِنُ ہیں آزادی ہو جدید رحیس کا من اٹھے اسی رخ پر عبادتِ شروع کر دے۔ یا اداک کے لیے کوئی محسوس چیز اس کی طاعت ہو۔ بُکْلی صورت میں مکونی اور خصوصی اور کیا اہوا الا اپاراگنگی اور انتشار پیدا ہو جاتا۔ یعنی بات اگلے چڑک کر قرآن اور بچھے کا سبب ہن چالی۔ ہر ایک اپنے رخ کو اولیت دے جاتا۔ بُکْلی دین میں اتفاق، اتحاد اور اُنکام کی طلب چرچے۔ لبید اور سری صورت ہی بہتر ہے۔ اس کے ساتھی موالات سے تعریض کیا بغیر با تفصیلِ عرض ہے۔

جب حواس کے ساتھِ اللہ کا دراک مُؤْمِنُ نہیں تو اس کیلئے کون ہی جیسے ہوتی جا گے؟ تکلیفی میں سے کون ہے جو بندے کے نفس میں خاتق کے اختصار اور اداک کا ویلے بننے کیلئے اولی اور زیادہ بہتر ہے۔ پیغمبر، تکلیف، جس کا وجوہ صرف اس لئے ہوتا کہ اللہ کی توجیہ اور مختارات کمال کا اعلیٰ برکت ہے۔ جس کی تسبیت براہ راستِ اللہ کی طرف ہو۔ اللہ پر دلالت جس میں سب سے زیادہ ہو۔ اختصار کا ویلے بننے سے پیدا ہو۔ اس کی عبادت مخصوص ہے۔ اور یہ سادہ ہے۔ میں جس کی بُجہ ایسا کمِ تکلف ہے تو وہ بھی پیدا ہو۔ اُنہیں اس بات سے خالی رکھا جو ان کی عبادت کا وہ بھی پیدا کرتی ہے۔ یہاں تک کہ ان کا نام بھی غیرِ اللہ کے نام پر نہیں رکھا۔ کعبہ اور قبّہ اللہ کی بناوی ہوئی

مسجد میں سے بُکْلی ہے۔

وَإِنَّهُ لِمَا يَعْلَمُ لِصَالِحةٍ حَوْلَهُ
وَإِنَّهُ لِمَا يَعْلَمُ لِصَالِحةٍ حَوْلَهُ

(الْأَنْعَمُ، ۱۲۳-۱۲۴)

نَازِلًا كَمَا جَاءَكَ
اللَّهُ نَزَّلَ إِلَيْكَ مِنْ فَوْقَ رَأْيِكَ

اللَّهُ أَنْشَأَ لَكَ مِنْ فَوْقَ رَأْيِكَ

بِئْلَكَ لَوْكُوكَ كَمَا جَاءَكَ مِنْ فَوْقَ رَأْيِكَ

بِئْلَكَ لَوْكُوكَ كَمَا جَاءَكَ مِنْ فَوْقَ رَأْيِكَ

(الْأَنْعَمُ، ۱۲۴)

إِنَّمَا رَأَيْتَ
عَذَابَنَا إِنَّمَا رَأَيْتَ عَذَابَنَا

جَبَ كُرْدَرَبَنَدَ بَرَبَے
بَارْدَهَوَهِ کی خدمت میں پہنچا تو ضروری کے کا پانچہ وہ اس کے سامنے کرے۔

اس کی طرف سے منزہ بھرے۔ زبان کا ساتھ اس کی شاخ اور اعطاۃِ جوارح سے اس کی خدمت

اور اکابرِ عاجزِی میں اچھائی کوکش کرے۔ پس نماںِ استقبالِ قبلہ داشا کے درود ہوئے

کے قائم مقام ہے۔ قراءت اور سچی اسکی شاہادروکون سجدہ خدمت کے قائم مقام ہے۔

قبلہ کی اہمیت

جیسا کہ بھی بتایا جا چکا ہے۔ قبلہ مکرانی طرف کا محروم اُنقلی عطا کر کے ملکہ ہوتا ہے۔ قبلہ ہذا اس کے ساتھ

گھرے باطیِ تعلیٰ کی طاعت اور اندر و فی چنانی والوں کی نشانی ہے۔ یہ اس کی واقعی بُجہ واقعی

تمام صفات کو نہیں ہے۔ ان تمام باتوں کا اعتراض کرنا ہے جو اس کی دلالت ہے۔ ان سب

تصورات کو اپناتا ہے جو اس سے وابستہ ہیں۔ اور اس سے اعراض کرنے والیں سب کی نئی ہے۔ اس

سے قبلہ کے قیعنی اور تحریکی ایہتِ محل کر سائے آجائی ہے۔ کسی قبلہ کے ساتھ وہ بھی خصوصی

تقدیر ہے، خاص مُلک، جدا تحریک اور الگ ملت کے ساتھ شکل ہونے کی طاعت ہے۔ اسکی

تحریک اور تحریکی دراصل اس عقیدے پر گھر تحریک اور ملت سے منزہ بھرنسے کی نشانی ہے۔ الگ

تقبیل کا تھن دین کا تمہارا ہے۔ اور سبق تقبیل کے مقابل ان تمام تصورات کو قبول کرنے کا

الحادیں ہے جو نے قبیلے سے دایتے ہیں۔ اور خدا غور است غلام انتہا
الخواجہ احمد فراڈ اور شوق میں

محل تمام محظوظ عذری

کا صدقہ ہے۔ اس کی ایسیت اس سے ظاہر ہوتی رہی

(۱) اللہ نے جو میں تبلیغ کا پشاپڑ حکم دینے سے کمی کوئی پہلے ہی اس کیلئے مسلمانوں کو وحی طور پر
بیان کرنا شروع فرمادیا۔

(۲) تجویں کام حکم بعد میں دیا ورثائیں کی طرف سے اٹھنے والے اعتراضات کا جواب پہلے دیکھ
سوئیں کے ایمان کو مذبوح کیا۔ اور جواب کے تھیار سے انہیں پس فرما دیا۔ اعتراض کرنے والوں
کو بے حق فرمادیا۔ کیونکہ یہ ملت ایرانی سے اعتراض کرنے والے ہیں۔ اور جواب دیتے ہوئے
ارشاد فرمایا۔

فللہ الشفیق واللہ رب

کیوں شرق اور غرب اللہ کا ہے۔ (قرآن ۱۳۲)

شرق اور غرب سے مراد حتم جہات ہیں کیونکہ اللہ جب اللہ کے حکم دے دے۔
خود جہات سے منزدہ ہے۔ لہذا جہت کمی کی طرف اسکا حکم دیا گی ہے۔ تفسیر اسرار قدیم میں ارشاد
ہے۔

بنویں ان الصلاۃ الی بیت المقدس و پیکھا زیارت المقدس کی طرف ہو یا کہ کافر
الصلاۃ الی کعبۃ لله اذا کان با مرالله جب اللہ کے حکم سے ہے تو اسکے لئے ہے۔
اور فرمایا

وَاللَّهُ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ إِلَى صِرَاطِ الْمُسْتَقِيمِ

او ما ذکر میں کیا ہے امامیت کرتا ہے۔ (قرآن ۱۴۰)

اشارة الی وجہ تصحیح التولیۃ الی الحکمة علی التولیۃ غیرہ

ان الفاظ میں ہوت کچھ کو درست جہات پر توجیہ دینے کا اشارہ ہے۔ (امان عاصم)

(۳) تجویں تبلیغ کا حکم دو کوئی میں بیان فرمائے۔

(۴) انہی آیات میں فرمایا۔

وَمَا حَفَّلَنَا لِتَبْلِيلِ الْأَنْوَافِ كُنْتُ غَلِيْلًا اور حس قلب آپ پہلے تھے دوسم تھے ختنیں رکرا
إِلَيْنَا لَمْ يَكُنْ فِي أَنْوَافِنَا شَيْءٌ ثَقَلَ كِيرَاسِ وَالْمَلَكُونَ كِيرَاسِ کوں ہاتھ رہے گا
ثَقَلَتْ عَلَيْنَا غَلِيْلًا رِوْلِ کا۔ لہوں ائمہ پاہیں پھر جائے گا۔ (قرآن ۱۴۳)

(۵) اس تجویں کو خوب لکھی کہا۔ ای تقبیلہ شاقہ جدا یعنی بہت بماری اور شوار (ایقانی)

کعبہ کی وجہ ترجیح

بھیج کر کہتے ہیں اس سب کیس سے ترجیح دیاتجی بارہ رعنیں۔ ایمانے آفریش سے تی اللہ
تے اس جہت میں کمالات رکھ دیے۔ ارشاد فرمایا۔

لِنَأْلَنَّ تَبَعَّدَ وَبَعْضَ لِلْمُسْلِمِينَ بِلِكْ سب سے پہلا گھر جو مقرر ہوا لوگوں

بینکھ نہیں تھی و مخدی للطیبین کے واسطے کی ہے جو کسی میں سے برکت والا

(آل عمران۔ ۹۶) اور حدیث جہاں کے لوگوں کو

اس آئت میں کعبہ کی فہائل بیان فرمائے

(۱) پہلی فضیلت:

والواضع هو الله تعالى اسے جائے عبادت بدلے والا اللہ ہے۔

یہ شان کی دو درست عبادات گا کے میں میں آئی۔

(۲) دوسرا فضیلت: تحریر الحدیث میں ہے

کونہ اسیق بیوت العالی وضع فی الارض زمین پر جو گھر ہے گئے بیان سب میں پہلا ہے۔

پہلا ہونے کا مطلب علام اعلوی نے بیان فرمایا

مراد بالا ولیۃ الاولیۃ بحسب اؤالیت سے مراد بخاتم زماۃ اؤالیت ہے جو اور

الرمان و قلیل بحسب الشرف کیا کیا شرف کے مالا ہے اؤالیت ہے۔

بخاری فتاویں اول ہوئے کا تھا ضمیم اس کا وجود قائم گھروں اور عبادت گاہوں سے پہلے ہو۔ جیسا

کہ دو ایات میں ہے اسے جو دل پھر سیکھیں سے زمین کو اطراف میں پھیلایا گی۔ کویا یہ مقام

زئیں کا اداوت اور نافع ہے۔ پسکے گزر چکا ہے بیان اذن لفظ میں کوئی ذاتی احیات نہیں۔ لہذا کوئی جدید تقدیم کی ہوئی چاہیے۔ اور وہ اس کا شرف اور برگزی ہے۔ اس لئے بیان زمانے کے لفاظ سے آیت کو شرف کے لحاظ سے آیت لازم ہے۔ امام رازی کا فرمان ہے۔

لأن مقصود الأصل من ذكر يكيل به ادلة ذكر لفظ ببيان ذاتي

هذه الاولية بيان الفضيلة مقتضى اهتمام ذكر لفظ ببيان ذاتي

نتيجہ یہ گھاٹ جگہ اللہ کے زندگی شرف میں سب سے زیادہ تھی۔ لہذا جو میں بھی اسے مقدم رکھتا ہیں۔ اور یہاں لفاظ شرف اول ہونے کا مطلب ہے۔ عبادت کیلئے بخوبی قوم جو یہ کے لئے ان میں سب سے افضل ہے۔ اگرچہ قسم میں موخر ہو۔ یہوں بھی کہا جاسکتا ہے یہ مقام اور بہت اہم ترے شی فضل و شرف والی ہے۔ ہاں باقاعدہ تحریر حضرت ابراهیم (علیہ السلام) کے بالصور ہوتی۔

امام رازی کا شرف ہر دو میں اول کہتے ہیں۔ اسکی ایک دلیل یہ کہ تمام انجیاء کے دین کا اہم جزو رہی ہے۔ کسی

سورہ مریم آیت نمبر ۵۸ میں معلوم ہوتا ہے نماز قائم انجیاء کے دین کا اہم جزو رہی ہے۔ کسی انبیاء اللہ کے سامنے تکمیلہ و حرج ہوتے رہے۔

والسجدة لا بد لها من قبلة قلو کات

اور رکوع کیلئے قبلۃ الازی ہے۔ پس اگر شیب،

قبلة شیت وادریس و نوح علیهم

اردوں اور روح علمی الاسلام کا قبلہ کعبہ کے مقابلہ

ہو تو اللہ تعالیٰ ان اول ایکتیتیت اللہ تعالیٰ

قولہ ان اول بیت وضع للناس فوجب

کن بخلال فلولک الشاید المفتدىن

حکمین کا قبلہ کعبہ ہے۔ اور ایسا بات کی

ہی الکعہ قدمل هذاعلی اہن هذه

دلیل ہے کہی مت بیش شے شرف و کرامت

الجهة کا اہم امنشرفة مکرحة

و دریہ دلیل کا اللہ نے کو کرام القری (بستیوں کی ماں) کہا

و ظاهر ہدایت بعضی اپنا کاتت سابقۃ

اللکھاڑی کا خاص ہے جب ساے جو

سبت دکھتی ہے۔ (رازی)

مدد کائیت موجودہ

تیری دلیل کو حضور ﷺ نے فرمایا۔

لا ان الله قد حرم مکہ بوم خلق السموت خود را یقیناً اللہ نے ارش و اوارش و قربیاً کرنے والا درض والشمس والقمر و تحریم مکہ کے دن مکہ حرمت والآخر دیا۔ اور رکی حرمت لا یمکن الا بعد وجود مکہ اس کے دلیل کے بعد ہی مکن ہے۔ (رازی)

مفتر این عاشر نے لامس سے الی کتاب اور مسلمان مراد نے جواہر ایم سکھ اصالت دین کے حضر اور اس پر حقیقی میں کہ کبھی ہی پڑا تب قیام ہے۔ ان کے اعتراف سے لازم آیا کہ اللہ عبادت کیلئے جو گھر بنائے گے یہ ان سب سے افضل ہو۔ فرمائے ہیں

و اس کاتت الاولیاً موجوہة الفضیل اور اس کے سوا کچھ مکن کا دلیل ہوئے کو لان مواضع العبادة لاما لاقابل من واجب کرتا ہے۔ کیونکہ مقامات عبادت کو عبادت کے جهة العبادة قاذھی فی ذلك سوا و ربہ سے باہم و فرضیتیں ہیں ابوالحسن وہ برجیں لکھتا اتفاضل سما پسح بدلانک تکیہ جاہست کیا جائیں پر فرضیت دکھتی ہے جو ان

من طول ازمان التعد فہا و بسیها میں بلکا ہے۔ جیسے اس میں جاہست کا زمانہ طویل اور ایسی بایہ کو ہوئیں المقصد فی ذلك ایڈن بیان کی ایست سے اور جو میں مس من سیتے اسے و قد بقال فی مسجد فی المسجد اللہ سمجھتا کے بارے میں فرمایا بیتہ وہ سمجھ جس اس علی التقوی من اول ہوم احق کی پیار کی تھی پر وہ پہلے دن سے لائق کہ کوئی ان تقوی فی و قد جمعت الکبمة جمیع کھڑا ایسا میں۔ اور حقیقی کہیں تمام خوبیاں جن کر ہیں المراقبات اسی بیوت العبادة دی گئیں۔ جیسی دو اللہ کی عبادت کے گروں میں سب

الحق (آل عمران)

سے پہلے ہے

غلاصیہ کے اس کی تقدیم زمانہ میں ہو یا موخر۔ شرف میں کوئی اس کا حکم پلٹیں۔ اور اللہ کا نہ کوہہ فرمان اس پاہت کی دلیل ہے کہ

ان هذا البیت و ضمیم اللہ تعالیٰ و یک اس گھر کو اٹھ نے طاغات ،

موضع للطاعات والخبرات و
العبادات فی الدخول فيه کون هذا
لیت قلة للصلوة ووضوء للنجع
ومكاناً يزداد ثواب العبادات
والطاعات فيه

(۳) تیری اضیلت:

الله مبارک ولبر کہ کفرة الخبر سیاک پر کرتے ہیں اور کرتے ہیں لور بکی کا
دوامہ ولیس فی یوت العالم نام پر اور لندن کے گروں میں اور یا انکی جو کرت میں اس
ارک میں ولا اکثر سو لا اکثر سے ہوا۔ سماں کی اس سے کوئی بھی میں اس سے
ولانفع للخلاف (الحادی) فرود ہو۔ اور حوق کے نام کے میں اس سے زادہ ہو
برکت کے دوستی ہیں۔ (۱) السنو والترايد۔ یعنی اور اراضی (۲) البقد، الدواب۔ یاقاود
یعنی اس کی برکت یہ کاظمیات اور لگا ہوں کو مانا ہے۔ اس میں میادات کا کوئی کیا یاد
چاہتا ہے۔ اس میں بیش عبادات جاری رہتی ہے۔ کبھی رکوع وحدہ یا طواف کرنے والوں سے
خالی فیض رہتا۔ ان عبادات کیلئے بھی مخصوص ہے۔ جو اس کا انکی احیام فیض دی جائیں۔
اسکی بھگی ہے جوں کچھ بیوی اپنی دوستی میں بھر جس سے اللہ فرماتے ہیں۔
یعنی اللہ فرمات کل شفیع کمی طے تے جیس کی مرف میں بھر جیز کے (الص منع)

(۴) چوتھی اضیلت:

انہ هدی و وصفہ بالمصدر نفسه و وحدات ہے۔ اور میا فکٹھے بایت صدر
بالغة حتى کانه نفس الهدی ذکر کی۔ گواہ و مراجعا بایت ہے۔ (الحادی)
زاد اسریں اس کے تعلق چاہوں ہیں۔

(۱) هدی بمعنی القبلة۔ تمام ہجان لیلے قبلہ (۲) هدی بمعنی الرحمۃ عالیں کے
لئے رحمت ہے۔ (۳) هدی بمعنی الصلاح۔ اہل ہجان کے لئے درجی۔ لان من قصدہ

صلحت حالہ عندر رہے اس لئے کہ جس نے اس کا ارادہ کیا اس کی حالت اپنے رب کے پاس
درست ہو گئی۔ (۴) هدی بمعنی البيان۔ دنیا والوں کے لئے اللہ کے وجوہ اور صفات پر گواہی
دینے والا ہے۔

(۵) پانچویں اضیلت:

فتح الباطن ہیتاں۔ اس میں نٹائیاں ہیں ظاہر (القرآن۔ ۶۷)

علام صار الدین نے تقریب حدی میں وضاحت کی

ما تضمن من الآيات البیان چالیس سے زیادہ بھلی اور واضح

التي تزید على اربعين آية نٹائیاں جو اس میں رکھی گئیں۔

امام شکرانی نے چند نٹائیاں ہیں کہ تھے ہوئے قریباً

ایمات بیان الواضحات منها الصفا کلی واضح اور وہ نٹائیاں میں سے مذاہضا

والمروة ومنها الرقادم في الصخرة اور مرودہ ہیں۔ چند چنان کہ ایسا کہ کافی کلم

الصما و منها ان الغبت اذا كان ہے اسی جس کو ایسا کہ کافی کلم

بناسیة الرکن البیانی کان الخصب میں ہوتی ہے۔ کن شاید کی طرف ہو تو شام

في السین و اذا كان بناسیة الشامی میں ہوتی ہے جب ایسا کہ چاروں طرف

کان الخصب بالشام والا عمر الیت ہو تو رجی خیز تام علاقوں میں ہوتی ہے

کان الخصب في جميع البلدان و پہنچے اس سے بہت کے پڑا کر تھے۔

منها انتراف الطیور عن ان تمرعی ہر زمانے میں ایسا ہوتا ہے۔ اور ایک نٹانی

ہو ہے في جميع الازمان ومنها لالک کی طالبوں میں سے جس نے اسے مذہب کی

کی طالبوں میں سے جس نے اسے مذہب کی

ارادہ کیا وہ ملک ہوا۔ (القدر)

زاد اسریں في علم المؤشر میں ہے۔

بیت بجمع الكاب والقطی فلا الكاب

بعضقطی ولاقطی یستوحش منه

وَمِنْ دَخْلَهُ تَكَبَّرَ إِنَّمَا أُولَئِكُمْ لَا يَأْتُونَ [آل عمران: ۹۷]

سورہ بقرہ میں فرمایا

وَإِذْخَنْتَ الْيَتَامَةَ إِذْنَهُمْ لَمْ يَكُنْ كَبِيرًا

جَهْدُهُمْ وَأَنْفَسُهُمْ

طبری نے مثبت کا حقیقی بیان کیا ہے

مَرْجِعُهُ اللَّئِنَاءُ وَالشَّفَرُ الْحَرَامُ لَوْكُونَ كَلِيلٌ بَرِّيْگَلٌ وَالْمُؤْلُودُونَ كَوْنَرِیَانِ كُوْنَرِیَانِ

لوگ بار بار سیوا لوٹ کر آتے ہیں۔ یہاں کامرن جن اور جائے چاہے ہے۔ (ترجمہ)

وَالْهَدِيَّ وَالْقَلِيلَ (الہدی: ۹۷)۔ کہیکی ہو تو جن کے گلیم پڑنا کلے جادیں کہیکی

تیماں لاس کا مطلب ہے یہ دین دینی کی اصلاح کا سبب اور ان کی بہتری میثاث کا سبب یہ ہے۔

عذاب سے اکن ہے۔ اس آیت میں چار بیج دل کو قیماں لاس کا کعبہ کہتے ہوئے دلیں ہدی

اور طلاق کر۔ لیکن ترجیب بیگ رکھی ہے۔ پہلے پورا جملہ ذکر کیا کہ تم نے کعبہ کو جو حرمت والا اگر

ہے قیماں لاس ہیا ہے۔ باقی تین کا ذکر کئے تھت کیا ہے۔

ای آیت میں فرمایا۔ طہرہ ایسی۔ دلوں میرے گھر کو صاف رکھنا۔

گھر کو پاپی طرف منصب کر کے یہی میرا گھر کہاں کسے ملاوا کی گھر سمجھی نہست برادر است

اپنی طرف نہیں کی۔ مساجد اشکی سمجھیں (میری سمجھیں) اسکی فرمایا۔

علامہ صارع الدین اس شرف کے بارے میں کیا خوب لکھتے ہیں

ولو لم يكن له شرف الا اخافه۔ میرا گھر کراشنا اپنی طرف نہست کی۔ اگر اس کے سوا

ایساہ الی نفسه بقوله وظہر بیتی کوی اور شرف و تھاب اسکی افضلیت اور بحدی کے

فکھی بھدہ الا ضاہنة فضلا و شرف اے کی نہست کافی تھی۔ یہ نہست ہے جس کی وجہ سے

وھذه الاضافة هي التي اقبلت جہاں والوں کے دل اس کی طرف کئی چلے آتے ہیں۔

بنلوں العلیمین الہ و ملت نقوهم اس کی زیارت کا شوق اور اسکی محبت ان کے نہیں کو کلب

جنہاں و شوقا ای رفیعہ فهدہ کر لیتی ہے۔ جسی محبت کرنے والوں کیلئے مریت ہے

المتابعة للمسجدين بذوبون الہ ولا اکی طرف اداہی اپنی اٹوں میں لاتا ہے۔ اس سے

یکضون منه و مطر ابداً کنما ازدادوا اکی طرف کبھی پوری اٹکیں ہوتی۔ بتاہو اس کی زیارت

له زیارت ازاد ادواہ حبا و ایہ میں آگے ہے جیسی تھا اس کی طرف شوق اور محبت میں
اشتبہا قاتلا اولادا لشیوهم بھی ترقی ہوئی ہے۔ پس وہ انہیں شفاقت کیا ہے اور انہیں
ولا العباد یسلیهم (العدی: آل عمران) ووری ہی انہیں اعلیٰ دریتی ہے۔

(۸) آٹھویں فضیلت:

سورہ المائدہ میں فرمایا

عَذَنَ اللَّهُ الْكَفَنَةَ الْبَثَثَ الْحَرَامَ اللَّهُ نَرَى إِنَّمَا كُبَرُ كُبَرٌ بَرِّيْگَلٌ وَالْأَقِيمَ كَبَارٌ
فَإِنَّمَا الْأَنْبَارَ وَالشَّفَرَ الْحَرَامَ لَوْكُونَ كَلِيلٌ بَرِّيْگَلٌ وَالْمُؤْلُودُونَ كَوْنَرِیَانِ
وَالْهَدِيَّ وَالْقَلِيلَ (الہدی: ۹۷)۔ کہیکی ہو تو جن کے گلیم پڑنا کلے جادیں کہیکی
تیماں لاس کا مطلب ہے یہ دین دینی کی اصلاح کا سبب اور ان کی بہتری میثاث کا سبب یہ ہے۔
عذاب سے اکن ہے۔ اس آیت میں چار بیج دل کو قیماں لاس کا کعبہ کہتے ہوئے دلیں ہدی
اور طلاق کر۔ لیکن ترجیب بیگ رکھی ہے۔ پہلے پورا جملہ ذکر کیا کہ تم نے کعبہ کو جو حرمت والا اگر
ہے قیماں لاس ہیا ہے۔ باقی تین کا ذکر کئے تھت کیا ہے۔

لأن هذه الشّلّاتُ انتَصَرْتُ سَبَبًا كَيْفَ يَعْتَمِنْ كَبِيرُ طَرْفٍ مُنْصُوبٍ هُوَ نَيْنَ كَيْفَ يَدْجُجُ

لقوم المعيشة لانتسابها إلى البيت سے میثاث کی محبوبی کا سبب ہو گئی ہیں۔ پس

الحرام فکان ذلك دليلًا على يہ بات اس گھر کی محبت اور اس کے بہت بہرہ

علمہ هذا البيت وغاية شرفه مرتبہ اونے کی دلیل ہے۔ (رازی: المائدہ: ۹۷)

(۹) نویں فضیلت:

یہ کہ الله کی تو حیدر دلالت کرتا ہے۔ آل عمران کی آیت کے علاوہ درج ذیل آیتوں سے بھی یہ
بات معلوم ہوتی ہے۔

أَنَّ الْأَنْبَرَ كَيْفَ يَنْتَهِيَ الطَّهَرُ يَنْتَهِيَ كُشْرِيْکَتْ كَرْتَاهِرَسے سَاحِرُ کَوْنَرِیَانِ کَوْنَرِیَانِ اگر

فَلَيَنْتَهِيَ الشَّسْجَدَ الْحَرَامَ بَعْدَ غَامِمَهُ هُدَا

سُو (مشعر) ازدیک شادیت پا کیں سمجھ رام کے اس پرس کے بعد۔

اس بارے میں یاد ہے شر قریب میں
ولا شک ان اول ہیکل المیم نو
حید اللہ و تزیرہ واعلان ذات
وابطان الاشراک هو الحکمة التي
بنهاه ابراهیم اول من حاج
الوئین بالادلة و اول من قاوم
الوثنية بقوة بدھ فجعل الاوثان
جذاذا ثم اقام لتخذیل ذکر
الله و توحیده ذلك الہیکل
العظيم لعلم كل احد بانی ان
ہاط کرنے کیلئے ہیا جائے۔ (بڑو۔ ۱۳۳)

(۱۰) دوسری فضیلت:
یہ دوسری ہے جس کی تحریم الشکر و جملی القدر تحریروں نے حصلی۔ یقیناً امام رازی تحریر کا حکم
دینے والا ملک جملی ہے۔ جگہ تاتے والاجر اکلی ہے۔ ہائی قابل اور تکمیلہ اسے اکلی ہے۔ جبکہ
ہیئت المقدس کی تحریر حضرت سليمان کے حکم سے ہوئی۔ کام کرنے والے جانتے ہیں۔ اہن عاشور
سورہ قمرہ کی آیت ۱۳۳ کی تحریر میں کہتے ہیں

نم فی مزید معاشرۃ ابراهیم عليه چاراں کو کمال حاصل ہے کیا الہم طیلیاً السلام اور ان
السلام بناه یہ دو دین اس مساعی کے میان میں طیلیاً السلام نے اسے بسد خود تحریر کیا
دون مونہ احمد فهو لهذا المعنى اعرق۔ کی اور سے کیا مدح اصال شکی۔ اس میں وہ بیک
فی الدلالۃ علی التوحید و علی وحشتہ حیدر سرات دہلوی یہ دلالت کرتا ہے۔ اور اس
الرسالة معا و معا قطبیمان المؤمن میں زندگی مظلومت ہے۔ پیدوں و میشان کی ایمان کا
وفی هذه الصفة لا يشارکه غيره۔ تحدی ہیں۔ اور اس خوبی میں اس کا کوئی شریک نہیں۔

مکہ مکران کے آئینے میں

(۱۱) گیارہویں فضیلت:

اس گھر کے ہارے میں اشنے ابراہیم کی تمام دعا کیں قول فرمائیں۔ مٹلا نبیوں نے دعا کی
رُثِّ الخخلُ هَذَا بَلَّدِيْن۔ اس اشاہس شکر جاتے اس بنا۔
اشنے اسے قبول کیا اور فرمایا۔

وَإِذْ خَعَلَتِي ثِنَاثَةُ الْلَّامِ وَاثَنَانِ
كَتَمَ نَسْنَةَ اسْكَرْ كَوْكَبْ كَارِمَنْ كَيْ جَنْ طَيْاَيْهَ۔
نَبْوَلْ نَعْرَسْ كَيْ۔

وازِرِّيْنَ أَخْلَهَ مِنْ الشَّرَّاَتِ۔ اس میں رہنے والوں کو پہلوں میں سے رُثِّ دے۔
اسے قبول فرمایا اور کہا۔

نَبْنَى إِلَى شَرَّاَتِ شَكْلِ شَنِيدَ۔ طَلَّاَتْ بِيْنَ اسْكَرْ بَلَّفْ بَلَّفْ طَرْحَ كَيْ
اَبَرَّاَتْ نَاجَيِيْ۔

فَأَخْلَعَ الْمِنَدَةَ مِنْ النَّاسِ تَهْوَى اَتَهْمَ۔ سُرْ كَوْكَبْ کوْنِ مِنْ سے کُوكَسْ کاں ہوں اسکی طرف۔

اسے سند قبورت عطا فرمائی۔ ارشاد و اہتمام شے اس گھر کو مانا ہے (مرجع) بادیا۔
ظرفیں نے اس گھر کے اور بھی کی فضاں و مناصب بیان کیے ہیں۔ اس پر فخر کرنے سے معلوم ہوتا
ہے۔ خاتم النبیا کا تمام المسابدی ہو سکتا ہے۔ رحمۃ للعلیم کے لائق وی تجلی ہے جو حدی
لعلیمین ہے۔ عبد اللہ کے لئے یہت الشدی مناسب تبلیغ ہے۔ اور داعی ایل الشکر تبلیغ ہوتا چاہیے
جو بس سے زیادہ الشکر تو خپڑے دلالت کرتا ہے۔

تَوْبِيلُ اَوْ تَرْقُولُ قَبْلَهِ مِنْ بَنْهَانِ حَكْمَتِينِ :

(۱) یہ شریعت گذشتہ قائم شریعتوں کی مخraf ہے۔ ان سب کی جائیں ہے۔ اسی سلطے کی کمزی
ہے۔ عالی ہے۔ صرف نبی امریکل یا عرب بھک مدد و نہیں۔ ہر ایک کے لئے ہے۔ تمام سا بقدر
شریعتوں سے اکل اور امام ہے۔

(۲) یک محنت ان فضاں و کمالات کا حصول ہے جو اس مقام اور جہت میں بیوی کیلئے اللہ

نے رکھ دیے۔ ان شرائع اور کرامت سے بہرہ وہ نے کیلئے جس کمال کی ضرورت تھی کوئی انتہا بھی اس درجے کو نہیں پہنچی۔ بعض کمال و مرسے کا لاتا پر موقوف ہوتے ہیں۔ ہر چند استقبال قبلی پابندی کا حرم تھا ابے اس مگر سے وابستہ فضائل حاصل کرنے کیلئے جو کمال ضروری ہے یا مامت اسے حاصل کر بھی ہے۔ وہ خاص کمال اس کا وسط ہونا ہے۔ اسے اس است کی عراو رفت تجویز کیا جو زیادہ ہے۔

(۳) اس بات کا اعلان کیم جو حملی اللہ علیہ وسلم اور ان کی امت ایم ایم کے ہر کار ہیں۔ مطلب ایم ایم اللہ کی پسندیدہ ملت ہے۔ اللہ نے حمولی اللہ علیہ وسلم کو ایسی پر ملکہ حرم دیا۔ صرف حرم ایم دیاں سب کی پہنچی کی راہیں بھی کشاوہ کرو دیں۔ ایم ایم ملت ہونجانے کے سے مستور ہو جو جلی تھی بتام و کمال آپ کے لئے کھل دی۔ اس ملت کا ایک شعار اور ایم علامت کیم کی تفہیم و تکریم بھی ہے۔ عالم آؤ فی رہ ماتے ہیں۔

ان الله امر المكر قباتا ع ملقار اعiem اللہ نے کافروں کو ایسی یہ پڑھ کا حکم دیا۔
ومن ملکه تعظیم بیت الله الحرام اور ایم ملت میں اشکے کے زیر حکم بھی ہے۔

(د) اعمالی۔ آل اہم

اس کی طرف اللہ نے آپ کی راہنمائی فرمائی۔ ہر چند استقبال قبلہ کا لازمی حرم دستی ہوئے فرمایا۔

وَمِنْ حَيْثُ حَرَجَتْ فَوْلَ وَخَمَكَ اور جہاں سے آپ انہیں اپنا منصب حرام خفْرُ الشَّجَبِ الْحَرَام وَخَمَكَ تا کی طرف کیجیا اور (اے مسلمانوں) جہاں خَمَكَ فَوْلَ اَوْ خَمَكَ حُكْمُ شَطَرَہ۔ مجھ تھیں اپنا منصب طرف کو۔ (قرآن)

پوری امت کو استقبال قبلہ کا حرم دیتا مددوی کی خصوصیت اور شرف ہے۔ کبھی کو قبلہ نہ ہاگئی صراحت میتم ہے۔ اللہ کی مشیت کا تقاضا تھا۔ اس نے ہماری راہنمائی فرمائی اور صیغہ خطاب کے ساتھ باقاعدہ حکم دے کر میں استقبال کا پابند کیا۔

وَما توجھه الى جهتہ من بلد بعد۔ اور ہایک (الملت ایم ایم میں) درودہ کر بھی اس

عنہ افادہ دلیل علی وقوفہ فیکون سمت تجہیز اضطرابی ہو تو اس کی کوئی بدل نہیں۔
الامر بالانزام الاستیاب فی الصلاة پس ہر چند استقبال قبلہ کا لازمی حرم اس شرع من خصوصیں هذه الشريعة۔ شرکین اور اول کتاب خاص طور پر اس شرف سے محروم رہے۔ حالانکہ وہ ملت ایم ایم پر کار بند ہونے کا بھوپی کرتے اور خود کو فرستے ایسا یہم علیہ اسلام کی طرف منزوں کرتے تھے۔
مشرک کبھی کشمی تو کرتے تھے جن دونمازقی نہیں پڑھتے تھے تو کہب کو قبلہ کیا ہاتے؟ اٹا اس پا کسر کو کسر کا ادا کر کا جاتا۔
بیرونی اور بیرونی کسی درجے میں بیت المقدس کو قبضہ کر جائے جن وہ بھی ان کے اصل نہ ہوں۔ نہیں تھا۔ بیرونی اور دین ہوسوی کے درجہ کا تھے۔ اور بیت المقدس موی قبضہ کے کی صدیوں بعد حضرت سليمان بن القاسم کے زمانے میں قبیرہ وال نماز میں ان کے لئے کوئی جوست مسمیں نہیں۔
انی عاشورہ رہتے ہیں

اَنْهُمْ كَانُوا يَتَحَمَّلُونَ فِي دُعَائِهِمْ جن، جن ملائقوں میں وہ رہتے تھے وہاں بہت بالتجویہ الی صوب بیت المقدس کا اختلاف اُقیع ہونے پر بیت المقدس کی طرف على الاختلاف موقع جہتہ من متوجہ ہوتے اور ایسا دعا میں اس کی واکیہ بہت کا خیال کرتے تھے۔ (ان عاشورہ۔ بغیرہ)

شرق و مغرب اور ان کے درمیان کوئی سست ان کے دین میں مقرر نہیں۔ بیماریوں کے لئے بھی ایکیں میں کوئی جوست مسمیں نہیں تھیں اپنی مرثی سے شرکین روم کے ستم ناقوں کی حالت میں اپنے کئی بھی شرق کے رشتہ ہاتے اور دو روزے مغرب کی جانب رکے۔ اب تو یہ جگہ بھی باقی نہ رہی۔

(۴) آپ کا دین یہ دو نصاری کے دین کا جرم ہے اس کیں اپنی جگہ مستقل دین ہے۔ بیت المقدس ہی قیقدہ رہتا تھا شہر ہوتا کہ اسلام اصول و فروع میں دین ہوسوی کے ماتحت ہے جیسا کے میسا یہت۔ حجیل قبلے نے واضح کر دیا یہ اسی مطلکی کی کردی ہونے کے باوجود ان کا ماتحت نہیں۔

کی طرف آپ کی رضا ہے جو آپ کو ای طرف پھیرو رہیں گے۔
مختزل ہے اس پر اعزز اش کیا کر کیا آپ کے میان طبع کا نام شریعت ہے جو علماء بحث نے اسکے
ہدایات دیئے۔ درجہ حاضر کے مکریں حدیث بھی بعض ہاتوں میں انہی کے نقش قدیم ہے۔ اہل
ایمان کے لئے اس میں روشنی ہے۔ جو میں قبلہ آپ علی اصلاح و السلام کے میان طبع کی تحریکیں
یعنی لکھنی میں رہنک اور صراطِ مستقیم کہ کرتا ہے کہ بتیر کی طبع اور اس کی رضا اللہ کی رضا
میں فاروس کے نزدیک میں قیمت اور صراطِ مستقیم ہے۔ آپ کی مبارک طبیعت بہت بھلی، مخفی،
مزکی اور اطیف ہے۔ اس وجہ سے خود کو دی ای بات کی طرف مل کی وہی ہے جو میں حق ہے۔ اسی
طبیعت والے سے جو کام صارہ، وہاں وہی میں حق و صواب ہو گا۔

اہن عاشر نزدیکی تحریر میں فرمایا

او آپ کی رضا سے تعمیر کرنا اس بات کی دلیل
و عبر برضاها للدلالۃ علی ان
میله میل لقصد الخیر بناه علی
ہے کہ میکہ طرف آپ کا میان خارج کاراء
ان الکعبۃ اذ جدر بیوت اللہ بان
سے ہے۔ اس کی نیا اس پر کہ کبکہ اور چور
بدل علی التوحید کما ناقدم
والات اللہ کے تمام گردوں سے زیادہ ہے۔
فهو اذ جدر بالاستقبال من
ہمیکہ گزر پکا ہے۔ اس لئے بیت المقدس کے
بجائے کہ استقبال کی زیادہ محنت رکتا ہے
بیت المقدس

الشہید الاعظم

شہادت گواہی کو کہتے ہیں۔ اور شاحد کا مطلب ہے گواہ و نیئے والا۔ یہ اعزاز بھی ہے اور ذمہ واری بھی۔ یہی گواہی تکاری دھاری پڑھ کے تراویح ہے۔ یہ کاتولیک کارائیوں کی طور پر کیا جاتا ہے۔ اس کا راجحہ ہے۔ اس راجحہ کو کہنا شاذ ہے کیونکہ اس سے نہیں انتہاؤں سے گزرا پڑتا ہے۔ شہادت اکابر حق کا نام ہے اور شاحد مظہر حق ہے۔ یہ سانچوں و اداہوں و اخواتر مذکورین صعب ہے۔ وہم و خیال نہیں ایک روایہ بلکہ ہر روایے کا بلن ہے۔ یہہ مل ہے جو لٹاہوں سے بر سارہ اداوں سے پہلا ہے۔ یہ دنیا علم شہادت ہے اور اس کا راجحہ شاحدت میں ہر چیز شاحد ہے۔ تمام شاحدوں میں شاحد سب سے زیادا ہے۔ ایک کی شہادت سب شاہادوں سے جدا ہے۔ یہ شاحد محمد رسول اللہ ہیں۔ اور تمام انسانوں پر آپ کی گواہی منفرد گواہی ہے۔

یہ تو ہر چیز اپنی امت کا گواہ ہے۔ زاد اسری میں

والشہید بنی الامہ شہید سے مراد ہر امت کا نیما ہے۔

لیکن محمد شاحد مطیق ہیں آپ شاہدوں جہاںوں میں سب زانوں کے تمام انسانوں پر گواہ ہیں۔

حضور کی گواہی کا ذکر

اس سے بہت شاحد کی شہادت کا تمکہ ہے چنانچوں میں کیا گیا۔

وَكَلَّا لِكَ خَلْقَكُمْ أَنْ تَأْتِيَنَا لَكُمْ فَإِنْ تَأْتِنَا كُمْ فَإِنَّا هُنَّ مُعْذَلُوْنَ

شہدہاً علی النَّاسِ وَتَكُونُ الرَّئِسُونَ بَلْ يَا تَمَّ لَوْكُمْ بِگَوَاهِهِ اور رَسُولِهِ

غَلِّيْمُ شَهِيدِهِ

اس آیت میں معتدل بنائے کے وہ سب تائے

(۱) تا کتم لوگوں پر گواہ ہو۔ (۲) اور رسول چیز گواہ بنے۔

امت اس نے عادل ہے تاکہ گواہ ہیں کے۔ یہ سربوک کام ہے کیونکہ گواہ کیلئے عادل ہو نا ضروری ہے۔ لیکن امت اس نے عادل ہے تاکہ رسول اس پر گواہ ہیں کے لٹاہر اس میں رہا ہیں۔ کیونکہ عدالت گواہ کیلئے ضروری ہے۔ جس پر گواہ دیجائے اس کا عادل ہو نا ضروری نہیں۔ لئنکوئن تو اشہدہاً علی النَّاسِ پر باتِ مکمل ہو گئی۔

اگرچہ بڑھانے سے دو باتیں مفہوم ہوتی ہیں۔

(۱) آپ کی گواہی حکم و چیل ہے۔ لیکن اس کی اول گواہی ہے۔ امت کی گواہی اس وقت قابل ہے جب آپ شاہدان پر گواہی دیں۔

(۲) امت و سلط پر گواہی دیکروں اس اپ ان کی تصدیق اور تکریر فرمائیں گے۔

اس میں حضور ﷺ خاتم اوری ہے۔ آپ کی ناطراتم کو سلط بنا کر تصدیق و تقدیم کے قابل ہیں۔ اور آپ کو پہلے ہی آگاہ فرمایا یا تاکہ صرف یہ کہ آپ بے کلک تصدیق کر سکیں۔ بلکہ کوئی یہ بھی نہ کہے کہ آپ پر بچک موجود ہے اس نے گواہی دے دے ہے۔ ہم اعلیٰ شور فرماتے ہیں

لَمْ جُلَّ وَلَمْ طَنَّ بِنَاسِهِ عَدْمٌ كَيْفَ عَلَىٰ وَرَبِّهِ مَنْ هَذِهِنَّ

الْأَحْيَاجُ إِلَى الشَّهَادَةِ لَا وَاتِّدُ

مِنْ أَوْهَارِهِ شَهَادَةُ عَلَيْهِ

شَهَادَةُ عَلَيْهِ (قراءہ۔ ایتہ۔ ۱۳۳۔)

شہادت کا کوئی بھی مقنی یا بجاے ہر جا

فَنِيَّ ذَالِكَ الشَّرْفُ الْأَنَّاَمُ لَهُمْ تَحْقِيقَاتٍ مِنْ سَبَّ سے اشرف ان پر گواہ ہے

جِئَتْ كَانَ الشَّرْفُ السَّلْخَوَاتِ اس جیشت سے اس میں امت کیلئے انجامی

فُلَیْتَ (ابن حجر العسقلانی۔ ایتہ۔ ۱۳۳۔)

ہوا الشاہد علیہ

(۲) دوسرا آیت

فَكَيْفَ إِنَّا بَعْثَتْ مِنْ كُلِّ شَهِيدٍ

بِمُكَلِّكِيْمِ حالِ ہو گا جب بلکہ کسی کے نہ ہر امام

مِنْ إِعْوَالِ كَيْنَهِيْمِ الْأَدَمِ اور بہادر کسی کے حصیں

اُنِّيْلَوْكُونِ بِإِعْوَالِ ثَانَيَتَنَّهِيْمِ الْأَدَمِ (اقراءہ۔ ۱۳۳۔)

شہدہاً

والامہ همان بعث البہم اور بیان امت سے وہ لوگ مراد ہیں جن کی طرف نی
السی من موسی بہ وکافر کو سمجھا گیا۔ خواہ وہ اس پر ایمان لائے یا کافر ہے۔
(۲) تیری آیت

وَتَوْمَّلُتُ عَنِ الْحُكْمِ فَيُنَزَّلُ إِلَيْهِ الْأَيْدِيْنَ ۚ اور حس دن ہر فرق میں ان پر ایک تلاوتہ والا
عَلَيْهِمْ مِنْ تَقْبِیْلِهِمْ وَجَنْبَلِهِمْ کڑا اکیں گے انہی میں سے اسہ تسبیح لا ایسے
شہیدنا علی مولیٰ ان لوگوں پر تلاوتہ کو۔ (انل ۸۹۔)

پہلے پر درسرے نیوں کیلئے ان تقبیلہم (انہی میں سے) کا لفظ استعمال ہوا آپ کیلئے نہیں کیونکہ
الہ میعوت الی جمیع الام م و شہید غلامہ جمیعہا

آپ تمام امتوں کی طرف مبوث ہوئے اور ان سب پر گواہ ہیں۔ (انل ۶۰۷۔ انل ۶۰۸۔
دوسرے نیوں کیلئے تبغ (ہم اخاکیں گے) عقیل کا صد اور آپ کیلئے جذبات (ہم الائچے ہیں
آپ کو) کامیابی میں استعمال کیا کیونکہ

انہ صلی اللہ علیہ وعلی الہ وسلم لم ہزل من حین بعثہ متصفاً بہنہ الصفة العلیة
پیغمبر جب آپ مصلی اللہ علیہ وسلم مبوث ہوئے جب سے برادر اس پذیرت میں مصنف ہیں۔ (ایضاً)
(۳) پچھی آیت

لَا تَنْهَا الْأَنْوَارَ سَلَكَ اے ہم نے تجھے بھجا تانے والا اور تو خوبی
فَلَمَّا دَشَّنَتِ الْأَنْوَارُ سَلَكَ نے والا اور زرائے والا۔ (الحزاب ۲۵۔)

طریقہ حیات فرماتے ہیں۔
شاهدنا علی من بعثت الیہم و اور حکی طرف آپ کو سمجھا گیا ان کی تکمیلہ تصدیق
علی تکمیلہم و تصدیقہم ای۔ پا آپ گواہ ہیں۔ مگنی آپ کا قول اشکے باں جیبل
مقبولہ غولک عند اللہ و شاهدا ہے۔ اور آپ کا قول اس بات کا گواہ ہے کہ انہیں تجھے
پاتختیل الیہم و پختیل الاتیہ فوکٹ کی اور انہیں نہیں دین پہنچا دیا۔

پانچوں آیت سورہ الحج کی اور چھٹی آیت سورہ مزمل کی ہے۔ آپ کو ملطقاً شاحد قرار دیکر آپ کی
کیا شان تباہی اسے کھٹکے کے لئے دوباریں جانتی ضروری ہیں۔
(۱) شاحد کیا ہوتا ہے۔
(۲) شاحد کی لفظ حیثیات کیا ہیں۔

عربی میں شاحد کا لفظ گواہ دینے والے کیلئے استعمال ہوتا ہے۔ جو اپنے علم کے مطابق کی بات کی
تھی تب دردے۔ اسکوں دیکھوں یا کوئی اور کا لوں سنی بات حاکم کر دیجوں ہیں۔
(اقاموں الوحدہ۔ فرضک آمیز)

شاحد اور حاضر میں فرق

جیسا کہ معلوم ہوا شاحد گواہ کہتے ہیں۔ حاضر اور موجود اروہ میں مترادف کہتے چلتے ہیں۔ عربی
لفظ دلوں میں فرق کرتی ہے۔ پکھ لوگ شاحد کو اپنی الخوبی وضع سے بنا کر اس کا معنی حاضر کرتے
ہیں۔ یہ سمجھ کیا تھا صرف اپنے من گھر نظر نظریے کو سارا دینے کے لئے کی جاتی ہے۔ وہ نظر یہ
کہ حضور ہر جگہ حاضر ضرور نہیں۔ کہا جاتا ہے کہ کی بات کی گواہی اسے دیکھنے اور موجود نے پر
حاضر ہوئے دیکھنے کو سمجھی۔ اس لئے لاذی ہے کہ گواہی دینے والا بھا جا ضرور ہو۔ خوش خود
مشاخہ کرے اور گواہی دینے کے وقت بھی وہاں حاضر ہو۔ جب اللہ نے آپ کو قوم اکوں
پر گواہ ہمایا تلازم ہے کہ آپ قرآن کے پاس موجود ہوں انہیں دیکھ رہے ہوں تھی آپ گواہی
دے سکتے گے۔ حالانکہ یہ بات بالکل غلط ہے۔

ہر جگہ موجود ہونا صرف اللہ کی صفت ہے۔ آپ کو ہر جگہ حاضر قرار دینا آپ کو اللہ کی صفت میں
ٹھریک کرنے ہے جو آپ کے دامن میں ہے۔ آپ کو ہر جگہ حاضر قرار دینا آپ کے ضرور پر تجزیہ کرتا ہے۔
شاحد کرنے ہے جاہضی اگر ایسی ضروری ہے تو لازم آئے کہ آپ ہر جگہ، ہر جگہ اریک جن و اس پر
حاضر ہوں۔ امام عطیہ السلام کی پیدائش سے تکمیل قیامت کے قیام تک یہی حاضری اس طرح دلگی اور
مسخر ہو کر ایک لمحہ کے لئے مجھی اس میں الظاءع ہو۔ کیونکہ اگر الظاءع اگرچہ ایک لمحہ کے لئے مانا
جائے تو اس صورت میں آپ حاضر نہیں ہوں گے اور اختراء میں کے لحاظ سے گواہی نہیں دے

(۲) دلوں سن ایک بار یک فرق اور بھی ہے۔ یہ فرق مطہرہ ان کے چدا ہونے کو تھا ہر کرتا ہے۔ اس سے پتہ چلا ہے کہ حاضر کیلئے شاحد ہوا اور شاحد کیلئے حقیقتاً حاضر ہوا ضروری نہیں۔ حاضر قاترِ احتجاج، مجیدِ الاحواس، بھتوں اور انہا ہبہ بھی ہو سکتا ہے۔ لیکن شاحدِ صحیح الاحواس اور صحیح حل والا ہی ہو گا۔

ابوال منکر کی خرمائتے ہیں

الشهادة في الصلال ادراك الشئ من شهادات اسل میں متنہ بار پہنچی جوست سے حق کے اہم جہة سمع اور رؤیۃ فالمشاهدة تقتضی کلام ہے۔ پس اصل پر ہم نے بیان کی گواہی اس العلم بالشهود علی مبانی و الحضور چیز کے علم کا تھنا کرتی ہے جس کی گواہی اُنکی۔ اور حاضر لا یقتضی العلم بالمحضور الاتری ہوتے سے اس کی وجہ کو علم اپنی آنحضرت سے ہو۔ کی جو نیس انہیں بقال حضرہ الموت ولا بقال شہداء دیکھتے اسے موت آئی تو کہا جاتا ہے موت نے اس کی گواہی الموت (برفوق اللہ ولہ)۔ (۱۱۱) دی جس کی وجہے۔

خلاصہ یہ ہے جو قائل شہادت ہو وہ شاحد ہے۔ جوں کرائے وہ حاضر ہے۔ اور جس میں دلوں ہاتھ نہیں ہوں وہ حقیقت میں حاضر بھی ہے اور شاحد بھی۔ اُن عاشورہ فرمائتے ہیں

والشهادہ جمع شہید فعل معنی
اوہ شہادہ جمع شہید فعل معنی
فاعل من شہد اذا حضر و اصلہ
میں ہے۔ جس نے کیا ہی جب وہ حاضر
الحاضر قال تعالیٰ ولایات الشہادہ
اوہ اسلام اکی حاضر ہے۔ (ای مظہم شہادتی
الحاضر کے لفظ میں ایک سے دوسری تجھ نہیں ہو۔ شاحد اکی لفظ ہے طاہراں۔)

(۱) شاحد کا لفظ گواہ کیلئے بولا جاتا ہے جو شہادت دینے کے قابل ہو اور حقیقت سے بروہ اخلاق کے مغلی بات کو سامنے کر دے۔ حاضر کیلئے مشتمل نہیں ہو۔ شاحد اکی لفظ ہے طاہراں۔

(۲) حاضر کے لفظ میں ایک سے دوسری تجھ نہیں ہو۔ کامن پہلا جاتا ہے۔ حاضر سے کہتے ہیں جو ایک تجھ سے دوسری تجھ آئے اور پوشیدہ نہ ہو فرمایا۔

(۳) ولایات اللہ تعالیٰ اذناً مخواض۔ اوہ لکھا کر کیں گوہ جب والائے جائیں۔ (آل عمران۔ ۲۸۷)
گواہ حاضر ہے تو جانا کیماں؟ بلا یادی جاتا ہے جو حاضر نہیں ہو۔ جنگ اُنہی کی صورت بولا ایسا حاضر کا نہیں۔ کیونکہ اللہ کی ذات مکان، بکان، اور نہیں ہوتے سے پا کے۔

(۴) شاحد اور حاضر دلوں غالب کی خدمتیں۔ الگ الگ دلوں کو غالب کی خدمتیں ادا نہیں ہیں۔ متن و مفہوم کے لحاظ سے دلوں میں فرق ہے۔

(۲) دلوں سے ایک بار یک فرق اور بھی ہے۔ یہ فرق مطہرہ ان کے چدا ہونے کو تھا ہر کرتا ہے۔ اس سے پتہ چلا ہے کہ حاضر کیلئے شاحد ہوا اور شاحد کیلئے حقیقتاً حاضر ہوا ضروری نہیں۔ حاضر قاترِ احتجاج، مجیدِ الاحواس، بھتوں اور انہا ہبہ بھی ہو سکتا ہے۔ لیکن شاحدِ صحیح الاحواس اور صحیح حل والا ہی ہو گا۔

ابوال منکر کی خرمائتے ہیں

الشهادة في الصلال ادراك الشئ من شهادات اسل میں متنہ بار پہنچی جوست سے حق کے اہم جہة سمع اور رؤیۃ فالمشاهدة تقتضی کلام ہے۔ پس اصل پر ہم نے بیان کی گواہی اس العلم بالشهود علی مبانی و الحضور چیز کے علم کا تھنا کرتی ہے جس کی گواہی اُنکی۔ اور حاضر لا یقتضی العلم بالمحضور الاتری ہوتے سے اس کی وجہ کو علم اپنی آنحضرت سے ہو۔ کی جو نیس انہیں بقال حضرہ الموت ولا بقال شہداء دیکھتے اسے موت آئی تو کہا جاتا ہے موت نے اس کی گواہی الموت (برفوق اللہ ولہ)۔ (۱۱۱)

خلاصہ یہ ہے جو قائل شہادت ہو وہ شاحد ہے۔ جوں کرائے وہ حاضر ہے۔ اور جس میں دلوں ہاتھ نہیں ہوں وہ حقیقت میں حاضر بھی ہے اور شاحد بھی۔ اُن عاشورہ فرمائتے ہیں

والشهادہ جمع شہید فعل معنی
اوہ شہادہ جمع شہید فعل معنی
فاعل من شہد اذا حضر و اصلہ
میں ہے۔ جس نے کیا ہی جب وہ حاضر
الحاضر قال تعالیٰ ولایات الشہادہ
اوہ اسلام اکی حاضر ہے۔ (ای مظہم شہادتی
الحاضر کے لفظ میں ایک سے دوسری تجھ نہیں ہو۔ شاحد اکی لفظ ہے طاہراں۔)

(۱) شاحد کا لفظ گواہ کیلئے بولا جاتا ہے جو شہادت دینے کے قابل ہو اور حقیقت سے بروہ اخلاق کے مغلی بات کو سامنے کر دے۔ حاضر کیلئے مشتمل نہیں ہو۔ شاحد اکی لفظ ہے طاہراں۔

(۲) حاضر کے لفظ میں ایک سے دوسری تجھ نہیں ہو۔ کامن پہلا جاتا ہے۔ حاضر سے کہتے ہیں جو ایک تجھ سے دوسری تجھ آئے اور پوشیدہ نہ ہو فرمایا۔

(۳) ولایات اللہ تعالیٰ اذناً مخواض۔ اوہ لکھا کر کیں گوہ جب والائے جائیں۔ (آل عمران۔ ۲۸۷)
گواہ حاضر ہے تو جانا کیماں؟ بلا یادی جاتا ہے جو حاضر نہیں ہو۔ جنگ اُنہی کی صورت بولا ایسا حاضر کا نہیں۔ کیونکہ اللہ کی ذات مکان، بکان، اور نہیں ہوتے سے پا کے۔

(۴) شاحد اور حاضر دلوں غالب کی خدمتیں۔ الگ الگ دلوں کو غالب کی خدمتیں ادا نہیں ہیں۔ متن و مفہوم کے لحاظ سے دلوں میں فرق ہے۔

اور شہادت کی اہل ان ناقص کی خدیر جانے ہوں کا مشاہدہ کیا۔

شادد کی ایک حیثیت مشاہدہ کرنے والے کی ہے۔ جن باتوں کی آپ نے خودی ان کا مشاہدہ کی فرمایا۔ عامہ طب سے آپ کے لئے پورے اخداو ہی گے۔ برزخ و آخرت کو آپ پر مکشف کر دیا گیا زمانے آپ کیلئے سیست دیجے گے۔ باختی سے لیٹھن بھد کی یاد چادری ان اہم کراس کا بہت سا حصہ آپ پر روتھن کر دیا گیا۔ مستقبل کے کوی مذاقرا آپ کو دکھائے گے۔ آپ نے در طرح سے ان کا مشاہدہ فرمایا۔

(۱) کی مقامات اور افراد و احوال کی آپ کو بیر کرانی گئی۔ گویا ان بچوں پر آپ کو حاضر کیا گی۔ اپنے مبارک حرم کے ساتھ آپ کے سے بیت المقدس اور دہل سے آساؤں پر تحریف لے گے۔ عجائب یہاری جسمانی آنکھوں سے آپ نے سماںچہ انجام دیا کہ فرشتوں پر نظری۔ برزخ اور جنت و جہنم کے مناظر دیکھے۔ اللہ کی سیمی سلطنت کا مشاہدہ کیا۔ اللہ کی تجیاں دیکھیں۔ مکان سے لامکاں میں قدم رکھا۔ وہاں تحریف لے گئے جہاں کوئی نبی ہی تھی۔ کارک کی ملک تقریب کی رسائی ہوئی۔ جب تک جس مقام پر آپ موجود ہے تو اس حاضر ہے۔ وہ سے مقام پر تحریف فرمائے جائیں کیونکہ جسمی حاضری قسم ہو گئی۔ جب وہاں تحریف لائے تو سب جگہی حاضری قسم ہو گئی۔ اس کی دلیل عقل سیم کے ملاواہ وہ روایت ہی ہے۔ جس میں اہل کے نے آپ سے بیت المقدس کی باریت دریافت کیا تو وہ آپ کے سامنے کر دیا گیا۔ اور آپ نے اسے دیکھ کر بابات دیئے۔ اگر آپ وہاں اس وقت بھی حاضر ہوتے تو بیت المقدس آپ کے حضور پیش کرنا تھیں حالیہ کے سوا کچھیں۔ اسی طرح سبی روایت اس بات کی دلیل بھی ہے کہ آپ کے مشاہدات اہمیت ہے۔ تفصیل نہ ہے۔ اگر تفصیل مشاہدہ ہوتا تو آپ اپنے مشاہدے کی بنیاد پر اس کے جملے احوال بتاتے تو وہ آپ کے سامنے اسے منتقل کرنے ضرورت نہیں۔

(۲) آپ اپنے مقام پر ہے اور وہیں آپ پر کوئی ہاتھ اور پیشی موجودات کو مکشف کر دیا گی۔ جنت و جہنم آپ کے سامنے ہی گئیں۔ برزخ و آخرت کے مذاقرا آپ کو دکھائے گے۔ گذشت اسیں آپ پر جیش کی گئیں۔ اپنی امت کے اعمال آپ کو دکھائے گئے۔ مستقبل کی بہت ہی باتیں

غایم الْفَلَقِ وَالثَّنَاءِ ذَرَبَ۔ وہ پوشیدہ اور طاہر کا علم ہے۔

یہاں غائب اور حاضر کا تمبل ہیں۔ شہید اللہ کے ناموں میں سے ایک نام ہے۔ علامہ ان ائمہ فرماتے ہیں۔

والشهید الذى لا يذهب عن علمه شہید وہ ہے جس کے علم سے کوئی چیز باہر نہیں۔ شی، والشاده الحاضر فإذا اعتبر شادد حاضر ہے۔ پس جب مطلق علم کا انتہا باہر ہو العلم مطلقاً فهو العليم وإذا اضطرتْ تواناً ثم ہے۔ اور جب اندر وہی امور کی طرف فی الامور الباطنة فهو الخبير وإذا مضاف هو تو وہ تحریر ہے۔ اور جب طاہری امور کی اضطرت الى الامور الظاهرة فهو شہید طرف مضاف هو تو وہ شہید ہے۔ (نبیوی فربی ایں) لفت میں شہادت کا حقیقی ہے۔

خبر قاطع تیکی خبر فی اللغة البيان۔ فیملکن بات یا ان کرنا (تاج العروی۔ اسرار قرآن) اور اصطلاح میں حقیقی ہوگا۔

المخبر عن حجۃ المدعى المحقق ودفع دعوى المبطل

بومی کی طرف سے سرت خوارے اہم استھان کا احراق ہو کر رہے۔ (ادن عالم احزاب) لالا اللہ اکٹھنی تو حمد و حمیم ہے۔ مدحی اللہ تعالیٰ ہے۔ اس کے شادد آپ ہیں۔ اسی کی تخفی اور قول و عدم قول پر روزی قیامت گواہ ہوں گے۔ برخی اس کا شادد ہے پر آپ کی شان نادر، اونکی اور پلندو بالا ہے۔ آپ مطیع الاسلام شادد مطلق ہیں۔ تمام انبیاء کو وصف شہادت آپ کے واسطے عطا ہوا۔ برخی شہید اسٹ ہے۔ حضور پر فور شہید اللہ تھیجا و الاہم ہیں۔

شاهد کی حیثیات

شاهد کی الافت حیثیات قیش نظر ہو جب اس میں آپ کی شان کا سچی اور کامل عکس دل دو مانگ پر پڑے گا۔

(۱) مشاہد۔ مشاہدہ کرنے والا۔

و اصل الشهادة الاخبار بما شاهده (اسان العرب)

آپ کو مطلع تھا خدا کہا جائے آپ کے کامل علم کا بیان نہیں ہے۔ یقیناً اللہ کی تمام گناہات میں آپ سے بڑا عالم کوئی نہیں۔ اللہ کی ذات و صفات کی معرفت، اس کی عظمت و قدرت، اس کے ملک و سلطنت کی شاخت، اس کی پسند و ناپسند کی پیشان، ارضی کے حالات پر اطلاع اور مستقبل کے واقعات کی پیش، بے شمار کوئی حقائق کے دروازے اور سبی مسخرے طبع میں کوئی آپ کا ہائی نہیں۔ آپ کے کمالِ علیٰ پر گذشت صفات میں بات ہو جکی ہے۔

(۳) مبین

شادید کی ایک جیشیت منکن کی ہے۔ منکن وہ ہے جو بات کو خوب کھول کر بیان کرتا ہے۔ ابوالیث نصر بن محمد سرقہلی اپنی تحریر بحراطوم میں فرماتے ہیں

والشهادة في اللغة هي البيان فلهذا يسمى الشاهد بستة لانه بين حق المدعى شهادة كافية حتى لا يخرج كلامه عن دائرة الحق بل يقتضي من كلامه أن كل دليل على عدم الحق كالقول والسؤال (ابن القاسم ۲۲۳) آپ نے دوسرے تو حجۃ کو کووا۔ دین کو بیان کیا۔ حق کو واضح کیا۔ حقیقت اسرا و روز کو آشکار کیا۔ اور قرآن کی مراد بھائی۔ اللہ نے فرمایا۔

وَأَتَى لِلْمُؤْمِنِ الْمُؤْمِنَ إِيمَانَهُ أَوْ رَأَيَّهُ إِيمَانَهُ فَإِذَا شَهَدَ كَوْنَتْ كَيْفَيَّةُ زَانِيٍّ

لِلْمُؤْمِنِ مُؤْمِنًا وَلِلْكَافِرِ كَافِرًا دَعَوْكَمْ وَكَاسْتَ شَادِعَ حَادِثَاتَ آیاتَ هِيَ تَحْمِلُ نَكِيلَ حَادِثَاتِ الْفَاظِيَّ بَوْلِيَّہ اور بیان ان کے معانی و مراد کا ہوتا ہے۔ شہادت آیات احوال ہے۔ بیان آیات ان کی تفصیل ہے۔ آپ کا قول فعل سخونت ان الفاظ کا بیان اور اس احوال کی تفصیل ہے۔ اسی کو حدیث کہتے ہیں۔ آپ کی شہادت کیا بیان دراصل حدیث کی تکمیل جیشیت اور اس کے جتن ہوتے کا بیان نہیں ہے۔ اس پر مفصل کام مستقل عنوان سے ہوگا ان شاء اللہ۔

(۴) محقق

شادید کی ایک جیشیت نئی کی ہے۔ حق تحقیق بات تابتے والا۔ شادید تحقیقی طور پر کمی اور اس بات سے کام کرتا ہے۔ جس دوسرے پر آپ کو کوادہ بیان گیا وہ حق ہے۔ دائم کے مطابق اور حقیقت کے

والشهادة قوله صادر عن علم حصل بمشاهدة بصيرة او بصر او شهادة علمي مکمل سے صادر ہوئے والا اول ہے۔ جو دل سے با آنکھوں سے دیکھ مل ہوا ہے۔ گویا رہت مصری یعنی ظاہر آنکھوں سے مشاہدہ کرنی ضروری نہیں۔ تفسیر الحجر الجلیل میں عادل کی شہادت کے پچار اساتذہ تابتے۔

بعنوان کا المہادہ علی الرنا وبخر آنکھوں سے دیکھ کر شہادت دینا یکی نہ نہیں۔ الصادق کا الشہادۃ علی الشہادۃ و پیچے کی خیر پر میثکن کے کو اکوئی دعا ہے بالا مستفاضۃ کا الشہادۃ علی الانساب گھاٹی پر کھاٹی۔ شہرت پر گھاٹی دعا یعنی سناس و بال لالہ کا الشہادۃ علی الا ملاک پر گھاٹی۔ دلالات کی وجہ سے یہی زیر ملکت و کتمدیل الشہادۃ و حرسہ (ابن القاسم ۲۲۳) چرچ پر گواہ کی جرح و تقدیم کرنا وغیرہ۔ اسے بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ رہت مصری کی لازمی نہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا۔

سید الایام يوم الجمعة شاهدہ بیشہد جو حروف دوسرا کارسوار ہے گھاٹی دینے والا ہے۔ من حضر صلاۃ (الطبیۃ فی فریب الاراذن ثیر) جو لازم حکیمی حاضر ہوئے جو شہادت کی پر شہادت ہے۔ بعد کیسے حاضر ہو سکتا ہے؟ پھر علحدہ اور حضر کا تقابل۔ عاقل کیسے ایکیں کمکا بہت سامان ہے۔

(۵) عالم

شادید کی ایک جیشیت عالم ہونے کی ہے۔ لفت کی کتاب تاج احرار میں ہے۔ الشاهد هو العالم الذي شاهد دو عالم ہے تو اس پر بیان کرتا ہے جس کا سے علم ہوا۔ بین ما علمنا۔

حمد لله رب العالمين

مودعیں ہے آپ کا قول قبل، سکوت، رثاء و تھرہ، بركت و مکون سب شہادت اور جو حق کا گواہ
ہے اور حق ہے جن ہوئے کی حیثیت بھی احادیث رسول کی احادیث رسول کی حیثیت کو واضح کرتی ہے۔
اللهم ہے۔ فَذلِكُمُ اللَّهُ الرَّبُّكُمُ الْحَقُّ سُبْرِي اللَّهُ بِهِ بَتْ تَبَارِجَا (بُشْرَى)

اکی تکویر اور اس کا ہاتھ اس ہے۔

ما علَى اللَّهِ بِالْحَقِّ إِلَّا يَعْلَمُ بِهِ إِنَّمَا يَعْلَمُ بِالْحَقِّ إِنْ سِبْرِي كَوْكَبَهُ كَمَا سَأَتَحَدَّ (بُشْرَى)
آپ کی تشریف آور حق ہے بنازرسنگل بالحق۔ ویکھتم نے جو کوچکا جان دیکھ
قرآن حق ہے۔ فَإِنَّمَا يَنْهَا لِكَبْتَ بالْحَقِّ وَيَكْسِبُهُمْ نَهَارُ كَلَبٍ (بُشْرَى)
آپ کا دین حق ہے۔

فَوَاللَّهِ أَرْسَلَ زَمَلَةً إِلَيْهِ وَدِنِ الْحَقِّ

ای ہے بھائی پرے رسول کو خدا ہست اور سعادیں دکھ (الفہرست)

اور اسی حق سے آپ نے آگاہ فرمایا

(۵) صادق اور مصدق

سچا ہونہ گواہ کی نئے شرط ہے۔ گواہ اگرچاہ ہو تو مقام شہادت پر کھراں ہو سکتا۔ یہ آپ کی
صادفات و حکایات کی بیان بھی ہے۔ شاحد کی ایک حیثیت مصدق یعنی تصدیق کرنے والے کی ہوتی
ہے۔

اہن عاشروں نے فرمایا

فَالشَّاهِدُ الْمُخْبِرُ بِصَدِيقٍ أَحَدٌ وَ شاحد بھکری ایک کی تصدیق یا حکم دیکھ کرتا ہے

لکھنے فہم ادعاء لوادعی یہ علمی۔ جس بات کا اس نے جو ہی اس کے ساتھ اس
(الحق) پر ہو ہی کیا کیا۔

آپ حق کے ساتھ اے اور حق لے کر آئے۔

وَاللَّهُ أَخْمَدَ بِالْحَقِّ إِلَيْهِ بَعْدَ (المر)

تمام انجیل کی تصدیق کی

حمد لله رب العالمين

152

صدقی اللہ سلبیں۔ چونما تھے سب رسول کو۔ (اصفیات)

جو کتاب و بحکمت انبیاء میں اس کی تصدیق کی۔

مشهدی لئے تھے مخفی۔ سچا تھا تھے حمارے پاس والی کتاب کو۔ (آل عمران)

جو کتاب آپ کو کوئی وہ پہلی کتاب یا پوری کی تصدیق کرنے والی ہے۔

مشهدی قاتل تھا تھی نہ یہ۔ تصدیق کرنے والی ساقی کتاب یا پوری کتاب کی (المائدہ)

روز قیامت آپ سارے یہوں کی اور اپنی ایمت کی تصدیق فرمائیں گے۔

(۶) مجتبی اور برجی

شاحد ہیئے حق ہے اور مدی کی تصدیق کرتا ہے و یہی عیاقاب ہوئے کی تردید بھی کرتا ہے۔

بُشْرَى نے پاٹل عطا کر کر غلط دسم، بہرے اعمال خلامات نظام ماسکرگ اور گندی تندیب و

ٹھافت سے انتخاب برتا۔ اور ان سے براءت کا اعلان کر جئے ہوئے فرمایا۔

اینین تریتیہ مٹشا نئی کوئون اور میں یہ ایوں تمغے حمارے ٹرک سے۔ (الانعام)

وَإِنْ تَرِيَتْ مَطْشًا نَئِيْ كُوْنْ اُنْتَنِي وَلَكُمْ اور اگر تجوہ کوچھا کیسی کسی سرے لئے میں کام

خَلَقْنَاكُمْ اَنْتَنِي نَهْنُونِ مَطْشًا اَنْخَلْ اور تمہارے لئے تمہارا کام۔ تم پر مسکن سرے

کام کا اور جو ہے پر مٹشا جو کم کر جئے ہو۔ (بُشْرَى)

وَاتَّا تَرِيَتْ مَطْشًا نَئِيْ كَلْنَوْن۔

(۷) مخبر

شاحد مخبر یعنی حقیقی خبر دینے والے کی حیثیت بھی رکھتا ہے۔ اس معنی میں بھی آپ شاحد

ہیں۔ آپ نے ذات و صفات، مہدی اور عادۃ، قاتر و انجام اور راش و مستقبل کی تیکی بھری دیں۔

اللہ تعالیٰ سورہ ہود میں فرماتے ہیں

يَلَّوْكَ مِنْ أَنْتَ وَالْخَبْرُ تُؤْجِنْ جَنْهَا إِلَيْكَ۔ یہ باتیں بھلکلیں کہ خودوں کے ہیں کرم بھیجے ہیں جو ہری طرف

اللہ کی تو حیدر وہ بھوئی ہے جو آپ کے لئے کرتے ہیں۔ سب سے یہی، یہی اونٹھی خوب ہے۔

والوحدانية اظہر من الشہر۔ اللہ کی کمکتی مورخ نے زیدہ رہن ہے۔ (ازی ہزادہ)

مکار کے حق میں اخبار کرنے والا۔ شاحد مذکور ہوتا ہے۔

وشهد الشاهد عبد الحاکم ای یہ کوہنے حکم کے پاس گواہی دیتی اپنی اپنی ملتم

بین ما بعنه واظہر میں یا ان کی اور اس کو تائید کر دی۔ (العرفان۔ ۲۷)

شاحد حق کو بیان کرتا ہے۔ بلن کو کھو دیتے۔ احمد کی بات باہر نکالتے ہے۔ پھر شہد حق تراشیدہ گیوں کی صورت میں تغیر کرتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حق کو تغیر کیا۔ ہدایت کے چون غوث کیے تغیلت اور انہیں میں سے چائی و رجاري کا ہر آتاب نکالا۔ کیسے وقت اور کیسے عام میں؟ یہ سیرت پڑھنے والوں پر روشن ہے۔ شاحد اپنے حق کے ساتھ ہال پر غائب آتا ہے۔

عربی میں اخبار کا صلی ہو تو پہلوی اور غیر کا حقیقتی وہ ہے۔ (نحوت القرآن)
اللہ نے آپ کو وہ اپنے اپنے بننا کر دیجا۔ شاحد کی یہ خیثت سامنے رکی جائے تو اہل کفر پر رسول اللہ ﷺ کے نسبت کی پیشی کرنے کی سامنے آتی ہے۔ مک کے اہتمائی دور میں ہازل ہوتے والی سورہ مزمل میں ارشاد ہے۔

إِنَّا أَرْسَلْنَا إِلَيْكُمْ رَسُولًا شَاهِدًا لِّعِنَّكُمْ۔

ہم نے بھاجا تہاری طرف رسول نہ لٹانے والا تہاری ہاتوں کا (المرسی)

اور دوسرا سے مقام پر تباہی کیا کہ آپ کا دین تمام ادیان پر غالب رہے گا۔ وہاں بھی اپنے صلی علی استعمال ہوا۔

هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ إِلَيْكُمْ رَسُولًا بِالْهُدَىٰ وَنُّوحَىٰ فِي الْحَقِّٰ مَعَ الْحَكْمِٰ (القاف)

وہی ہے جس سے بھاجنا رسول مادہ کی بوجدے کہ اور چاہدین کیس کو اپر کرے سب بدیش سے

(۱۰) عارف

عارف صرفت اور بیکان، رکھنے والے کو کہتے ہیں۔ شاحد عارف ہی ہوتا ہے۔

العارف بالشيء شاهداً و مشاهداً کسی حق کی بیکان، رکھنے والا گواہ اور مشارکہ کرنے

شاحد مفتر ہی اقرار کرنے والا بھی ہوتا ہے۔ الشعاعی فرماتا ہے

اسے پتھر و دفت ایکری جب آپ کے رب نے حق کی گھنوم سے ان کی اولاد کو لکالا اور
انہوں نے حق علیہ القسمہ تائیت اقرار کرایا ان سے ان کی جاؤں پر کیا میں نہیں ہوں تھا رابب؟
بر یعنی فلماً تسلی شہذات۔ بولے ہاں ہے ہم اقرار کرتے ہیں۔ (العرفان۔ ۲۷)

قریب اللہ میں ہے

قالوا بیلی قادرنا انہیں تے کپا یعنی۔ ہم نے اقرار کیا ہے۔

مسنوان علیہ عشر صحادت میں انس کے تعلق فرماتے ہیں

والا شہاد علی الانفس بتعلق علی اور انہیں صحادت دینے کا اطلاق اس بات پر ہے

مایساوی الاقرار او العمل علیہ و ہے جو اقرار کے مساوی ہوں اس پر مصل کیا جائے اور
ہو ہنا حمل علی الاقرار

یہاں اسے اقرار پر مصل کیا گیا ہے۔ (العرفان۔ ۲۷)

روح الحالی میں ہے۔

ان هذه الآية أصل في الاقرار اقرار میں آیت اصل ہے (العرفان۔ ۲۷)

اس عبده است میں سب سے پہلے آپ ﷺ کی روح مبارکہ نے جواب دیا اور اللہ کی ربویت کا

اعتراف کیا۔ عام شہادت میں جو کچو آپ ﷺ پر اتنا گیا سب سے پہلے آپ خود اس پر اکھان
لاسے۔ اسکی تفہیت دیکھی کا اقرار کیا اور فرمایا۔

لَا تُفْرِنْتُكُمْ وَلَا إِنِّي أَنْتَ أَكْبَرُ وَأَنَا أَنُّ الْشَّاكِرِينَ

کوئی نہیں اس کا شریک اور سیکھ گھوکھم بولوں میں سب سے پہلے فرمایا اور بولوں۔ (الاذکر)

دوسری جگہ فرمایا

إِنَّ الرَّسُولَ يَسْأَلُ يَقِينَ رَبِّهِ مَنْ يَرِدُهُ مَنْ يَرِدُهُ

یہاں واضح کیا کہ ایمان کے حکم میں رسول کے ایمان کا اصل اور رونما ہائی ہیں۔ ما ازبال الیہ
رسول نے سب سے پہلے اقرار کیا

والا ہے۔

جس حجہ پر آپ گواہ ہیں۔ وہ اللہ کی وحدت اور اس کی توحید ہے۔ پورا دین اسی کی تکمیل اور مکمل اس کا کوچھ ہے۔ امتوں پر گواہی اسی کے قبول و عدم قبول سے متعلق ہے۔ مظاہر فطرت اسی کے والیں ہیں۔ غیب کے پیشہ حقائق اللہ کے عالم و قدرت اور عزیز و تقدیس کی دعستان ہیں۔ اللہ کا مردی عالم غیب و شہادت کی روشنی ہے۔ اور حضور پر نور اللہ اس کی کامل ترین صرفت رکھتے ہیں۔ احادیث و سیرت اس پر شاخد ہیں۔ کمال صرفت کی وجہ سے ہی آپ علیہ اصلۃ والسلام عزیز اللہ اور وادی اللہ ہیں۔ صرفت پر کلامِ داعی الی اللہ کے مضمون میں ہوگا۔ ایش اللہ

(۱۱) اوصیہ

شاخد ایک حیثیت سے ایں گی ہوتا ہے۔ صدق و حقیقت اور امانت و دیانت لازم و طریق ہیں۔ شاخد ایسی بات پر بڑی امانت و دیانت سے جاتا ہے۔ اس سے قلع انکفر کر اس کی زدگی پر چلتی ہے۔ اسان العرب میں ہے

الشهید من اسماء الله الامن شہید اللہ کے ناموں میں سے ہے۔

وہ اپنی گواہی میں امن ہے۔

و نما آخوت و دلوں جانوں میں آپ کی گواہی امانت پر ہی ہے۔ آپ اللہ کی صفات و امانت کے توڈٹن ہی مistrف ہیں۔ قل از نبوت ای آپ اللہ کی صفات و امانت کے لقب سے مشہور ہے۔ پیغامِ توبہ آپ نے بلا کم دوست پہنچایا۔ اللہ کے عالم سے برخواہ فتنہ کیا۔ ذرہ براہر بھی خیارات نہیں۔ کوئی اسکی بات جس کا اعلیٰ امت کی صلاح و فلاح سے تھا آپ نے نہ پہنچائی۔ ارشاد رہا ہے۔

فافعل على التائب بتعذيب۔ اور غیب کی بات تھے میں بھلیں ہیں۔

تیریان کیسی میں انحضرت عاشق فرمائی ہیں۔

محمد اشاعری علم اللہ کی کتاب میں سے جو کان لو کشم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف تجی کی اگر کچھ پچھائے تو یہ آیت ضرور شبنا ماما لوسی الیه من کتاب اللہ لکھم

تحفی فی نصیحت مالله مبدیہ و تحفی پچھا لیتے تخفی فی نصیحت مالله مبدیہ

الناس والله احی ان تحفہ۔ (الاذاب) و تخفی الشام والله اعنی ان تحفہ۔

یوں کہ اللہ نے اس آیت میں عتاب فرمایا ہے اور اپنے حسیب کو بانداز محبت دیکھا ہے۔ شاخد کی

صفت آپ کی امانت کا یاد گی ہے

(۱۲) رقیب و مددیم

رقیب گرگان اور گھن خر رکھتے والے کو کہتے ہیں۔ یہ بھی شاخد کی حیثیت ہیں۔ شاخد مدی کی

جگہ اور دعا مانیے کے جواب دونوں کا گرگان ہوتا ہے۔ اپنی شادوت کی خر رکھتا ہے۔ حضور

امت کے گرگان اور اعمال کے اعمال کی خر رکھتے ہیں۔

ولسا کان الشہید کالر قب جنی اور حب ٹھیر رقیب کی باندھے تو (۱۴)

کے لئے اگل اس عطا (علی) ایسا گیا۔ (جن)

(اللہی ابتر) (۱۳۳) میکم شیدا کہا گیا)

غاظم احمد میں شاہدہ اخراج و بلوی فرماتے ہیں

ذکر پر نسبت کے سبب ہر شخص کی دیانت و امانت کا درجہ خوبی جاتا ہے۔ کس درجے

تک ان کا اور ایمان پہنچتا ہے۔ اور کون سا امر ترقی سے ملت ہوا ہے۔ (حکیم زرعی، ابتر۔)

(۱۳۳)

حضور تھیسٹ شاخد رقیب اور گرگان ہیں۔ آپ کی یہ گرانی کس طرح ہے؟ تو کہہ جا رہت میں

حضرت شاہ صاحب نے میکی بات واضح فرمائی ہے۔ اس کی معزی و ضاعت یہ ہے کہ ہر ہو ٹھنڈ جو

کسی علم میں کمال اور کسی فن میں کمال و سچاہ رکھتا ہو وہ اس کی رکھاریکیاں دوسروں سے زیادہ جاتا

ہے۔ معمولی باقیوں سے قطعی اور ایمانی کا اندازہ کر لیتا ہے۔ ایک موڑ ملکیک گاؤڑی کی محنت آوازن کر

اس کی درجگی اور ایمانی کا حال جان لیتا ہے۔ ایک سکھ کو مریض کی حرکات و دلکش اور پرستے میرے

تے پیاری کا بہت پچھا جان پڑا جاتا ہے۔ وہ پھر مختصر آئندہ والی پیچ کو منید جاتا ہے اور کسی

اس کے برخیں کہتا ہے۔ گویا صرف آوازن کر گئے میں خنا کی حالت گھوٹ کر لیتا ہے۔ اسی طرح

تپکے فکر کرنے والا شیخ مرید کی باتی حالت پر مطلع ہو جاتا ہے۔ اس کے مرض سبب مریض اور علاج کو جان لیتا ہے۔ فراخش و داجبات کے علاوہ، کسی بیوی تکی سے ہٹا کر بیٹھا چکوئی اور غرام عبادت پر لگا جاتا ہے۔ اگرچا مسلم ہبادت ہے ملکی احوال یا اہم ہبادت ہے ملکی یہی چاہتا ہے کہ مرید کی بیماری میں اس سے اضافہ ہو رہا ہے۔ مرید کی باتی ترقی تحقیقی ہوئی اس کا بھی مرشد کو علم ہو جاتا ہے۔ بھی کشف والیام میں مرشد کو ان کا علم ہو جاتا ہے اور کسی القاء و توجہ سے۔ اور بھی مرید کے تھاتے سے اصل سب طفیل ہو جاتا ہے۔ جب اونی درجے کے لوگوں کی یہ حالت ہے تو نی ہو کتاب و حکمت کا علم اور فتوح کا مرتبی ہوتا ہے۔ اسی حس کے سامنے خلص کتب کی حیثیت بھی نہیں رکھتے۔ اس کو روشنیت بینی وی کی حالت پر درج اولی معلوم ہو گی کہ ترقی تحقیقی ہے اور اس میں رکاوٹ اور اس کا سبب کیا ہے۔ کس نے ہوئی قول کیا کس نے دیکھا کیا کس نے راہ حق کو چھوڑا اور آپ کے اُسہہ سے اخراج کیا۔ حادیت میں آپ کی لذت مراجح کی رعایت کرتے ہوئے قطبی دینے کی بدولی میں بینی ہوئی اسکی اصل پرمنی ہیں۔ اپنی حیات میں فیر کری آپ کا کام اور حدود شریعت قائم رکھنا آپ کا فرض تھا۔ بعد اوقات کتاب حفت کو کھٹے دالے اور اللہ کے رنگ میں رنگی ہوئے علامہ اس کے مداریں۔ مگر اتنی کی ایک صورت وہ ہے جس کا ذکر این عاشور نے (الحزاب: ۲۵) میں کیا ہے۔

فالرس رسول صلی اللہ علیہ وسلم ساقیہ شریعتوں میں سے جو درست ہے رسول اس کی شاهد بصفحتہ ما ہو صحیح من حست کو گواہ ہے۔ اور اس کی یہاں کا شاهد ہے ہتھی باتی الشرائع و نقا، ماهرو صالح المقاد، رکھنا درست ہے۔ ان سے پہنچنے والیں کے بخوان مہما و شہید بطلان ما الصدق بھاؤ کی اور ان کے احکام میں سے جو باقی رکھنا درست ہے ان سے پہنچنے والیں کے سخن میں اس احکام کا مسخر ہوئے کی شہادت دیتا ہے۔ اس خبر کے پس اس خبر نہ ہوئی فی القرآن والسنۃ ساتھی جو قرآن و حست میں ان کے بارے میں دی ہے رب ابعد الوقات عرض اعمال اور گرفتاری کا مسئلہ تو وہ مفتریب مفصل ذکر ہو گا۔

(۱۳) نصیر

شادہ ایک لالا سے دوبارگی ہوتا ہے۔ وہ اپنی شہادت سے ممکنی کی مدد کرتا ہے۔ این عاشور فرمائے ہیں

واطلق النصر على طريق الكتابة او را کانے کے خور پر شادہ کو دو گہر کہا گیا۔

فان الشاهد بدلقول المشهود چک شادہ مدحی کی تائید کرتا ہے اور حلف

فیصره على معارضه قول یہ مدحی کی مدد کرتا ہے۔ (بقرۃ: ۲۲)

امت کا تیر کی اور انجیلوں کی تائید کر کے قیامت کے دن آپ ان کی مدد فرمائیں گے۔ عالم دنیا میں اشے آپ کو دو دن کا سب سے بڑا دوبارہ بنایا۔ آپ ہلتے اپنی بان مال سے دین کی تائید اور مدد کی۔ اس کی خاطر پر کھائے گئیں سن۔ اگر اس سے مقاطعہ برداشت کیا۔ بھوک کالی۔ وطن چھوڑا۔ بھجن لائیں۔ مقدس خون بھایا، زخم لگ۔ دو انت مبارک ہیزید کروائے۔ احباب و جانوروں کو راہ حق میں قربان کیا۔ گھوں کے پیاز سر کیے۔ دکھوں کے سندھر پائے۔ منت سلس مخت کی۔ مصائب کے سکھن مرال سر کیے۔ 23 سال سلسہ والدی کوب و بیاسے گزرے۔ پائے استقامت میں افسوس آئی۔ ٹپات میں تحریر ہوا۔ بیہقی حن کا فخر کیا۔ کوئی مصلحت اندھی کی شہادت بر قی۔ یہاں تک کہ دین چجزہ العرب میں سار الشکا ہو گیا۔

(۱۴) دلیل

شادہ مدھی کے دوسرے پر دلیل ہوتا ہے۔ اس لئے دلیل بھی شاہد کہتے ہیں۔ امام رازی نے فرمایا

نمیت الدلالۃ علی الشیء پھر کسی چیز پر دلالت کرنے والی شکاہم

شادہ اعلیٰ الشیء، لانہا ہی شادہ رکھا گیا۔ کیونکہ اس کی وجہ سے شادہ

انی یہاں حصار الشادہ شادہ کو وہ بتا ہے۔ (بقرۃ: ۱۳۲)

دلیل وہ چیز ہے جس سے کسی بات پر استدال کی جاتا ہے۔ جیسے جو طبع اتنے تاب کی دلیل ہے۔ لا الہ الا اللہ وحیی ہے۔ محمد رسول اللہ اس کی دلیل ہے۔ اللہ واحد اور احد ہے۔ اس کا کوئی

شریک نہیں۔ آپ کا مقدس و جوہر، مبارک اعمال اور عمدہ ترین اخلاق اس کے کوہاں ہیں۔ وہ دوی

تو حید کا ہے اور اسی اطمینان دل سے اعلیٰ رسالت تاب ﷺ کی ذات ہے۔ پہلے انہوں ان پر بات ہو
چکی ہے۔

(۱۵) عادل

شادد کیلئے عادل ہونا ضروری ہے۔ شادد کے جو اوصاف ذکر کیے گئے ہیں وہ اسی وقت میتھ
ہوں گے جب یہ عادل ہو۔ آپ ﷺ کو شادد کیا تو عدالت خود بخواہ لازم ہو گئی۔ آپ ﷺ شادد
مطلق ہیں اس لئے مطلقاً خیر اور سراہی خیز ہیں۔ عدل سے تو ازان اور مسادات پیدا ہوئی ہے۔
آپ ﷺ وہ دن لائے جس نے حقوق اللہ اور حقوق العباد میں تو ازان پیدا کیا۔ پھر ان حقوق
میں حق اور فرض کی نسبت قائم کرنے کے مساوات پیدا کی۔ تو ازان اور تاسیس کے منسوب اور
خوبصورتی حجم لیتی ہے۔ عدل کی وجہ سے آپ کی شریعت حسین اور خوبصورت ہے۔ یہ شادد ایسا
عادل ہے کہ اس کی امت کو حصہ عدالت ہی اس کے فیض سے ملا۔ کیونکہ امت پیغمبر کے
کمال امت کی مکمل ہوتی ہے۔ اس میں برخیر پیغمبری طرف سے آتی ہے۔ اس عادل کی عدالت
سے باصول و شمول کو گنجی عالی الکاریں۔ وہی میں عدل انساف کی زمزدگی ای عادل کے
وہست عدالت کا کردار ہے۔ آپ ﷺ دن معدن، دن معدن، دن معدن، دن معدن، دن معدن، دن معدن
معدن! اخلاقی معدن! مبارک حراج اور طیبیت معدن! ہے۔

شاهد کا فرض

شاهد کا فرض حقیقت کا نام ہے اس نے شاہد کا ثابت حقیقت ہوتا ہے کیونکہ مدعا کا دعویٰ خلاف
نکا ہرگز بر طائق حقیقت ہوتا ہے۔ شاہد اسی حقیقت کو کھو جاتا ہے۔ حضور کو شاہد کہاں بات کی دلیل
ہے کہ آپ ﷺ کا اکٹشاف کرنے والے ہیں۔ میں شاہد کی تو دادی ہوئے اگر وہ حقیقت کو
چھپا لے تو محروم اور رکار گا ہے۔ شاہد کا فرض ہے کہ کسی کی پرہاد کے بغیر حقیقت کو واخ کر دے اور
کوئی بات جو شہادت سے متعلق ہو دی جائے۔ اللہ فرماتا ہے

وَمِنْ أَنْفُلِهِ مَثْلُ كُلِّ كُلْمَةٍ خَفَاهَةٌ مِنْهُ اللَّهُ

اور اس سے جو اتفاق ہوں جس نے چھپائی وہ گوہی بڑا بات ہو گیج اس کو اشکی طرف سے
آپ ﷺ کی اسی حیثیت کی طرف توجہ دلاتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

فَإِنَّهَا إِذَا شَرِقَتْ بَلَغَ مَنَظُورَنِي فَلَمَّا
أَتَى رَبِيعَ وَأَنْتَ لَمْ تَقْعُلْ فَقَاتَ
كِنْ مِنْ زَنْكٍ وَأَنْ لَمْ تَقْعُلْ فَقَاتَ
بَلَغَتْ رِسْتَكَةَ
بَلَغَتْ رِسْتَكَةَ

پہنچا اس کا بیظاظ

جو کچھ آپ کو معلوم ہیجت ہے۔ آپ ﷺ پر لازم ہے شہادت کی ذمہ داری پر جو روی کریں۔ اور
حقائق کو مکحول کریں فرمائیں اگر آپ ﷺ نے ایسا کہ کیا تو گویا شہادت کی ذمہ داری ادا کی۔
مودت تو

لَا يَنْهَا لَهُنَّ لَوْنَةٌ لَأَيُّمْ
كُسْكُسٌ كَلَامٌ سَنْسٌ ذَرَتْ
پس آپ کسی طاعت کرنے والے کی خامتی پر ادا نہ کریں۔ چنانچہ حضور ﷺ نے حقائق کو مکحولا
اوہم و غمودن کے پردے چاک کیے۔ اشیاء کی اصلیت سے آگہ فرمایا۔ کیون کہ سراغ لگایا۔ ہر
حقیقت تائی۔ اور کوئی بات جو شہادت کے خلائقی صفتیں دراز میں نہیں رکھی۔ پھر کیے کوئی کسکا
کہے کہ آپ ﷺ نے موجود در آن سے کہیں زندگانی میں اس کے خالی کر گئی۔ ہر کسی کے خالی کر جاؤ اور
ایک دن کا اور عمر کا نہ جو قرآن مجید کا وہ نقش اور رسم کامل ہے۔ یہ بات کہنا آپ ﷺ کے
وہ سن شہادت پر کتابیہ ادا کیا ہے؟ اس کا مطلب تو یہ بتائے کہ معاذ اللہ آپ ﷺ نے شاہد کی
حیثیت سے اپنی ذمہ داری پر جو روی کی۔ اسی سے یہ بھی پڑتا ہے کہ آپ ﷺ کا دن براہ
کے کام اور مکھڑا ہے۔ اس لئے کہ آپ ﷺ کی شہادت کا ملکی الاطلاق ہے۔ اور یہ کام ای
وقت ہو سکتا ہے جب آپ ﷺ نے پر دو دن آگے منتقل کیا ہو۔ اگر آپ ﷺ نے دو دن کی وہ بات
چھپائی جو اور رضا ای کیلئے جس پر مغل ضروری ہے تو دو دن کا وہ سی اور غیر مکھڑا جو ازاں آتا
ہے۔ اور یہ نقش آپ کی گوہی میں نقش پیدا کرتا ہے کیونکہ پورے عالم پر آپ ﷺ کی گوہی اسی
دین کے واسطے ہے۔

شہادت کا تعلق:

پس مفسرین نے یہ شہادت آخرت کے متعلق تاریخی ہے۔ اس لفاظ سے دنیا میں آپ حامل الشہادۃ (بازی شہادت الحاملے والے) اور آخرت میں موتی الشہادۃ (شہادت ادا کرنے والے) ہیں۔ جیسا کہ حضرت قانونی نے یہاں القرآن میں فرمایا۔ امام رازی سورۃ بقرہ کی آیت نمبر ۱۳۲ میں اس کے بعد فرماتے ہیں۔

فین اہ کوکون شاهد اعلیٰ علیم فی ہیں واحش کردی کہ آپ مختبل میں ان پر گواہ المستنبیل ولا ن حملہ علی ہوں گے۔ کیونکہ اسے حاملۃ آخرت پر حمل الشہادۃ فی الاخرۃ حقیقتہ کہ حیثیت اور (حق یا ان کریمہ ایک و حملہ علی البیان مجاز و حیثیت سے) دو یادی شہادت پر حمل کرنا مجاز الحقيقة اویل (حول۔ ۱۵) ہے۔ اور حیثیت اویل ہے۔

لیکن انہی کے کام اور گوہ مفسرین کی تصریحات سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ دنیا و آخرت میں حقیقی گواہ ہیں۔ اور یہی بات آپ کے شایان شان ہے۔ مفسرین کے کام سے درج ذیل گواہوں کا سراغ ملتا ہے۔

(۱) شاہد الانبیاء

دنیا میں تمام انبیاء کے حق میں گواہی دی کر سب ائمہ اور پیغمبرؐ سے تخلیق میں کوئی نہیں کی۔ قیامت کے دن بھی انبیاء کے دعوے کی تصدیق کریں گے۔ تغیر معالم الْعَزِیز میں ہے۔

شاهد للرسول بالشیلیع۔ رسولوں کے حق میں تخلیق کے گواہ ہیں۔ (ابوی۔ الجواب)
البوجان فرماتے ہیں۔

تشهد على صدق فهم آپ ان کی چالائی گواہ ہوں گے۔ (ابوالجیل۔ الفاء)

(۲) گزشتہ امتوں پر گواہ

گذشتہ امتوں کے متعلق دنیا میں بتایا کہ انہوں نے انبیاء کی تخلیق کی۔ اور روز قیامت بھی گواہی

دی کے کہ ملکرین جو نے بچکے انبیاء اور ان کے ساتھی ہے ہیں۔ ملکن ہے یہ انبیاء کے حق میں دیکھ جانے والی کاٹی کے ٹھن ہیں ہو۔ آپ ان انبیاء کی تصدیق کریں گے اور ملکرین کی خود بخوبی تخلیق ہو جائی۔ طامہ شوکتی نے فتح القرآن میں فرمایا۔
شاهد اعلیٰ لعنه بالشیلیع البیهی و علی اپنی امت پر گواہ کا انہیں تخلیق کی اور تمام امتوں پر گواہ سائر الامم بالشیلیع انتہاء هم البیهی۔ کارکنہیوں نے بھی پوری تخلیق کی۔ (الاجزاء۔ ۲۵)

شادہ کی مراد شادہ اعلیٰ علی جمیع
و قبل المراد شادہ اعلیٰ علی جمیع
کہ دن تمام امتوں پر گواہی دیں گے آپ قیامت
الاسم یوم القیامہ بان السیاء هم
قد بلغتم الرسالة و دعوه
تے اپنیں پیغام برپا یا تھا اور اللہ کی طرف
اللہ تعالیٰ
(دھرت دی تھی۔ (الاجزاء۔ ۲۵))

(۳) اپنی امت پر گواہی

آپؐ کی امت کے دو حصے ہیں۔ امت انجیابت اور امت دوست۔ دو ٹوپیوں پر دنیا اور آخرت میں گواہ ہیں۔ بحالت حیات آپؐ خود گواہ ہتے۔ آپؐ نے الشکا کی قیام پہاڑیا۔ حق و ایض
کیا۔ اللہ کی محبت تمام کی۔ مانتے والوں کے عمال و اعمال و غیرہ کی گھرگنی کی۔ بعد اوقات آپؐ کی کتاب و شریعت گواہ و مگران ہے۔ ان عناویر میں ہے۔

فاما الدینوبیہ فشهادۃ الرسول علیہ اور دینی و دینا دی شہادت تو دنیا میں ہم پر رسول کی
فہی ہی شہادتہ بذاتہ علی معاصریہ شہادت ایک توڑا ہے جو اپنے زمانے کے لوگوں
و شہادتہ شرعاً علی الذین اتوا بعدہ ہے۔ اور دوسری آپؐ کے بعد آئے والے لوگوں
النما بیو لهم ما اوجيھ عليهم شرعاً پر آپؐ کی شریعت کی شہادت ہے۔ وہی ہے جو
چرچ آپؐ کی شریعت نے ان پر الازم کی وہ اسے پہرا
واما بعکس ذالک
(ابن تیمہ۔ ۱۴۳۲)

شادها علی المعا لهم من

ابیان وطاعة وعیان من کان

بحضرتك طفلسك ومن کان

بعد موتك اونغا لبا عنك

فبكنا بك (الآية ۸)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے اخواں شاکرہ، ایمان، طاعت
اور حصیان پر گواہ چیز۔ جو آپ کی زندگی میں آپ کے سامنے
تھے انہیں بذات خود گواہ ہیں۔ اور جو آپ کی وفات کے بعد
یہیں یا آپ کی زندگی میں آپ سے عائب تھے انہیں آپ کی
گواہی اپنی کتاب کے درجے ہے۔

مطہ طاکی روایت نہ کرت فیکم امریں (میں میں دو چیزیں چھوڑ کر جارہا ہوں) سے بھی یہی
معلوم ہوتا ہے۔ روزی قیامت امت اجابت پر گواہ ہوں گے اور ان کی تحریل و تذکیرہ فرمائیں گے۔

آپ نے فرمایا۔

بھی السیں یوم القیامۃ و معہ الرّبّی ری روزی قیامت آئیں گے۔ کسی کے سامنے ایک کسی
حبل و معہ الرّجیلان او اکتر من

ذالث قیدی فیمہ فیقال لهم

هل بلکم هذانقولون لا فیقال

لہ هل بلغت قومنک فیقول نعم

نی اقر اکریں گے تو کہا جائے کہ تمہارا گواہ ہوں ہے

فیقال له من بشهد فیقول محمد

و امته فیدعی بمحمدوانت فیقال

لهم هل بلغ هذانقومة فیقولون

کی امت کو بلکر بچا جائے گا کیا اس تی نے بیقام

چھپا یا تھا۔ یہ کسی کے کہ ہاں۔ ان میں اس کی انتی

جاد نا نیسا صلی اللہ علیہ وسلم

ہمیں ہمارے پیغمبر نے آ کر خوبی کرد سلوں

فاخر ترا ان رسول قد بنعوا

(ابن کثیر۔ البقرۃ ۱۳۳)

لے تھیں کی۔

اہن کثیر کی روایت میں مثل کے طور پر روح علیہ السلام اور ان کی امت کا ذکر ہے۔ آپ

ابن گے کہ میں نے بیچ کر دی تھی۔ امت کے گی

ماں تا من نامن دنیرو و ما اتنا من احد۔ تواریخ پاس روزوں میں سے کوئی ایک اسی ایمانے والوں آیا۔

روح علیہ السلام گواہ کے طور پر گھوٹ اور ان کی امت کو پیش کر دیں گے۔

فند عون فشہدون له با بلاغ ثم اشہد علیکم۔

پھر آنکہ تسلیخ کی گواہی دو گے پھر میں تم پر گواہ دوں گا۔

آپ کی گواہی کیا ہوگی؟ خلاصہ لوئی نے نظر کی۔

پھر توی بمحمد فیصل عن پیش محمدی اللہ علیہ وسلم کو بجا جائے گا۔ آپ سے

حال امنہ طبر کیہم و شہد۔ امت کا حال دریافت ہو گا۔ سو آپ الکاظم کر دیں گے۔

بعداً لهم (البقرۃ)

کے اور ان کی اعادت کی گواہی دیں گے۔

امت اجابت کی طرح امت دعوت پر بھی آپ گواہ ہوں گے۔ وہ سری امتوں کی طرح آپ

کی امت دعوت بھی تسلیخ کی مکمل ہو گئی۔ جیسا کہ قریبیں

و جقا پنک علی ہوئا۔ نہیں اور جو کو لا کیں تھاںے کوان لوکوں پر (انل۔ ۸۹۔ ۹۰)

اہن عاشور میں ہے۔

وقد اصطلاح التقریب علی اطلاق اشارہ (ہولا) مراد ابھا الشرکون

قرآن کی تصریحات میں ہولا، کشاڑے سے مشرک رہا ہے ہیں۔ (الہام۔ ۲۰۷۔ ۲۰۸)

مزید فرماتے ہیں۔

و بعث شہیدا من کل امة ہر امت میں سے گواہ کڑا کرنا فائدہ ہے جاتا ہے

یہود ان محمدہ اشہدا کو صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں یقیناً اس کے

علی ہولا المکرین کافروں پر گواہ ہوں گے۔ (انل۔ ۸۹۔ ۹۰)

علامہ الوی فرماتے ہیں۔

والمراد ہولا امۃ صلی اللہ علیہ وسلم عند اکثر المفسرین

اکثر مفسرین کے ذریکے حوالہ سے مراد آپ کی امت ہے۔ (دین العالی۔ انل۔ ۸۹)

اپنی امت کے کافروں پر آپ کی گواہی کی تین صورتیں ہیں۔

(۱) مسلمانوں کا تذکیرہ و تحدیل کرنے سے بطریق ازدواج کافروں کے خلاف گواہی ہو جائے گی۔

(۲) مسلمان کافروں پر گواہوں اور آپ کے مسلمانوں کی تحدیل فرمائیں۔

جیسا کہ امام حنفی رحمۃ اللہ علیہ تھے۔

تکو نا شہد اہل مخصوص علیہ السلام علی الامم اليهود والنصاری والمجوس۔

تم محضی اللہ تعالیٰ و سلم کیلئے دعا اسیں ملائی ہوئی، یعنی اور مجسموں پر گواہ ہو جاؤ۔

(اطہری۔ بابر۔ ۱۳۳)

(۳) دیگر انیمیاء کی طرح اپنی امت کے کافروں پر آپ ﷺ مستحکم گواہی دیں۔

شہادتہ علیہم انه قد بلغهم ان پر آپ کی گواہی یہ ہوگی کہ آپ نے اپنے

رسب کا غیاثہ اپنیں پہنچایا تھا۔

عرض اعمال:

شہادت کی تحریر کیے و تحدیل کے ساتھ ہو یا اعمال کے ساتھ دونوں صورتوں میں ایک سوال پیدا ہوتا ہے۔ شہادت علم کے ساتھ تکیہ ہو سکتی ہے۔ اس سے معلوم ہو اوقات کے بعد آپ ﷺ کو تمام حالات کا ملائم تجھی گواہی دیں گے اور ان لوگوں کو شہادت کی فرمائیں گے جو ہر کوہ و تحدیل کا استحقاق رکھتے ہیں۔ جیسی اس سے جیسا آپ کا عالم الغیب ہوتا ہے تاہت ہوتا ہے وہی حاضر و ناظر ہوتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے۔

(۱) قرآن وہت سے معلوم ہوتا ہے ہر جی کے ساتھ اپنی قوم ہوگی۔ اسی طرح آپ کے ساتھ اپنی امت ہو گی۔ جو وہ جیسے جلوسوں میں ہی ہوئی ہوگی۔ ایک طبقہ منون کا ہو گا جن کے پڑے پہک رہے ہوں گے۔ وہ سارے کافروں کا ہو گا جن کے پڑے سیاہ کالے ہوں گے۔ پس یہ فرق شاخت کیلئے کافی ہو گا۔ ایک تیرباری تجھی ہو گا۔ اول اول جن کا حال آپ ﷺ سے پوچھدہ ہو گا۔ یہ لوگ ہوں گے جنہوں نے آپ ﷺ کے بعد بدستیں پہنچا لائیں گے وہی وہی اور وہ سارے کو کوئی گمراہ کیا۔ والیات کے مطابق کامل مہمنوں کی مہمانان کے اعضا و ضمیم چک رہے ہوں گے۔ حوش

کوہ پر آپ ﷺ کے پاس آنے کی کوشش کریں گے لیکن فرشتے روک لیں گے۔ آپ ﷺ فرمائیں کے

بارب امنی فیقال انت لاندری یا رب بیری امت۔ پس کہا جائے گا آپ نہیں جانتے

ماحدث ثواب بعد اک انہم بدلوا نہ جوں نے آپ کے بعد کیا کیا۔ انہوں نے دین بدلا

و غیر واقاً قول سحقاً سحقاً اور اس میں تکمیر کیا۔ قراۃ تین میں کہوں گا بادی

لئن بدل بعدی۔ یہ بذکر بے اس کیلئے سب سے بمرے بعد جدی ہی۔

فرشتوں کے ہتھیں سے ان کا حال بھی کمل جائے گا۔ کارکی سایہ اور ان کے حال کا انہار اس

بات کا اعلان ہو گا کہ یہ لوگ گواہی دینے یا اتر کی قول کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتے۔ آپ کیسا تحریر

و ایسا جامد اخراج ہوں گے جن کے بارے میں آپ کو پہلے خیر مل ہجی ہے۔

تھنڈلگم انٹو نسٹنیا خبار اعدولاً اکم نے ہمیں ہر کمزی امت بنا لئی تھی اور بعد ای امت

باقی رہا یہ کہ عرض اعمال کے سب سب آپ پر دروٹن ہے تو اس سلطے میں ایک بات یہ ہے کہ

عرض اعمال تو خود عالم ایک بھتے کے منانے ہے۔ میری بات یہ کہ بعد اوقات امت کے

اعمال یعنی آپ پر جوں کیے جاتے ہیں میں انہیں طور پر کوئی قسطیلی طور پر۔ بیانات و حدیثات کا

اجتہاد طور پر آپ کو ہو جاتا ہے ایک امن امت کے افراد کو علی ایعنی آپ ﷺ نہیں جانتے۔ ہو لا۔

سے آپ کی امت مرادی کر گذاشت ایک بھتے کے منانے ہیں۔

ولم يستعد ان بکون المراد بهم ما اور یہ متعدد ہیں کہ ان کی مراد میں وقت نہ زوال

پہنچنے الحاضرين وقت النزول وغير کے حاضرین اور قیامت میں آنے والے احتی

ہم الى يوم القیامۃ فاذ اعمال امته شال ہوں۔ یعنی امت کے اقبال بعد اوقات

عیلۃ الصالۃ والسلام تعریض بعد موته آپ پر جوں ہوتے ہیں۔ (ائل۔ ۸۹)

ایک اور بچکار شاد فرماتے ہیں۔

نم ان تحمل الشہادۃ علی من عاصمه اپنے زمانے کے لوگوں پر شہادت دین اور ان

صلی اللہ علیہ وسلم واطلع على عملہ کے اعمال مطلع ہو تو غمراہ بات ہے۔ اور یہ

اعظاظ رہا واما تحملها علی من بعده اُن افراد پر گواہی دی جاؤ اپ کے ندان جات کے باغبان ہم فان کان راما ایضاً فقیر خدا۔ بعد جیسے اگر اس کی تکمیل رہے تو اس میں یک لان ظاہر لا خسار انہ علیہ الصلاة و پیشیدگی ہے۔ کیونکہ اگر دو لیات سے طہور ہوتا السلام لا یعنی اعمال من بعدہ بے آپ صلی اللہ علیہ وسلم بعد ادوات امثال کو ان کے کرنے والوں کے ساتھ ہٹلیں جانتے۔ (الزاب - ۵۶) اس کے بعد حوش کوڑ سے بنائے جانے والوں کے متعلق اپری روایت سے مطابق تھیں کی۔ اس سے بذات واقعہ اسے اپری اعمال کرنے والے افراد کو ہٹلیں جانتے ورتہ الکحال آپ پر سطہ ای خطا بر جو چاہتا۔ فرماتے ہیں۔

نعم قد بقال انه علیہ الصلاة و هاں یہ بات کی ہے کہ یہینا آپ علیہ الصلاۃ و السلام السلام یعلم بظاہرات و معاصی ان طاعتیں اور صفاتیں کو تو جانتے ہیں جو آپ کے بعد تھے بعدہ من امته لکن لا یعلم آپ کی امت سے متعلق تو یہیں یہیں طاعت کرنے والے اعیان الطاعنین وال العاصین۔ اور گناہ کرنے والے فرداوں کو جانتے۔ (الزاب - ۲۵)

(۱) یہیں ہے صحابا ہی نے زمانے والوں پر گواہ ہوں۔ تا یہیں اپنے زمانے والوں پر اور حق تھا یہیں اپنے اہل صریح گواہ ہوں۔ آخر یہیں مسلم دلچسپی چالے جائے اور آپ صرف صحابہ رضوان اللہ علیہم ہی کی تقدیم تیں و قدمیں فراہیں۔ جیسا کہ اہل صریح کتابخانے میں اس طرح کی بات اس تسلسل کیا گیا ہے۔ امام رازی نے اخْلَى آیت ۸۹ اور علامہ الوی نے اخْلَى آیت ۷۸ میں اس طرح کی بات ارشاد فرمائی۔ ایک دوایت ہی کی تائید کرتی ہے۔ حضرت علیہ الصلاۃ و السلام نے فرمایا روز قیامت حوش کوڑ آپ نے کے جائے پر میرے احمد چشم کی طرف لے جائے جائیں گے۔

میرے والے پر جواب ملے گا آپ نہیں جانتے۔ انھوں نے آپ کے بعد کیا کیا۔

فاقول کمال العبد الصالح پس میں وہی کہوں گا۔ جو اس کے نیک بندے میں وَ كُنْتَ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَا ذَكَرْتَ

لے کیا۔ اور میں ان سے خبر درافت کیا تھک ان میں رہا مجھ پر جب تو ملے مجھ کو خالیا تو تو یہی قہار فیہم فلٹا تو فیہنی ٹھنک اٹک

الرِّیٰثَتُ غَنِمَ

مقام شہادت

شہادت بھاری قسمداری اور بڑا اعزاز ہے۔ یاں میں آپ کا ذاتی وصف ہے کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے اس سے بوار راست لو اور دیگر انجیاء کرام علیہم السلام افتیہ و اسلام کو آپ کے واطشے حاصل ہوا۔ حضور ﷺ نے انجیاء بھی ہیں اور شاحد الشهداء بھی۔ شاہد کی مقدار سے کامرزی کروار ہوتا ہے۔ اس کے الفاظ اسناد و قول صحبت ہوتے ہیں۔ انجی پر مقدار کے فیصلہ ہوتا ہے۔ فریقین کا مستحب شاحد کے ہاتھوں میں ہوتا ہے۔ میدان محشر میں اللہ کے حضور جو مقدمہ پیش ہوا کہ وہ انسانی تاریخ کا سب سے بڑا سب سے اکبر اور اسلام مقدمہ ہے۔ آپ ﷺ کو ایک وہ مبلغ مصوب عطا کیا جس کی مظہر و رفعت صرف احسان کے پیاویوں سے ہیں جا کتی ہے۔

الفاظ اس کی بلندی ہیں پاکتے۔ آدم ﷺ سے قیامت تک تمام انسانوں ہک ہجتوں کا حصہ تھا اور ان کی قسمت کا اختصار آپ ﷺ کی مبارک زبان سے تکمیلی الفاظ پڑھے۔ آپ ﷺ کی مبارک زبان کی تکمیل یا اس سے ادا ہوئے والے الفاظ کی کوابدی صروفی سے ہم کارکر دیں گے۔ اور کسی کے لئے بدی جسم کی توجہ غایب ہوں گے۔ ایک اور اعزاز اس اعزاز سے بھی برتر ہے۔ انجی ما پڑایاں دیں گے۔ ان سے گواہ طلب کے جائیں گے۔ آپ ﷺ کی امت پر حرج ہو گئی۔ آپ ﷺ ان کا تکمیل فرمائیں گے۔ تین آپ ﷺ کے لئے کسی گواہ اور توڑے کی کسر و درست نہیں بھی جائے گی۔ آپ کی ذات برکت مکابی پر اعتماد کرتے ہوئے آپ کی گواہی بغیر کسی جرج کے قبول ہو گی۔ علامہ الوی اللہ کے فرمان "تاکہ رسول تم پر گواہ ہوں" کی تفسیر میں کیا خوبصورت بات تکھیے ہیں۔

وبدل هذا القول منه تعالى على قوله اور الاشکس قول سے پوچھا ہے کہ آپ صلی شہادتہ علیہ الصلاۃ و السلام لتبصر اللہ علیہ وسلم کی گواہی آپ کی ذات کے لئے اعتماداً على عصمته و لعل هذا من آپ کی صحت پا خدا درکرتے ہوئے قبول ہو خواصہ صلی اللہ علیہ وسلم فی کی۔ شاید قیامت کے دن یا اعتماد آپ کے

ذاللک الدوم (ج ۲۸۔ ص ۷۸)

حضرت تھانوی فرماتے ہیں

ساتھی مخصوص ہو۔

اے نبی آپ مثے چند حضرتین کے طعن سے مفہوم نہ ہوں اگر یہ علماء آپ کو نہ جائیں تو کیا ہوا ہم نے قوانین بڑی بڑی اختیار اور رخصتوں کا جو کر خطاپ مختصین میں نہ کرو جائیں آپ ہی کو واسطہ نہیں ہے اور آپ کے فالٹین کی سراکے لئے خدا آپ کا نام اکافی قرار دیا گیا ہے کہ ان کے مقابلے میں آپ سے ثبوت نہ لیا جائے گا لیکن اس سے ظاہر ہے کہ آپ ہمارے نزدیک کس وجہ مقبول و محبوب ہیں (بيان القرآن - الإعاظ)

خور کیا جائے لا معلوم ہوگا شہادت میں یہ کمال اور مرتبہ اس بات کی دلیل ہی ہے کہ آپ ﷺ کی حقیقت میں سب سے افضل اور انہ کے سب سے زیادہ قریب ہیں۔ یہ مقام اس بات کی علامت ہے کہ آپ ﷺ نبی الانبیاء ہیں کیونکہ آپ ترقیۃ الشہود کے مقام پر فائز ہیں۔ ترقی کرنے والا عزیز کی سے افضل ہوتا ہے۔ بہت میں اشراک کے ساتھ آپ ﷺ کی فضیلت نبی الانبیاء ہوئے کے علاوہ اور کیا ہے؟ کیا آپ کے نام احمد نہیں ہوئے کہ دلیل ہی ہے شہادت و تحقیق نہوت ہے جس کا نقطہ انتہی، نقطہ کمال اور نقطہ آخر آپ کی ذات ہی ہے۔ کیا خاتمیت مرتبی ہے متنے خاتمیت زمانی لازم ہے۔ جب مرتبوں میں آپ آخر چیز تو آمدیں ہی آپ ای آخر ہوں گے۔ اور مطہرین عاشورہ حسن اللہ نے ایک بار یہ کہتے ہوئے بیان فرمایا

وَإِنَّ الْمُتَزَكِّيَ أَصْلَ عَظِيمٍ فِي الْوَرِيكَ كَوَافِرَ الْوَرِيدَةِ گوہی کا یہ ایجادی احصال الشهادت و قول الشر علی یہ جب ان ہے۔ اور یہی ضروری ہے کہ ترقی کرنے والاس سے یکون افضل واعظیل من الشر علی۔ افضل اور ایاد و عدل ایا ہو جس کا ترقی کیا جائے۔ وَإِنَّ الْمَرْغَبَيِ لَا يَحْتَاجُ لِلْمُتَزَكِّيَ۔ اور یہ بات گھنی تھی ہے کہ ترقی کرنے والاس سے وَإِنَّ الْأَمَّةَ لَا تَشَهَدُ عَلَى النَّبِيِّ ترقی کا کائن تھیں ہوتا۔ اور بے شک امت نبی مسیح صلی اللہ علیہ وسلم و نہیں کان۔ الشَّهِ عَلَيْهِ سَلَامٌ گوہی نہیں دے گی (کیونکہ آپ ترقی

کرنے والے ہیں) اور اسی لئے آپ نے پہلے الہام
بلوغ فیقولون نعم فیقول اللهم کے موئی پر فرمایا تھا کیا میں تھے میں دین کا کیا دین؟
اشهد فجعل الله هو الشاهد تو سب نے کیا تھا ہاں۔ اس پر آپ نے فرمایا
علی تبلیغ و هذا من ادق النكت الشَّهِ گوہا درد۔ پس آپ نے اپنی تحلیل پر اللہ گوہا درد تباہ
(ابقر۔ ۱۳۲) (امت نہیں) اور یہ بات باریک کلات میں سے ہے

بشير و نذیر

شروع میں تمام لوگ ایک دن سے والیت تھے۔ یہ دن حق تھا۔ رفتہ رفتہ اختلاف شروع ہوا۔ لوگ راہ حدایت سے بنا شروع ہو گئے جب سے اللہ نے کیے بعد مگرے رسول مجھے کا سلسلہ چاری فرمائی۔

خان النعمانہ واجدۃ ثبوت لوگ ایک دنی است تھے۔ جب اختلاف کیا تو انہیں اللہ الیٰسین مشرین و منیرین نے بیانات سنائے اور وہ اسے کوئی بیسے۔ (قراءت ۳۳۴) نیز سرف اس لی آئے تھے کہ لوگوں کو بشارت سنائیں اور انہیں اللہ کے عذاب سے ڈراکیں۔ ونا نُرِیْلُ التَّرْسِینَ لَا اور انہیں بیسے گر خوشی اور مشرین و منیرین نے اس کو۔ (العلام ۲۸۷) پیغمبر و اپناؤں (عویشی خیری بن ادوارث) نے رسول مجھے کی عرض و مایا تھی۔ تحریر ابوالسود میں ہے فیہما معنی العمل الغایہ قطعاً۔ رسول مجھے کی عرض قلی طور پر خیری و اذاری ہے (اعلام ۲۹۶) اسی مقدمہ کے لئے رسول سلسل آئے رہے اور الشکاری قیام، اس کی بشارت اور اس کے ڈراءے لوگوں کو سناتے رہے۔ روح المعانی میں اسی بھگدے

و صیفۃ المصادر لبلادن بان ذلك اور ضارع کا میڈ و اس کرتا ہے کہ ایک

امر مستمر جرت علیہ العادة الالہیہ سلسل کے ساتھ اسی کی بیانات چاری رہی ایجیا کو پڑھا اور منزہ کیوں نہ کریجی؟ قرآن ایکی وجہ تھاتا ہے۔

رُسْلَانُ مُشَرِّینٍ وَ مُنَذِّرِینَ يَلْهُلُونَ إِلَيْهِ الْمُسَيِّبَ يَسِيِّدُ فِرْخَی خیری اور رشتہ اسے اس لئے کہ رسولوں علی اللہ حکمہ بند الرشیل (العلام ۱۹۵) کے بعد لوگوں کو اللہ پر اسلام کا موقع باقی نہ رہے۔ لوگوں کی اللہ پر بحث یا اسلام کیا ہے؟ قرآن تھا ہے

ولو أَنَّا هَلَكْنَا فَنَعْذَابٌ فَنَّ اور اگر ہم ہلاک کر دیجے ان کو کسی آفت میں اس سے
فَلَيْلَةٌ لَقَاءُنَا لَوْلَا أَنَّا سَلَكْنَا پیلے کچھے اسے رب کیوں نہ کیجا ہم بک کسی کو کتاب
إِنَّا رَسُولًا فَتَبَعَّ لَيْلَةٌ مِنْ دِكْرِكَہم پڑھے تیری کتاب پر دلیل اور رسوا ہونے
فَلَيْلَةٌ وَنَخْرِي سے پہلے (۱۶۳-۱۶۴)

اس لئے اشے یہ ساطھ ہادیا کیجت پوری ہوئے سے پہلے سزا ہو
وَنَأَنْجَشَعْلَنَّ خَنْتَ رَسُولًا اور ہم سزا نہیں دیجے جب تک کسی رسول کوئی
بیجی لیے (۱۶۴-۱۶۵)۔

تاکہ لوگ اللہ کو اسلام دے سکیں کہ جب تک میں کوئی تباہی نہیں گیا تو اب دنیا آخرت میں ہماری کپڑا
کیوں ہے۔ جوت کے بارے میں امکن عاشورہ کچھے ہیں
مایدل علی صدقی المدعی وحقیۃ مدی کی چاہی اور محدث خواہ کی تھانیت یہ جو پڑھ
المتعذر فهو تقضي عدم الموافحة دلالت کرتی ہے اسے جوت کچھے ہیں۔ اس کا تاثرا
بالذنب والتقصیر والمراد هنا العذر یہ ہے کہ لام اور علی کی وجہ سے کوئی ہو۔ اس
اللَّذِي يُوجَبُ التَّصْلِيمُ مِنَ الْعَذْبِ آئیت میں جوت سے مراد ایسا کھلا عذر ہے جو اس
والعقاب (ماکہ) ۱۶۵۔ کے شے اور کسی پکار سے بھی ہوئے کو اسلام کو دے
یا شکی ہو رہی ہے جو بندوں کی طرف سے محدث کا نام اللہ نے جوت رکھا۔ حالانکہ اللہ کو اسلام
دینا کسی کیلے ٹھنڈیں۔ وہ اپنے کاموں میں خاتم ہے جو چاہے کرے۔ بہرحال رسول پڑھا در
منذرین کر آئے۔ مقدمہ انجام سے خود اکرنا تھا۔ امکن عاشورہ کے الفاظ میں
جعل فطح الحجۃ علیہ غایۃ پیارت اور اخدا کا مقدمہ جوت کوئم کرنا تھا۔
الْمُتَشَهِّدُ وَالْأَنْذَارُ إِنَّمَا يَبْيَانُ یہ دونوں دراصل اعمال کے انجام اور تینے سے
عواقب الاعمال ولنالک لم یحل آگاہ کرتی ہیں۔ اسی لئے رسول مجھے کی طبقے
بعد ارسل بالتبیہ الى مارضی یا ان نہیں کی کہ جن کاموں سے اللہ راضی یا
الله و سخط الله (السـ۔ ۱۶۵) ناراض ہوتا ہے ان سے خود اکریں۔

اس سے معلوم ہوتا ہے شریعت اور رسول کا بھیجا ضروری تھا۔ علی ان دو نوں سے ہے پوچھنی ہوئی۔

الله لا يبدعن الشرع وارسال الرسل وان العقل لا يغنى عن ذلك (دروج السعالي۔ النساء۔ ١٦٥)
پہلے رسول کے ساتھ راتھا یا کبھی بھر اور مندر کا بھر دو جوہر سے تجھیں وادیا میں آپ کی شان
امیاء سے زندگی ہوئی۔ جیکلی وجہ یہ ہے کہ آپ کبھی بھر اور مندر کے ساتھ رتھا اور مندر کی بھی کہا۔ باقی نبیوں
کو یہ نام نہیں دیجے گے۔ عرقاً یہ الفاظ ایک دوسرے کی جگہ استعمال ہو جاتے ہیں لیکن انگریز لفاظ
سے ان میں پہنچنے کے لئے قرآن میں اور پھر مقام نہت میں لفاظ ایک فرق طویل رکھنا ضروری ہے۔
دوسرا میری دید یہ ہے کہ ضرور کو اشترے ہر کمال آخری حد تک عطا فرمایا۔ جب آپ صرف نبوت
میں انبیاء کے لئے واطہ میں اون اوصاف میں بدرجہ اولیٰ واطہ ہوں گے جو انجیخانہ کو نبوت کی وجہ
سے حاصل ہوئے۔ آپ باقی انجیخانے سے جس طرح نبوت میں مستعار ہیں ویسے یہ ان
اوصاف میں بھی مستعار ہوں گے۔ آپ کا منصب اور وظائف بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا
نَاهِيَ الَّذِي أَنْزَلَكُنَا إِلَيْكُمْ فَإِنَّمَا تَرَى مِنْ فِي الْقُرْآنِ
نَاهِيَ الَّذِي أَنْزَلَكُنَا إِلَيْكُمْ فَإِنَّمَا تَرَى مِنْ فِي الْقُرْآنِ
وَمُسْتَشِرُّاً وَمُذَكَّرًا
سورة بقرہ میں ارشاد فرمایا
إِنَّا أَنْزَلْنَاكَ بِالْحُكْمِ بَشِّرًا وَلَكَ مُلْكُ الْأَرْضِ إِنَّمَا تَرَى مِنْ فِي
وَمُذَكَّرًا وَلَكَ الْأُورْثَةَ وَالْأَمْرَةَ
وَلَكَ مُلْكُ الْأَرْضِ إِنَّمَا تَرَى مِنْ فِي

لکھنے والا اور راستے والا
ایک اور جگہ ارشاد ہوا۔ انسانات کی تبلیغ۔ حیم اکام تو روشنائی ہے (اربعہ)
آپ کے یہ اوصاف کی آجیں میں ہیں ہوئے۔ کچھ آجیں میں آپ کے صرف تین یہ ہوئے کہ
ذکر ہے۔ ان اوصاف کے معانی مراد اور جس سیاق میں انہیں لایا گی انہیں سامنے رکھا جائے
تو آپ کی مدد و جذبہ نہیں کاہر ہوئی ہے۔
(۱) آپ خداوند صفات کے مالک نہیں
آپ کام اندرا و قشر ہے۔ فرمایا

لکھنے والا بھائی۔ علی تو بس فارسی بھائیے والا ہے (فارس)

لہذا آپ میں خدائی صفات نہیں۔ الوہیت اور خدائی میلکہ چیز ہے اور نبوت میلکہ چیز ہے۔
دو نوں کا مقام جدا چاہا ہے۔ قرآن مجید کی مشیوں آیات میں آپ سے خدائی صفات اور
اعیان رات کی نوی کی ملکی۔ ملکا فرمایا

فَلَمَّا لَمَّا أَتَيْكُمْ لِيَقِنَّتِيْنَ لَهُمَا وَلَا هُمْ بِإِلَٰهٖ إِلَّا مَا تَرَى : قَدْلَهٗ -

ٹوکرہ سے کہیں لاکھ نہیں اپنی جان کے سکھی کا اورت بہرے کا گرد جوشائی ہے (الوارف)
سورہ ال عمران میں ارشاد ہوا

لَيَسْ لَكُمْ ذُلْلٌ يُبَشِّرُكُمْ بِمَكَانٍ لَّمْ يَعْلَمُوهُمْ لَوْلَا يَعْلَمُوهُمْ
آپ کو کوئی ذلیل یہیں بیساکھ کر خدا تعالیٰ ان پر یا تو سچھ جو جائیں اور یا ان کو کوئی سزا دے دیں
سورہ قاطری آئیت جو بارو بار دن کی گئی ہے اس سے پہلے فرمایا

إِنَّ اللَّهَ يُشَعِّنُ مِنْ هَمَّةٍ وَمَا تَرَى مِنْ يَمْسَعُ مِنْ فِي الْقُرْآنِ

الشتات ہے جسے پاہے اور ڈھکنیں سناتے والاقریبیں ہی سے ہوں گے کوئی

منہراً سائل حقیقی اس کی حکمت بیان کرتے ہیں۔ اللہ نے آپ کے صفت نزدیک رکا ذکر بہاں اعلیٰ
کیا۔

کو الوہیت کا مقام الالوہیہ عن مقام

اور امامت پر اسلام مثبت ہے ہوکر دکھری

ہوئی کچھ امور کی مانند اللہ کے راستے سے

گمراہ جو ہے۔ ان میں سے کچھے ہر کو

اور کچھے سیئی کو اللہ کا میانا قریار دیا اور یہ تیر

رکھنا امامت پر اشکی رحمت کا کمال اور اس

کی توفیق کی خوبی ہے۔

(۲) آپ کو معجزات پر بھی قدرت نہیں

یہ بھی یہ چلتا ہے کہ آپ **نبوغ** ایجاد کرنے پر قدرت نہیں رکھتے۔ خدا آپ **نبوغ** کو طاقت سے کہ جب چاہیں تجوہ و دکھادیں۔ اور یہ آپ **نبوغ** کی ذمہ داری بھی نہیں ہے۔ کیونکہ ان میں اللہ نے آپ **نبوغ** سے ان باتوں کی توجیہ فرمائی اور محبت آئی۔ عطاگی فرمایا۔ ارشاد وہ ایں تھے کہ غیر علیٰ علیٰ انتہم اور اگرچہ پرکار ہے اس کا مد بھرنا تو اگرچہ ہے بلکہ استعلیٰ کی تینیں نعمائی ہو سکتیں۔ عوام کے مدد و معاون لے لوئیں سرگزیدہ میں یا کوئی اذراض اُو شدائی فی الشَّفَاعَةِ۔ میرگی آسمان میں (توابا کر کے) پھر لا کیں ان قاتیٰ فیم باتیٰ فیم فرمائیں۔

ما نکان یعنی مسیل اُن تیانی باقیۃ الیا ایاذن اللہ (الاعد) اور نہیں وہ کسی رسول سے کوہ لے ائے کوئی تیانی بگراش کے حمرا سے۔ تمسیح امر الحکیم میں ایجادیان نے اللہ مرادیان کی گویا الشجاع فرمائے ہیں۔ ارسلاناهم للصیر والانتصار الالان ہم نے اُن تھیر و انترا کیے مجہدیں لے گئیں کہ جتنی تشریح علیہم الایات بعد وضوح و ملائے اس کے داش ہوئے اس کی محنت ثابت کرنے ماجاہ وابہ و بتین صحتہ کے بارہ جوئی تیانیاں دیکھ کریں (الاعد۔ ۲۸)۔

گذشت انجیاں کی طرح آپ **نبوغ** کی ذمہ داری بھی بھی تھی کہ لوگوں کو ان کے بے اعمال پر برے انجام سے آگاہ کریں۔ سیکی آپ **نبوغ** کا کام ہے۔ تمسیح امر الحکیم میں ہے انت منذر لا موجد خوارق عاد آپ ذراستہ اسلے ہیں۔ میرگیے بجا دار نے والائیں (الاعد) اللہ کے کافروں کا اعترض اقل قربانیاں

و قفلوا لولہ اُنہیں علیہ ایث من زمه اور کہتے ہیں کیوں نہ اتریں اس پر کہکشاں یا اس پر کہکشاں آپ کے کہا کر آپ **نبوغ** بیوں جواب ارشاد فرمائیں

قُلْ إِنَّا أَلَيْكُمْ عِنْدَهُمْ وَإِنَّا أَنَا نَلَمِرُ فِيمْ

وَكَبِرْتُ نَعْيَانَ الْجِنَّاتِ الْمُكَبِّرَاتِ اَوْ مَنْ قَوْبَسْ خَارِجَةَ وَالْاَبْوَالَ كَوْلَ كَرْ

(۳) هدایت دینا آپ کا کام نہیں

آپ کا کام بشارت دینے اور ذرالتا ہے۔ لوگوں میں ایمان کا تحقیق یوتا اور ہدایت پر لا آتا آپ **نبوغ** کے ذمہ دیں۔ آپ تو بس تعمیر و انتار کی دھکوں سے ان کے لوگوں کے دروازے یہ کھینچتا کھاتے ہیں۔

فَلَا عَلَيْكُمْ الظَّهِيرَةُ وَالنَّهَارُ

تھی تعمیر و انتار کے سوا آپ پر کوئی ذمہ دار نہیں۔

لَا هَدَىٰهُمْ الْكُفَّارُ مُفْتَرِّينَ وَ

ٹائیوں کے طلب گار کافروں کو ہدایت دینے ہیں۔

أَكْرَاهُهُمْ عَلَى الْدِينِ (وَهُجَّ الْعَالَمَ)

دین پر اُنھیں بجھوڑو آپ کے ذمہ دیں۔

لَمْ يَكُنْ آپ **نبوغ** کی بات تھیں ماتا تو آپ **نبوغ** پر کوئی ذمہ دیں۔ ایمان بن عمر الباقی فرماتے ہیں

فَإِنْ قَبَلُوكُمْ سَهْنَمَ وَإِنْ لَمْ يَقْبَلُوكُمْ آپ **نبوغ** کی بھی نہیں۔ اگر وہ مان لے تو ان کا

کان علیہم وزر هم و لم ہکن علیک تھیں ہے۔ شاید تو اس کا بوجھ بھی اُنھیں

لو ماما فاما مار ملنا کا علیہم و کبلا الماء پر سکا آپ پر کوئی ملامت نہیں (فارسی۔ ۱۵۵)

اور وہ سری چکر رہا یا

فَلِيسْ عَلَيْكُمْ الظَّالِمُ فَبُشِّرُو

یہ آپ پر بشارت دینے اور ذرالتا کے سوا اور

اندر فاسد اعلیٰ علیٰ البلاع ولیس

کوئی ذمہ دار نہیں آپ کے ذمہ دیں پہنچا دیا

عَلِيٰكُمْ الْهَدَايَةُ فِي قَلْوبِ

ہے آسودہ حال لوگوں کے لوگوں میں ہم اب یہا

أَهْلُ النِّعَمِ

و اصل الاندار الاعلام بوضوع اور انتار کی اصل ذرکر جگہ کا اطلاع کرتا ہے تاکہ

السَّخَايَةُ لِيُقْنَى لَا تَكُنْ مُهْتَبٌ

اس سے بچا جائے ان کے لوگوں میں ایمان جاتا

لِلْإِيمَانِ فِي صِدْرِهِمْ

آپ کا کام نہیں (الزند۔ ۷)

(۴) باكمال تبلیغ

ان اوصاف سے آپ ﷺ کی تبلیغ کا کمال بھی معلوم ہوتا ہے۔ تبھیر و اندازہ دو اگلے اگل جیسے چیزوں میں دو باقی شانیں ہیں۔ ایک اعمال کی تفصیل ایسے ہے تجارت اعمال سے آگاہ کردہ درسی ہر عمل کا حکم ہاتا کہ بیانِ قبول علم پسروت انتقال اور ہر یہاں بصورت ابھرتا ہے۔ یہ عمل کرنے کے اور یہ عمل پھیلانے کے دینا انی دوسروں پر مشتمل ہے۔ اور انیں دوسروں نکل پہنچانا تبلیغ ہے۔ آپ ﷺ نے صرف تبک و بد ایجھے اور برے عمل پر علیحدہ کر کے تباہے بلکہ ان پر محرب ہوتے والے تاجنگ سے بھی آگہ فرمایا۔ بھی سرطانستم کی طرف راہ نمائی ہے۔ تبھیر و اندازہ تبلیغ بھی ہے راہ حق کی دعویٰ بھی اور ہدایت بھی۔ اندازہ دو ابھرتت میں خاتم ہے۔

ابن عاشور فرماتے ہیں

فان الانذار والهدایۃ متلا زمان فرمان اور رواہ تعالیٰ کرنا لازم طرود ہیں۔ اور
فما من الذار الا وهو هدایۃ وما المراہیات ہے۔ اور کوئی بادھت اسکی انہیں
من هدایۃ لا فیہا انذار والهدایۃ جس میں انذار ہو۔ اور بھائیت انذار سے
اعم من الانذار۔

عام ہے (۱۴۷۷)

بھی حال بیارت کا ہے۔ پھر تبلیغ کے دریش ہوتے ہیں۔ ایک ترجیب اور درست تبک۔ ترجیب کا مطلب ہے کسی کو خوف زدہ اور وحشت زدہ کرنا۔ ترجیب کا مطلب ہے کسی کو خوف زدہ اور وحشت زدہ کرنا۔ ترجیب اور تبک کا علیٰ بھی اور غلط دوں کام ہو سکتے ہیں۔ اس کے بر عکس تبھیر کا مطلب ہے انتقام کی ترجیب۔ اس پر ٹھٹے والے فائدے کی خبر سنایا کوئی بھی جیز ملکی خرد ریتا۔ اور اندازہ کا مطلب ہے برے عمل کے برے تجھے سے آگاہ کر کے خوف دلاتا۔ شاید اسی لئے انجیا کو ترجیب اور تبک اور بیرون مشربل میں بھی ہوتا ہے اور ترجیب اور تبک کرنے والا بھی۔ انذار و تبھیر میں ان کا معنی موجود ہے یعنی ترجیب و تبک دینے والا ضروری انہیں کہیں رہنے بھی ہو۔ ابن عاشور فرماتے ہیں

وکنی بالتبشير والا نثار عن التبلیغ تبھیر اور اندازہ تبلیغ سے کہا یہے۔ کیونکہ تبلیغ
لان التبلیغ بستان الامریں وہما کیلئے ترجیب اور ترجیب دو باقیں لازم ہیں۔
فتر غرب والترهہب (الانیم۔ ۲۹)

(۵) روف اور رحیم

یہ اوصاف آپ ﷺ کی رافت اور رحمت کو بھی ظاہر کرتے ہیں۔ ان سے تبلیغ پر آپ ﷺ کی
شفقت اور مہربانی کا انکھار بھی ہوتا ہے۔ آپ کے وعدے بیارت اور وحیمیں اندازہ ہیں۔
بیارت آپ ﷺ کی رحمت اور اندازہ آپ ﷺ کی شفقت ہے۔
اپنی عاشور فرماتے ہیں

والبشرية الاعلام بخبر حصل او بیارت توں خیکی الطائع ہے بجهات ملک بوجی
بس حصل و الشارة بخسر اللون الاعلام ہے بجهات ملک ہو بھی اور روزانہ اس شر اور تضليل
بشر و ضر حصل لوبی حصل و ذلك کا عالم ہے بجهات کا عالم ہے بجهات کا عالم ہو
هو الوعد والوعيد الذى تستعمل وعدة اور وحیم ہے جو شریعتیں مشتمل ہوئی
علیہ الشرائع (۱۴۷۷)

اپنے اعلیٰ بتائیا ہے اس پر ایجھے تجھے کا وعدہ کریما ہے۔ ایکس لوگوں کا لفظ ہے جو رحمت
ہے برے عمل کی خرد ریتا ہے اس کے برے احجام سے خبردار کرنا انہیں ہے۔ یہ لوگوں کو رحمت اور
تفصیل سے بچانا ہے جو کہ رافت اور شفقت ہے۔ اس لئے آپ روف بھی ہیں اور رحیم
بھی۔ خصوصی رحمت للعلمین ہیں۔ اور شفقت رحمت کی شدت کا حام ہے اس لئے تبھیر کے
بجائے اندازہ کا اہتمام زیادہ ہے۔ آپ کی بیارت و رحمت ہے یعنی اندازہ بھی رحمت ہے۔ ابراہیم
بن عمر کہتے ہیں

ولما كان صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم نبی الرحمۃ ہیں اور اسی وعدہ
نسی الرحمۃ کو ان القصار على (رحمت) پر اندازہ کریں۔ بھی ورسی جو کادہم پیدا کرنا
هذا الوصف ربما لوعہ غیر ذلك ہے۔ لبکاظیر علّات کی طرف الحفاظ کرتے ہوئے

البعه قوله بنا نعظمه صلی اللہ رسول ملی اللطیفہ علی علیتہ میان کرنے کیلئے
علیہ وسلم بالا لفاقت الی مظہر کے بعد اللہ نے یہ ارشاد فرمایا کیونکہ رسول کی علیت
العظمة لان عظمۃ الرسول من سیجھنے والے کی علیت کی وجہ سے ہے پھر آپ کا
الخواہی رحمت ہے۔ (فارہم۔۲۳)

عظمة المرسل فضلارله رحمة

(۶) ناصح اور محسن

انزار کے زیادہ اہتمام سے آپ کی ایک اور شان بھی نہیاں ہوتی ہے۔ ووچ خیر خواہی کی
شان ہے۔ حقوق خدا کا آپ ہے زیادہ خیر خواہ اور کوئی نہیں۔ کسی کو ابتدی تھمان سے
بچایا جائے اس سے بڑی خیر خواہی اور کیا ہو سکتی ہے۔ آپ ہفتاد وغیری عذاب سے بچانا جائے
جیں۔ بلاشبہ آپ سے بڑے کر خیر خواہ اور انجام درے کے گھن ہیں۔ آپ احتیتھے صدر
یہیں کاس حقیقی خیر خواہی اور سلطانی پر کسی اجر اور معاد نہ کے طلب کا سمجھی نہیں۔
کلامِ عرب میں اندر اس خیر دینے والے کاتام ہے۔ جو دیار قوم پر ڈھن اتر جائے کی خبر دیتا ہے۔
اس کی مثال ہے۔

ادا النذر الفز بان میں برہنہ رانے والا ہوں۔

اور عربیان سے وہ شخص مراد ہے جو خیر خواہی صورت حال کی تکمیلی اور اطلاع کی فرض سے اپنی آمیں
اتادر جانے ہے کہ بلند مقام پر کھڑے ہو کر اس کے ساتھ حشرارہ کرے اور اوس سکس کی ادائیگی
تکنیک توہی وہ اس کو کوئی کر کر سمجھ جائے۔ وصفِ نذری کے ساتھ آپ کی مثال بیان کرنے مذمیر القوم (قوم) کو
خفر سے ڈراندالے کے حال کے نہ اس ہے۔ فرمایا

إِنْ خُلُوَ الْأَيْمَنِ لِكُمْ تَنْدِيَةً دَنَابَ شَبَّابِيْدَ (۱)

یہ ایک ارتاء والابے تم کو ایک بڑی آفت کے آنے سے

(۷) کامل صفات زائد اجر و ثواب کا باعث

بیش و زیاد فضیل کے وزن پر ہیں۔ جس میں دوام اور مبالغہ پا جاتا ہے۔ ابو جہان فرماتے ہیں۔
وعدل الی فعل للنبلاغہ لان اور فضیل کی طرف مبارکہ کیسے پھر راجا کی۔ کیونکہ فضیل ان ممتاز

مکالمہ قرآن کے آئینے میں

فعلاً من صفات السجايا و ميل سے ہے جو ایک حالت پر قرار رکھتی ہیں اور شیرین میں
العدل فی بشری للنبلاغہ عدوں میان خدا کیلئے ہے۔ (انحرافی۔ بقرۃ الرؤا۔ ۱۱۴)

اور قصیر ایقاٹی میں ہے

و كانت النبلاغة في النشرة لزبد اور نذر يمشي بالفخذ ياده ہے۔ (الازاب۔ ۲۵)

آپ ہمکی بیارت اور انزار و فتوں میں پسلے خیروں کی بیارت اور ذرا وادے سے زیادہ مبارک
ہے۔ بڑی خضر و خلکی بیارت اور نذر ارجمندی والی اور اکل جن۔ کیونکہ آپ ہمکی
بیشتہ و منذر کا آنا عالی ہے۔ اور جس نے آپ ہمکی بات مانی اس نے زیادہ تواب کیا۔ کامل
بیارت وہ ہے جس میں کسی ضرر اور تھesan کا امکان نہ ہو۔ کامل انزار وہ ہے جس میں کسی فائدے
اور سرست کا گزرنہ ہو۔ آپ ہمکی بیارت والی فاکھوں کی موجود بوجب اور انزار بیش کے ضرر کا
باعث ہے۔

(۸) نبھشرين اور مفتذ زين

یہاں ان لوگوں کا ذکر بھی انجی ہے جن کو بھرپور تھیں دی گئیں یا انہیں دیا گیا۔ بیارت کے دو پہلو
ہوتے ہیں۔ اول تھریپ یعنی فلاں کام کرنے پر یا اس کے ترک پر یا قہر کو ہو گا۔ ثانی احتقان
جس نے وہ کام کر لیا ہو فی الواقع اس کا سبقت ہو گیا۔ ایسے کی انزار کے دو پہلو ہیں۔ تریپ یعنی
فلاں کام چھوڑنے کا کرنے پر یہ تھesan وو گا۔ درستہ پہلو احتقان ہے جس نے اس کا رائٹ کیا وہ
عذاب کا سبقت ہو گیا۔ تریپ و تریب تو مومن اور کافر و دواؤں کے لئے ہے۔ البتہ بیارت کے
اصل سبقت کامل مومن اور انزار کے سبقت کا فروضہ کر گا۔ (دیکھیے ۱۱۷۔ ۱۱۸) اگر وہ گار
مومنوں کے حق میں آپ کا انزار و مدد و نیکی وید ہے۔ کیونکہ ایمان کی وجہ سے وہ ایک درجے میں
بیارت کے سبقت ہو گئے ہیں۔

والی صلی اللہ علیہ وسلم مبشر لا هل الانسان نبھشرين ایمان اور اطاعت لگزاروں کے
والمعطین سراتب فوز ہم والی صلی اللہ علیہ الصلاۃ لے ان کی کامیابی کے مرجنوں کے لئے
والسلام منذر للذین يحالفون عن دینہ من۔ مبشر ہیں اور کافر جو آپ کے دین کے خلاف

کا فربن بہ وہ من اہل الحصیان سنتا وہ جس اہل الحصیان کے لئے ان کے اعمال پر مرا خذل نہم علی عملہم (ان: جامیع الازیب۔ ۲۵) مواضعے کے فرق کے لاملا سے مذر ہیں۔

(۹) بشارتیں اور انذار

جن اعمال پر قرآن صلاح، بخیر، جنت کی احتوائیں اور رضاۓ الہی کا وعدہ کرتا ہے وہ آپ ﷺ کی بشارتیں ہیں۔ اور جن اعمال پر مواجهہ، بحث اور عذاب کی، محکی دعا ہے وہ آپ ﷺ کا زارواہ ہے۔ گھرانہ اور تھیر اسی میں محرمنیں۔ یا آپ ﷺ کی بشارات و انذار کی اساس ہے۔

جنہوں نے آپ ﷺ کی دعوت پر بیک کہا آپ ﷺ نے ائمہ شریف طاعتی کی بشارت وی مثلاً رزق میں اشناز، بدان میں قوت، دل میں طلاق، پا کیزہ زندگی، کامیابی، جنت اور رضاۓ الہی۔ جنہوں نے مدد و مدد اور اوراقی کی انسانی میمیزی، محضیت کی، محکی وی مثلاً رزق سے محرومی، کمردی، ذات، بزمیگی کی اعلیٰ ہمتوں کی ارشادیں۔

قال الحسن بن اد بن حسین نے فرمایا اگر وہ ایمان لا کیں تو انجام نے

بالنفعہ فی الدنیا والجنت فی الآخرۃ بشارت دی دنیا میں احتوائیں کی اور آخرت میں

وَإِن لَمْ يَوْمُوا هُنَّكُمُ اللَّهُ بِالْعِذَابِ جنت کی۔ اگر ایمان لا کیں تو زاریاں اللہ بیان

فی الدنیا و اد غلهم الشار فی الآخرۃ میں جنمائے طارب کر کے حلاک کرے گا اور

آخرت میں جنمیں دل کرے گا۔ (ایہازی، الازیب۔ ۲۵)

آپ ﷺ کے یہ اوصاف تقویٰ کو بھی حسن ہیں۔ تقویٰ کے دورخیں ساتھاں امر (عمر) کی قیل کرنا) اور اجتماع بمنیات (جن سے روکا گیا ان سے درک جانا) جن کاموں کے کام ہم دیا گیا ان میں کمی مساحتیں ہیں لہذا ان کی بجا آوری کرنے والا دنیا آخرت میں بشارت کا متن ہے۔ اسم نذر یو ای اور عوقبات (سراؤں) کا بیان ہے۔ جن کاموں سے روکا گیا ان میں کمی مفاسد ہیں لہذا ان پر اقدام کرنے والا دنیا آخرت میں انذار کا متن ہے۔

(۱۰) موضوح اور فرقان

ان اوصاف سے نبی ﷺ کا موضع اور فرقان ہونا بھی معلوم ہوتا ہے۔ موضع اور فرقان کا مطلب

ہے جو حق اور باطل کو چد اور وفا خ کر دے۔ کیونکہ بشارت ایکھٹے مغل پر ہے گھن سے آگہہ کرنے کے بعد ادا نہ اور برے مغل پر ہے کیسا سے خوار کرنے کے بعد۔ کو یادی و ضموم حق اور ایجاد کامل کے بعد ہیں۔ ایکھے اعمال حق اور فور ہیں۔ برے اعمال باطل اور ادار کی ہیں۔ آپ ﷺ نے حق و باطل اور ورث و ولست کو چد اچا کر دیا۔ حال و حرام کو چد کرو اور اس دھنکے تیر کر دی کہ ان کا خیام بھی چلادی۔ ان کے قیام میں کوئی ایهام نہ ہے۔ ان کی شاختت میں کوئی رکاوٹ نہ رہی۔ حق دوپہر کے سورج سے زیادہ روشن اور باطل الماءں کی رات سے زیادہ تاریک ہو گی۔ مکثوٰۃ تحریف کی حدیث بخالی تین و اخیر ام تین اسی میں ملکیات ارشاد فرمائی۔

(۱۱) حجتت حدیث

اندر و تجھیم سے جیتت حدیث کا ثبوت بھی ملتا ہے۔ بیوت اور سرالٹ تو آپ کا منصب ہے جبکہ دعوت، بخچ، جہاد، بھادت اور انداز و تجھیم اس کے تقاضے اور ظرف ہیں۔

اطمرو ای سو و ایس و تھا تک سیل المتر سلیمان کی تکمیر میں فرماتے ہیں۔

کلام مسائف مسوق لیاں و مخالف منصب منصب الرسالہ علی الاطلاق

یہ جدا کلام ہے ملکتی منصب بر سرالٹ کے دھانک بیان کرنے کے لئے بخایا گیا ہے (ایہازی، ۲۸)۔

الش نے آپ کو انداز و تجھیم کا فاعل قرار دی۔ ضموم علیہ الصالوٰۃ و السالم بالصلوٰۃ و السالم بالصلوٰۃ و السالم

تو کیسا مطلب ہے کہ آپ نے قرآن امت کے بچپانی میں کاموں سے روکھر بشارت پر متعلق

ہے اس کے لاملا سے آپ ﷺ بخیر ہیں اور جو حصہ انذار پر مشتمل ہے اسے بچپانے کے لاملا سے

نمیں ہیں اور کس؟

نہیں جو کوئی نہیں۔ بلکہ اس سے بہت کر قرآن کی اساس پر ہی آپ ﷺ کو اکیل اور مقام دیا گی۔ وہ

اخیر ای رہے اس بات کا آپ ﷺ قرآن کے مطابق بھی ایتھرے اعمال کو سعین کر کتے ہیں۔ ان

پر ۷۰ اور سر ایمان کرنے کے بجا ہیں۔ بخیر و مذکور کا اکری طیبہم شیعہ تجھے تو ان امامہ میں آپ ﷺ

کا فاعل ہو جائی اور جائزی قرار پاتا ہے۔ پھر تمام تحریف میں بخیر و تجھیم بر سرالٹ ستقلی خور

پڑ کر کرنا کام کی خوشی کو تو ہو سکتی ہے آپ ﷺ کی حد و نمائیں۔ پھر ایتھر دیجی اس کے

جگہ اور مدد ہوئے کا جوہت ہے۔ ایسا ہدایت انتیار و بیانی ہے فائدہ ہے۔ اسی انتیار کا درود راتام
قرآن کا بیان اور تینیں ہے۔ اسی کو مدد کرنے کے لیے ہے۔

رسالت کا مطلب صرف قرآن پہنچانا ہی ہو۔ اور آپ ﷺ اسی انتیار سے بیشہ مدد ہوں تو
مطلب ہو گکہ رسالت کے دو پل اور چھتیں ہیں۔ حالانکہ چھتیں نہیں اس کے لوازم اور تنا شے
ہیں۔ کیونکہ جہاں کسی فعل کی مختلف جھیٹات کا لامانا کیا جائے وہاں حقیقی فعل ہیک ہوتا ہے۔ باقی اس
کے میں انتیار کے جاتے ہیں۔ ان کی الگ اور مستقل جھیٹتیں نہیں ہوتی۔ ورنہ ایک آن
میں ایک سے زائد افعال اور اثاثیں ہو سکتے۔ حالانکہ انتیاری افعال جتنے بھی ہوں ایک آن میں ادا
ہو جاتے ہیں۔ جیسے شاخ کی بڑت میں اس کی مختلف جھیٹات اور اخبارات گز رچے ہیں۔ وہاں
حقیقی فعل ایک ہے گواہی دینا۔ حقیقی فعل اسی کا ہو گا۔ باقی افعال اخبارات ہیں مثلاً مصدق
بھق، بھمن و غیرہ۔ یہ الگ اور مستقل نہیں۔ گواہی دینے وقت یہ تمام بھی ایک ہی وقت میں ادا ہو
جاتے ہیں۔ ایسے کہ اس کا شاخ ایک وقت میں عالم ہے۔ درود و وقت میں خود رہے رہا ہے
۔ تیسرے کی وقت میں حق توارہ ہے۔ جب باقی افعال انتیاری ہیں تو اسکا عالم کا قابل بھی
انتیار ہو گا۔ بیشہ مدد کرنے کی جھیٹت ہو تو

ما از سلسلہ قل الْمُبَشِّرُ الْأَنْبِيَاءُ كہ کرم حیات ترا رینا کیسے درست ہے؟

آپ ﷺ کو ایک نامہ بنانا درود مقام تعریف میں یہاں کرنا کیسے ہے جب کہ آپ ﷺ میں ان
کی حقیقت نہیں اپنی ڈرامہ کا نہ ہوئے کافی چھوٹ ہو گئے۔ اگر کہا جائے آپ کا بیشہ مدد ہو نا
قرآن پہنچانے کے میں ہے تو یہ کہنا بھی درست ہو گا کہ شاخ دبر حسم اور روزوف بھی رسالت
کے میں نہیں ہیں۔ آپ ﷺ نے قرآن پہنچا دیا اس لئے شاخ دبھی ہیں۔ اس کا ایک حصہ درست
و بشارت پر مشتمل ہے اس لئے رحیم بھی ہیں۔ ایک حصہ شفاقت و اندیار پر مشتمل ہے اس لئے روز
وف بھی ہوئے۔ حالانکہ یہ غلط ہے۔ رسالت اور حجہ ہے شفاقت اور حجہ ہے۔ بوت ملکہ وصف
ہے اور درست و شفقت جہاں اوسا ہے۔ ایسے تی رسالت، بشارت اور اندیار میں بھی فرق ہے۔
درست باپا الفرق کیا ہے؟

اگر رسالت کی جھیٹتیں ہوں تو آپ ﷺ کی اور جراں ایک ہیجھ کی رسالت میں فرق کیا ہو؟ یہی
جراں ایک ہیجھ نے قرآن کا مجدد پہنچا دیا یہی صورت علیٰ اصلہ و السلام نے بھی۔ بھوٹ ہے وہ
رسول ہوئے دیے چھوڑ گئی۔ سوال یہ ہے کہ محمد ﷺ بیشہ مدد ہے ایں تو جراں ایک کیوں نہیں؟
جراں ایک بیشہ مدد ہے تو آپ کیوں نہیں؟

اس سے ماف پڑھ پڑھتا ہے کہ جراں ایک ﷺ اور آپ ﷺ کی رسالت میں فرق ہے آپ ﷺ
کی رسالت جراں ایک ﷺ کی طرح صرف سفارت نہیں۔ اس کے سوا بھی کچھ ہے اور انہارو
بیشہ بھی رسالت کی جھیٹتیں نہیں اس کے خلاف اور قاتے ہیں۔
اللہ نے سورة بقرہ میں فرمایا۔

فَنَعَتُ اللَّهُ لِبَسِنَ مُنْتَهِيَنَ بِهِرِغُلُ خُبْرِي سَنَةَ وَالَّى
وَنَتَهِيَنَ اُور دارانے والے۔

اکثر بھت ایسے خوبیوں کی تھی جن پر کتاب اتری شاہینی شریعت دی گئی۔ وہ پہلے دین اور بھلی
کتاب کی طرف ہی بڑاتے رہے۔ اگر رسالت کا مطلب صرف ہزار شدہ کتاب کی ترسیل تھا تو وہ
کام انہوں نے نہیں کیا۔ اس کے باوجود انہیں بصر و مدنظر کیا گی۔ قرآن کا انہار و بیشہ کیا تھا؟ یقیناً
وہ انتیاری مفت نہیں تھی۔ رسالت کا تقاضا اور کتاب پہنچانے سے جداً مستقل کام تھا۔ وہی انتیار
جس کا کر ہو چکا ہے۔

پس صورتِ اللادھیعی و علم نے اس انتیاری تین سے کام لیا۔ قرآن کے ایمان کی تفصیل کی۔ عقائد،
عہادات، معاملات، معاشرت، اخلاق، ہر ایک کو واضح کی۔ ان کے اصول یا ان فرمائے۔ حلال
و حرام اور جائز و ناجائز کی مصافت کی۔ ان میں سے کرنے اور جوڑنے کے کام اور ان پر ملے
والے ٹوپ و عذاب کا الگ سے ذکر فرمایا۔ ان تمام تفصیلات کا نام حدیث ہے۔ اگر حدیث
جھٹ نہ ہو تو آپ کو بیشہ اور مدد کرنی کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔

(۱۲) علم، معرفت، مشاهدہ

آپ ﷺ کی بشارتیں اور زاروں ایسکی طرف سے دی گئی خبریں ہیں۔ چاہے وہ قرآن کی صورت

میں ہوں یا حدیث کی صورت میں یعنی مخفی خبر اسی مظاہر ہے جو اس کی اکائی سے تکمیل خود مشابہ مثابہ سے وظیکن تکمیل کے مصداں ان کی قوت ہے جو اس سے آپ ﷺ کے قبیل بارک پر وہ اثر ہو جاندے اور تجھیں اور مشابہ کا اثر ملتے۔

حضرت ﷺ کا انشکی حرف نہ سامنے ہوئی۔ اللہ کے قبیل بارک دجال کا انجائی کریں اسی آپ کے بارک پر غیرت ہوا۔ حضرت ﷺ نے ذرا نے، اسی سے امید رکھتے، اسی طرف پہنچے، اسی پر توکل کرنے والوں کی رضا پر بہر حال ول سے راضی رہنے میں سب سے ۵۰٪ کے۔ ان محدود مفتات میں کمال کی ان بندیوں تک پہنچنے کے کمال کی گرد روادہ ہے۔ بلکہ پانے بارک دجال کی دھونے اور معرفت کرنے کے فرمایاں تم سب سے بڑے کرانش سے ذرا نہ اور سب سے زیادہ اس کی معرفت رکھنے والا ہو۔ یہ وہ قابلِ خوش ہے جسکی وجہ سے ارشادی جناب میں رائی برائی سے ادب ہی بارا طریقہ ہو جاتا اور کچھ اس کا صدر کی وہ سرے سے ہو۔

(۱۴) بشارت و اذار کی حکمتیں اور نقد یہ و تاخیریکی وجود

بشارت و اذار میں کیا حکمت ہے؟ بشارت کیوں مقدم ہے؟ اذار کا اہتمام بشارت سے زیادہ کیوں ہے اس کی کی وجہات مطرکن نے یعنی فرمائیں۔

(۱) بشارت حضور بالذات اور اذار حضور بالعرض ہے۔

(۲) بشارت حضور اذار کی طرح ہے اور اذار الہ مرش اور روا کی طرح ہے۔

(۳) اطاعت اور اس پر بشارت دوں اصل اور بنیاد ہیں۔ تا فرمان اس اصل سے خارج اور بنیاد سے اکٹھا ہوئے۔

(۴) بشارات میں مومن اور سقی لوگوں کی تکمیل، اعزاز اور شان ہے اور اذار میں کفار اور ظالم لوگوں کی امانت و خلقان ہے۔

(۵) آپ علی اصلنا و اسلام رحمت الہ عالیٰ ہیں۔ آپ پر تاخیر کا نام نہ ہے اور یا آپ کی رسالت کی اصل ہے۔ ان وجوہ سے بشارت کا مقدم کیا گیا۔

(۶) اذار پر نکل زیادہ اہم ہے لیہ اس کا اہتمام گی زیادہ ہے۔ اس نے فرمایا

لان الانبار پیغم معانی الحذر من کی تکمیل اسی کام سے جو اس کے اکائیں فعل شی لے بحق وعاقبہ فا لا ندار اور اس کا ناجم سے خواری کی معانی کوئی حقیقی بالتفہیم فعل الامر بمحابہ کرتا ہے۔ جس اعلیٰ کی خروجیوں کے ساتھ انمار الفعل لان الفعلیہ مقدمہ علی الفعلیہ امری تقدیم کو اعلیٰ رکھتے ہیں۔ کوئی تحریک کیا ہے۔ ودرہ، الصفا سد مقدم علی جلب اور معاوسہ کو اعلیٰ کرنے میں صلوتوں کے حصول پر، المصصالح ولاع غالب احوال الناس مقدم ہے اور اتنے بھی کہ لوگوں کے عام احوال یو مدد محتاجہ الی الاندار والحدیر اس وقت انہار تحریک برکتی تحریک یہ کلماج تھے (الدریج) اور یہی مظہر ایک اور مقام پر اشارہ فرماتے ہیں۔

والحکمة في الانداران اور اذار میں سخت یہ ہے کہ گمراہی کا دراء

لائقی الصلاح والخوازن فتح ہو جائے۔ اور اذار میں بندوں کی حق کی پتوخول الله عباده بالدھرہ طرف ہائے کہ سماوی عجہاد است کرے چاہے الی الحق سواد علما وابہا۔ اس کے طبقاً محل کریں یا کریں۔ سب سے اولم بعمل واقفہا لاتحلوا۔ تک بیان میں عجی کے اثرے من الرءا، الح فیہم خالی بھیں۔ (فاطر۔ ۲۲)

لیکن اذار میں ایک ایسا بیان ہے کہ اس کا اعلیٰ کیا ہے۔

لیکن اذار میں ایک ایسا بیان ہے کہ اس کا اعلیٰ کیا ہے۔

لیکن اذار میں ایک ایسا بیان ہے کہ اس کا اعلیٰ کیا ہے۔

لیکن اذار میں ایک ایسا بیان ہے کہ اس کا اعلیٰ کیا ہے۔

لیکن اذار میں ایک ایسا بیان ہے کہ اس کا اعلیٰ کیا ہے۔

لیکن اذار میں ایک ایسا بیان ہے کہ اس کا اعلیٰ کیا ہے۔

لیکن اذار میں ایک ایسا بیان ہے کہ اس کا اعلیٰ کیا ہے۔

داعی الى الله

الله نے حضور ﷺ کے کلامات قرآن مجید میں بیان کر کے ان کو دوام عطا فرمادیا۔ اس نے آپ ﷺ کی شان میں جو الفاظ ارشاد و فرمائے ان میں سے ہر ایک اپنے اخراجی کا مصدر رکھتا ہے۔ غور و فکر سے کام لایا جاتا تو پرست در پرست آپ ﷺ کے کلامات مکملتے جاتے ہیں اور آپ کی شانیں مکالم کی مانند نہیں ہوتی چلی جاتی ہیں۔ یہی روشنی کارگر ایک ہی بہت سے مشورے سے گزرے تو ایک رنگ سرت رنگے دھارے منہ پہل جاتا ہے۔ داعی الى الله کبھی تو میں الفاظ پر مشتمل رمکب ہے لیکن اس میں جہاں مخفی پوشیدہ ہے۔ آپ ﷺ کی شان کے کتنے ہی رنگ اس میں پہنچاں گیں۔ یہ ایک شان کتنی شانوں سے مٹی ہوئی ہے؟ اسے جانتے سے پہلے یہ کہچھ کہ داعی کے کہتے ہیں۔

داعی کامفہوم:

دعا، دعویٰ اور دعوۃ کا مطلب ہوتا ہے۔ پاکارنے کی حالت پاکارنا بذریعہ دکرنا، بذات کیلئے بلا نادیغہ

و دعا بالرجل دعوا و دعا ناداہ۔ اور آدمی کو پاکارنے کی اس کو بد اوی۔

دھوت فلانا ای صحت یہ امند یعنی میں نے قفال کو تھی کر جانا اور اسے طلب کیا (الان امر) داعی بذاتے والے کو کہتے ہیں۔ جب اس کا صل (preposition) ای ہو تو مطلب ہوتا ہے ایک کو درس کے طرف بذاتے والا اس میں طلب اور تھیس کا معنی ہی بیجا جاتا ہے۔ یہی دعا لیل القفال
ذرا لیل القفال
دعا الصلوة
تمازکی ترغیب دینا (المسنون الوبی)

الدعا الدرغبة الى الله۔ دعا کردیتیں اللہ کی طرف رفت کرنا (الان امر) پس داعی ای اللہ کا ترجیح ہوا۔ اللہ کی طرف سے بذاتے والا۔ لیکن اس ترتیب سے پورا مطلب خالی ہر دفعہ ہوتا۔ داعی ای اللہ کا پورا مطلب ہے۔ وہ ہتھی جو لوگوں کو ترغیب دکھرانا میں طلب یہا کرے اور اللہ کی طرف بذاتے۔ جو اس پاکار پر ایک بکارے اس کے ضھور بہتچاۓ۔ اس سے حضور ﷺ کی جو شانیں نہیں ہوتیں ہیں اب وہ بکھس

(۱) واسطہ

اس مطلب سے واضح ہوتا ہے آپ ﷺ خدا اور بندے کے درمیان واسطہ اور وسیلہ ہیں۔ واسطہ درمیانی کر کی کارہ بھاتا ہے جس کے ذریعے تقدیر و تکبیر پہنچا جائے۔ انسانوں کو بیدار کرنے کا مقصد ان سے اللہ کی معرفت کا حصول ہے۔ آپ ﷺ کو واسطہ بذاتے بغیر کوئی شخص یہ مقصد حاصل نہیں کر سکتا۔ جو اللہ کی معرفت حاصل کرنا چاہتا ہے اس پر آپ ﷺ کو واسطہ بذاتا لازم ہے۔ کیونکہ داعی اللہ کا دین تھوڑی تک پہنچا کر تھوڑی کو اللہ کی طرف بذاتا ہے۔ آپ ﷺ کو واسطہ بذاتے کا مطلب ہے آپ کی بات ماننا اور آپ کی یادی کرنا۔ اس کا تعلق معرفت سے ہے جو درجہ تقدیرہ اور عمل گمراہی ہے جس میں آپ کا واسطہ ہو۔ یہی آپ ﷺ کے تحریر جن پانچوں نہیں دیے ہی حدیث کے تحریر قرآن کو کہتے ہیں جن پانچوں نہیں۔ یہی آپ ﷺ کے تحریر جن پانچوں نہیں دیے ہی آپ ﷺ کی سنت رواہ حق پر چالنے والی ہے۔ بدعت ای لے رو ردد ہے کہ پہنچی درمیان سے آپ ﷺ کا اور آپ کی سنت کا واسطہ نکال دیتا ہے۔ اور جو چیز دین پیش ہوئیں اپنی رائے سے اپنی دین بنادیتا ہے۔

(۲) موصول

داعی کو اللہ ہونے میں موصول کا مطلب ہمیچی پوشیدہ ہے۔ موصول اسے کہتے ہیں جو ایک چیز کو دوسرا چیز سے طاولے۔ موصول وہ واسطہ ہے جو صرف ذریعہ ہیں مبتداً تھیں مولو پر متصود تک پہنچتا ہے۔ کیونکہ داعی ہوتا ہے جو ایک کو دوسرا کی طرف بذاتے والا اسے ضھور بہتچاۓ۔ این عاشر فرماتے ہیں

حمرہ ۲۳ آن کے آئینے میں

راوی حق دکھانے والے ہیں۔ آپ کے حادی ہونے کا بھی مطلب ہے۔ قرآن میں اگر یہ ذکر ہے کہ آپ راہ حق کی ہادیت کرتے ہیں تو یہ بھی ارشاد ہے کہ
انک لائندھی من اختیت۔ (رواہ یعنی انا ہم کو ہے۔)

کلی جگہ کام مطلب ہے آپ راہ حق دکھاتے ہیں۔ یہ آپ کے وادی ہونے کا دلخواہ ہے۔ درسی جگہ سردار ہے آپ کی کو راہ ہادیت کی طرف اٹھنے سکتے اگرچہ وہ آپ راہ کا محب ہی ہو۔ کیونکہ نا آپ کی فرماداری نہیں اور اسے پر آپ راہ کا القیار بھی نہیں۔

(۵) مختصر راستے سے اللہ تک پہنچانے والے

بوضوں کی ہوتی قبول کے آپ سے مختصر رین راستے سے خدا کب بھائیں گے۔ وادیخواہ اس کے درمیان مختصر رین راستے سی صراط مستقیم ہے۔ اس میں کوئی موڑ اور میز جاپن نہیں ہوتا۔ بالکل سیدھا اور بیکھر سے پاک ہوتا ہے۔ سرطیک رای خود رائی نہ کرے۔ مختصر اور سیدھا ہونے کی وجہ سے آسانی اور جلدی سے طے ہو جاتا ہے۔ اسے طے کرنے میں کافی صعوبت اور کمی نہیں ہوتی۔ فرمایا

فَلِلّٰهِيْ فَقْدَانِيْ رَبِّيْ الِّيْ صَرَاطُ مُسْتَقِيْمٍ وَنَعِيْشَا

وَكَمْ يَجْعَلْ مِنْ رَبِّيْ سَيِّدِيْ رَبِّيْ رَبِّيْ كَجَاهِيْ دِينِيْ سَيِّدِيْ (الاعلام۔ ۱۹۱)

اور فرمایا۔

وَلَمْ يَنْقُلْ لَهُ يَعْنَىْ فَقِيْتَ اُوْجَنْسِ رَكِيْ اسِ مِنْ يَكُونُ كَلِّ سِيدِ حَاجِيْ (کتب۔ ۱)

تمثیر الحدی میں داعی اللہ کا فرشاذ کرتے ہوئے فرمایا۔

وَالدَّعْوَةُ إِلَى اللَّهِ بِرَبِّ تَرِيْنِ رَاسِتَتِكَ سَاتِيْ اسِ كِيْ طَرْفِ بَلَانِ۔ (الزاد۔ ۲۶)

(۶) استقامت اور تسلیل

اس سے آپ راہ کی شان استحقاق مت بھی نہیں ہوئی ہے۔ یہ ایک کام نہیں۔ آپ راہ کو
دعاہت کے ساتھ تسلیل کر کر کام ہے۔ کی ایک کو ایک وندھ و دھرت دے دیا یہ ایک کی

وصول دعاہتی دلانہ۔ اس کی اصل ہے کہ اس نے اسے فلاں کی طرف باری بھی
دعاہتی الحضور علیہ السلام نے اس کو بیانے والے کے سفر پر پہنچا رکھا ہے۔ کیا یاد
ہے فلاں کو سیر سے حضور مسیح ہے۔ (ازباب۔ ۳۶)

(۳) ہادی

داعی اللہ ہو آپ کے ہادی ہونے کو بھی حصہ ہے۔ ہادیت کا متن ہے۔

ارشاد الناس الى طريق الخير۔ حیثی طرف لوگوں کی راہنمائی کرتا۔ (ادن ماہر العجمی۔ ۷۹)

داعی کی کام کرتا ہے جو جاہل را حق سے بچ کر پہنچائے اور اس کی کوئی دعایہ کی گئی نہیں مگر

وہ پچھے چیز انسان صراط مستقیم کی طرف پڑاتا ہے۔ آپ بھی لوگوں کی صراط مستقیم کی طرف را منانی

کرتے ہیں۔ اللہ فرماتا ہے۔

رَبِّيْ أَنْتَ تَقْدِيْرِيْ إِلَى صَرَاطِ مُسْتَقِيْمٍ وَكَجَاهِيْ تَبَرِّيْ سَيِّدِيْ رَبِّيْ (الاخلاق۔ ۴۵)

اور آپ کا ہادی ہونا خود آپ کے صراط مستقیم پر ہونے کو تصور ہے بلکہ فرمایا

عَلَى صَرَاطِ مُسْتَقِيْمٍ (اتہے) اور سیدھی راہ کے (کتب۔ ۲۶)۔ اس ایسا

صراط مستقیم کیا آپ کی سواری ہے۔ سوارا پتی سواری سے جدا نہیں اہل۔ حس طرف سواری جاتی

ہے وہ بھی اسی طرف جاتا ہے۔ آپ اس سواری سے اس طرف پڑے ہوئے میں کہاں سے بنے کا

تصوری سمجھ نہیں۔

(۴) ہدایت دینا آپ کا کام نہیں

اس سے مسلم ہوتا ہے آپ راہ کی ڈیلوں اور زندگی کی طرف بناتا ہے لانا جیسیں۔ قرآن میں

اس مذہبی کی حالت میں آیات ہیں۔ اسی لئے جایجا آپ راہ کی طرف بنا کر کے

امراں پر چنان ہونے سے دکا گیا۔ اور فرمایا کہ آپ ان پر اولاد اور حاکم جیسے

دکیں۔ اگرچہ مدح برکتی ہیں تو آپ پر کوئی اسلام نہیں۔ راہ حق پر لانا آپ کی قیادتی

نہیں۔ اس جیسا آپ راہ کی پاری بھک کے اور خود آپ کی طرف آجائے اسے حزل سرداری

طرف لے جانا آپ کام ہے۔ داعی کی فرماداری معلوم ہونے سے یہ بھی پڑے ہیں کیا آپ

شان نہیں۔ اس کا کام تمہارے کو پار بار بناتا ہے۔ اس میں تحریک و تغییر کا معنی بھی تحریک کو پا جاتا ہے۔

مسنون اصرار الدین تفسیر الحدیث میں فرماتے ہیں

ای ارسلہ اللہ بد عو الخلق اللہ تعالیٰ کی وجہ و مخلوق کو اس کے رہ کی طرف
الی رہمہ و بشو فهم لکرامہ ہلاتے ہیں۔ انہیں اس کی خروج کا شوق ہلاتے ہیں
و با مرہم بعادہ اللہ خلقوا اور اس عبادت کا حکم دیتے ہیں جس کے لئے دو بیدا
لہا و دلائل بستلزم استقامتہ کے سات کی طرف وہ ہلاتے ہیں
علی مابعد عواليه (الازاب۔ ۲۹) سب اپر ان کی استقامت کا تھا شاکرتا ہے
ایک اور جگہ فرمایا۔

کثیر غلی الشفیر کیجن ماذن غلی غلبہ۔

مرکبین پر واجح بہت بھاری ہے جو کی طرف آپ انہیں ہلاتے ہیں۔
یہاں تذکرہ ہم میں فعل مضارع استعمال ہوا۔ این عاشر فرماتے ہیں
للدلالة على تجدد الدهر یا کی دعوت کے سنت پن اور جگہ یہ
واسنتر اہا۔ اس سے اگلی آتی میں آپ کوارٹا ہوا۔

فیلذیل فلائع و انشقق۔ پس آپ اسی طرف ہاتھ اور بیجے گھرہ یا اس پر قائم ہیں۔
مسنون عاشر نے اس کی تفسیر میں فرمایا

وانما امر بالاستقامتہ الی الدوام بات کی یہی کی دعوت پر استقامت یعنی دوام کا حکم کی
علیہ الالشارہ الی ان کمال کیاں بات کا شمارہ کرتے ہوئے کہن کی طرف ہاتھ
الدعویٰ الحق لا يحصل الا ما کمال اس وقت تک حاصل نہیں ہو جائے گکہ داعی
کان الداعی مستقمی نفہ اپنی ذات میں مطبوط اور ذات بتقدیم ہو۔ (Shr. ۱۵۔)
چنانچہ اپنی سیرت پاک اپر شہادت و حقیقتے کے اس راه میں آپ ہے کس قدر رثا بتقدیم

وکھانی۔ اپنی جان بوجوکھوں میں ڈالی۔ آپ ہبڑے وہ صاحب آئے جو پیزا وون پر پڑتے تو درست
کے ادارے میں جاتے۔ مگر ان آخرین بے آپ نے استھان اور پار مروی کیسا صحیح حالت کا
مقابلہ کیا۔ برس ہا رہا شہزاد کو کششیں کیں۔ وہ رات ایک کیا۔ بیساں کک کیس سال
گزر گئے۔ تب انشتہ اکمال دین اور اتمام ثفت کا خڑد سنایا۔ اتنا عرصہ پہلے جو جھس تھا ایک
مقصد کلکر چاہتا آج اپنے لاکھ سے زائد جانشوروں سے سوال کرتا ہے۔ کیا میں نے دین
پہنچا دیا؟ اور وہ بیک زبان یا جواب دیتے ہیں۔ پہنچا دیا!!!!!! اور آپ اللہ کو کتاب طبع کر کے
یہیں اسے اللہ کو گواہ ہو جائیں مداری تو نے ہیرے پر دیکھی میں نے اسے پورا کر دیا۔
دعوت کا دادم میں نہیں کہ آپ نے مسلسل یہ کام کیا جاکر اپنے بعد آپ کی امت کو یہی اسی مقام
دعوت پر کفر اکر کے تھا قیامت اس تسلیم کو جاری رکھا گیا۔ حق استقامت اور کن اخراج حکمل
تفاکر فرمایا۔

شیتی ہو دو اخوانہا ققبل یعنی موادر اس بھی سورتوں نے بوڑھا کر دیا یعنی جو کیا
لہ ذم ذلك بار رسول الله فقال کیوں یا رسول اللہ تعالیٰ ارشاد ہوا کیوں کیس میں اداوار
لان فیها فاسقتم کما امرت۔ ہے یعنی حبیب محمد یا کیاں پر دلتے ہو۔
علامہ حنفی (Shr. ۱۵۔) میں اس کے بعد فرماتے ہیں۔

فحیۃۃ الاستقامة لا يطبقها پس انجی ما در اکابر امیاء کے طلاق و حقیقت
الا لایبید و اکابر الاولیاء۔ استقامت کی طاقت اور کوئی نہیں رکھتا۔

(۷) مخلاص

اس سے آپ کی شان اخلاص بھی واضح ہوتی ہے۔ وہ اپنی اللہ کہ کارکردگی آپکے اخلاص کی محلی
گواہی دی ہے۔ بولیں کامل اخلاص پر مشتمل نہ ہو وہ اس پر تکمیلی تعریف کی سند نہیں دیتا۔ جس عمل
میں ریا کا شانہ بھی ہو وہ ملک اللہ کے نزدیک کا لudem ہے۔ اخلاص یہی عنوان اللہ تجوید ہوتا ہے۔ پس
یہ صرف کامل اخلاص کی کوئی نہیں عمل قبول ہونے کی علامت بھی ہے۔ اس حقیقتی کی شان ہو گی
عمل میں جسکے اخلاص اور تقویت کی خدا گواہی و ہے۔ حضور علیہ الصالحة و السلام صرف شخص ہی نہیں

اخلاص کے اس پاندرتین مرتبے قائم ہیں جو خود اللہ کو مطلوب ہے۔ ایک تو اخلاص اور دکھاوے میں تقابل ہے۔ اور ایک اس اخلاص میں مرتبے ہیں جو ریاء کے شاہی سے بھی باک ہے۔ اخلاص صرفت سے بیدا ہتا ہے جب صرفت میں درجے ہیں تو اخلاص میں یقینہ ہوں گے۔ دوچار دوچار ہم ہیں جس میں دیکھ ایماں کے شریک ہیں۔ سب میں صرف آپ کو ہی یقینہ دیا گیا۔ معلوم ہوا اخلاص میں آپ کا کادار جو تمدن ہوں سے بلند ہے۔

تعمیر احمدی میں فرمایا کہ امامیۃ اللہ کا کاتب طلاقے

و اخلاص الدعوة الى الله لا الی اخلاص اس کے اپنے اور

نفس و تعظیمہا کے نقد پھر عذل ایک ٹیکم کی طرف۔ جیسا کہ کمزوروں کو اس مقام

لکھریں الغرس فی هذا المقام۔ یہ یہ تھات جاتی ہے۔ (الزراب۔ ۲۶)

اس کی طاہری ہے کہ شامد اور بھڑکی طرف داعی کو مطلق و کفر فی علی۔ اللہ فرماتا ہے

ما تکنی لیتھ ان یقینة اللہ الکبت و کسی پڑکا کام میں کہ اللہ اس کو سے کتاب اور

الحکم۔ الیہ لئے لم یقین للہس علیوں۔ حکمت اور تغیر کے پھر وہ کسی لوگوں کو کر

یعنی اُن من فین الیوال عمرن۔ ۷۹۔ یہرے بنے ہو جاؤ اللہ کو پھر وہ

و ای اللہ کہ کر اللہ نے واضح کر دیا آپ کا کام لوگوں کو اللہ کی طرف بناتا ہے۔ آپ نے

اشائے کنایتے میں بھی خود کو لوگوں کا محروم کر زبانہ کی کوشش کی۔ آپ کی بارگست سیرت

اور مبارک احادیث اس پر کوہاں۔ سید قطب شیرازی میں

و داعیہ الى الله لا الی دیناء ولا اور ان میں آپ کا وظیفہ یہ کہ آپ ایشکی طرف

الی مسجد مولالی عزرة قومہ، دعوت دینے ہیں بذوقی کی طرف۔ مذیرگی کی طرف

ولا الی عصبة جاہلیہ، ولا الی، شوقی مزت کی طرف۔ دجالیں صیحت کی طرف

مغمض، ولا الی سلطان او جاه و اور جاہ و سلطنت کی طرف بلکہ اس کی طرف تکفیر

لکن داعیہ الى الله فی طریق۔ اسے ایکسی راستے سے ایشکی طرف بناتے ہیں

(فی قلوب المؤمن۔ الزراب۔ ۲۶)

اس تو انش پر اللہ نے آپ کی یہ پیروی اور عزت افرادی کی کہ آپ کو دینا اور آخرت تام
بچاؤں میں سب کا سید اور سردار، قائد اور امام، مختار اور مرکز بنا دیا۔ اس ایلی حقیقت میں
وابہضہ عالم اللہ لا الی نہیں اور اس میں شاہراہ ہے کہ ضورتے اپنے اس کی طرف
فائدہ انتہی بالعودو بعلوم یافتھر۔ یعنی اللہ کی طرف بایا سو یقیناً آن کا مایہ پھر رب
بالربوبیۃ لیلصع لہ بذالک الدعا، ہونا تکش بندھتا ہے کہ کام پر سردار کی طرف ان
کا میدان

(۸) حقیقت دعوت

اس ام سے آپ کی حقیقت دعوت بھی معلوم ہوتی ہے۔ داعی دو ہوتا ہے جو کسی کی طرف بناتے
اور آنے والے کو اس کے ضور پہنچائے۔ ضورتے بندوں کو خدا کی طرف بایا اور جو آئے
انہیں اللہ کے ضور پہنچایا۔ پہنچا تو اس تک ہوتا ہے جس کا کوئی مکان ہو اور وہ وہاں رہتا ہو اس
کی کوئی سوت ہو۔ جس کی طرف اسے چالا جائے۔ مکان، زمان، سوت اور جہت حقیقت کی صفات
یہں۔ اللہ ان صفات سے پاک ہے۔ اس سے معلوم ہوا اللہ کے پاس پہنچنا یا اس کی طرف چلانا
اس طرح تکش ہوتا ہے جس طرح حقیقت کی طرف بہنچا اور جا جاتا ہے۔ اس سے اللہ کی طرف بناتے
کام مطلب تھیں ہو جاتا ہے لیکن اسی بات کی طرف بناتے ہے ضوری کیجا گے۔ حقیقت ٹوکر پر
ما پڑھتے کام بان تصور تکش۔ یہں یہ دعوت اللہ کی صرفت کی دعوت ہے۔ صرفت شاخہ
ذات سے تعلق رکھتی ہے اور اللہ نے یہاں اپنا وہ نام ذکر فرمایا ہے جو ذات پر دلالت کرتا ہے۔
انہیں عادور فرماتے ہیں

کان العمرۃ تتعلق خلاب بالذوات والامور المحسوسۃ۔

زیارت صرفت کا تعلق جو اور جو محسوس امور سے ہوتا ہے (الزراب۔ ۳۶)

الشک و جو دیکھتے اور شک کرنے کی نیس پتی سکتا امام ازی فرماتے ہیں

و نہلک الحقیقت المحسوسۃ لا سیل اور اس کی کھوسی حقیقت پہنچتے ہیں کیلئے اصل کے

للعلل کی صرفہا فیصیر اللعل کا لعلہ۔ پاس کوئی راستہ نہیں۔ اس مقام پر جل جو اس

المدهوش المحتقر فی هذا الموقف مدحش اور حیران ہو جاتی ہے (آل عمران۔ ۱۹۴) اس لئے آثار اور علامات سے اس کی ذات کی طرف را موافق ہوتی ہے۔ جس کی پیچان اس کی خصوصیت کے ساتھ مکن نہ ہوا سے اس کے اثار و افعال سے اسی شناخت کیا جاسکتا ہے۔ پس داعی ای اللہ کا مطلب ہوا جو لوگوں کو اللہ کی معرفت کی طرف باتاتا ہے۔ ہر جو آجامیں ائمہ اللہ کی پیچان کرتا ہے۔ اللہ کی سمجھی پیچان کا نام ہی یہاں حضوری ہے۔ اس معرفت کا مظہر تھے ہمیر اللہ کا اعتراف تک کر دیا جائے اور اللہ کو واحد لا شریک مانا جائے۔ سبی تو حمد اور سبکی آپ کی دعوت ہے۔

امن عاشور فرماتے ہیں

ولما علم انه تعالى منه عن جهة الشجرة سے باك بے جہاں اوس کے پاس
بحضرها الناس عنده تعین ان معنى حاضر ہوں۔ اس ملم میں مسمیں ہو گیا کہ اس کی
الدعا له الدليل على ترك الاعتراف طرف بلانے کا مطلب اس کے غیر کا اعتراف
يغيره فتحمل هذه الوصف اصول ترك کرنا ہے۔ پھر اللہ مفاتیح سے حقیق ساری
الاعتقاد فی شریعة الاسلام مما اعتقاد کا اصول بھی اس میں شامل ہے۔ کیونکہ اللہ
یتعلق بصفات الله لان دفعۃ اللہ کی معرفت کی دعوت
دھوقاً لی معرفتہ و ما یتعلّم بصفاتے سے اور اس کی طرف باتاتے والے ائمہ اور
الدعا له اليه من الانبياء والرسل رسُل اور ان پر آثاری کی تابیون کے حقائق
اعتقاد بھی شامل ہے۔ (الآیات ۲۶۱-۲۶۲)

(۹) کمال معرفت

اس خوبی سے ائمہ کی معرفت میں آپ ﷺ کا کمال بھی ظاہر ہوتا ہے۔ کون ہے جو اللہ کی معرفت
میں آپ ﷺ کی ہسری کا جوئی کر سکے؟ حضور ﷺ کا ساتھی اسی الوضاحتیں ہے تقویٰ
میں یہاں کرتا ممکن نہیں۔ معرفت میں کمال کی وجہ سے یہ آپ ﷺ ہم راست اللہ کی طرف
بانے کا اعزاز رکھتے ہیں۔ کسی کی تکلیف، نظریہ، راستے، طاعت، سرواری یا حکومت کی طرف بانے

الگ ہات ہے اور خداوس کی ذات کی طرف بنا چڑھے گے۔ یہ یکجھے سے پہلے درج ذیل ہائی
بچھل۔

(۱) ہر جی سے اللہ کی طرف بنا جائے۔ ان کے پار سے میں یہاں تو فرمایا
نہ تذوق پا تھوڑا۔ بخواہ چلا ہے تھے ہمارے گھر سے (اصدی)
لیکن کسی کی کوسا سے آپ کے داعی ای اللہ تھیں کہا۔ تو کیا وہ اب ای اللہ تھیں تھے؟
حاشا دیکھ۔ وہ یقیناً داعی اور اس بکر کے شناور تھے جن ان کی دعوت بالواسطہ دعوت تھی۔ دعوت ای
اشمی و دو دیجہ حاصل نہ تھا جو رسول اللہ ﷺ کو حاصل ہے۔ حضور ﷺ سزاوار تھے داعی ای اللہ کا
نام آپ پر یوں جاتا اور یہ تاں آپ ﷺ کے سر اقدام پر جو گایا جاتا۔

(۲) قرآن نے تکفیروں کی دعوت ذکر کی ہے۔ بقیہ اعنتلوں اللہ۔ اے قم بندگی کرو اللہ کی
آپ ﷺ سے سمجھی تمام انسانوں کو اللہ کی عبادت کی دعوت نہیں کیا۔ کوئی ای عبادۃ اللہ تھیں کہا۔
معلوم ہوا آپ کا تمام اس سے کہیں بندھے کہ درمیان میں آپ کے لئے واطد کھا جائے۔ سمجھی آپ کو داعی
ای اللہ کہا۔ اسکی طرف بنا ہے اور اس کی عبادت کی طرف بنا ہے میں میں میں اور وادع فرق ہے۔

(۳) قرآن جہاں بھی آپ کو دعوت کا حکم دیتا ہے یا اس کا تکرہ کرتا ہے وہاں درمیان میں
اشامیں اور واسطے موجود ہیں۔ حثا۔

أَوْعِ الْإِلَى سَيْلِ رَبِّكَ، جَاءَ بَنَى رَبِّكَ رَاهِيْ (آلہ)

وَلَكَ لَكَ لَهُو مُنْهَمٌ إِلَى صِرَاطِ لَسْتَ فِيْجِيْ۔ اور تو جاتا ہے انہیں سید مجید راهیْ (العنبر)
جب وہ موقع آیا جاں آپ ﷺ کو اس نام سے سرفراز کرنا اور داعی کی لقب سے ملت کرنا تھا۔
وہاں تمام اشامیں اخباریں ہم مقاکرت پر دالت کرتی ہیں۔ وہ تمام واسطے ختم کر دیے جو نہ اور
ذوری کا انکھار کرتے ہیں۔ یا یا یا ہے گویا سارے جیسا ہے جیسا ہے لٹک ہو گئے۔ اور اللہ کی ذات اقصی آپ
کے لئے چاہو ہو گئی۔ یہاں بھک کہ پیار کی مصلحت ہم بھی ذکر فرمایا۔ داعی ای الرس کہا
وہی ای الرس کہا۔ وہی ای الرس فرمایا۔ وہی ای الرس ملکہ کا تقبیح عطا کیا۔

(۴) یہاں ایک اور بات بھی توجہ کے قابل ہے۔ اللہ نے فرمایا

مرکب قرآن کے آئینے میں

جبروت اور عذالت و بگیرائی کا اور اس کے ہے۔ یہ اور اس بھت ازیادہ ہو گا اور اللہ کے جلال و جبروت کا تھنا پر تو دل پر چڑے گا قرب میں بھی اخاتی اشاعت ہو گا اور خوف بھی اخاتی ہوئے گا۔ حضور علی اصلحا و السلام پر چونکہ اللہ کی صرفت میں منجا ہے کمال پر اس سے زیادہ نہیں۔ اسی لئے آپ نے فرمایا۔
اللهم حکم بالله۔ میں تم سے زیادہ اللہ سے اڑتا ہوں

(11) کمال محبت

حضور اللہ کے محبوب ہیں اور اللہ کا محبوب ہے۔ انشتے اپنے جیب کو وہ کچھ عطا فرمایا جو کسی دوسرا سے کوئی نہ ہے۔ وہ کمال عطا فرمائے جو کسی اور کے حصے میں نہیں آئے۔ ہر کمال اور ہر شان دوسرے سے الی بدلنا اور فروخت نہ ہے۔ یہ ساری باتیں اس کی دلیل ہیں کہ کلم میں صرف اللہ کو سب سے پیارے ہیں۔ حضور ﷺ کو سب سے زیادہ اللہ کی صرفت اور قرب حاصل ہے۔ محبت قرب کا لازم اور اس کا حاصل ہے۔ اللہ کی محبت آپ ﷺ کے دل کی کمربنیوں میں اتنی بھی کہے کہ حضرت ابو یحییٰ احسان ماننے کے باوجود خلافت اور محبت کے لئے اللہ کو منصب فرمایا۔ اللہ سے بندے کی محبت بندے کی طرف سے نہیں ہوتی۔ اپنے بے پایا فضل و احسان سے اللہ خود بندے کو اپنی طرف چڑھاتا ہے۔ مگر کام واجب الوجوہ کے ترقیب ہو سکتا ہے۔ اپنی صرفت اور قرب جو اللہ نے آپ ﷺ کو عطا کی یہ اس کی علامت ہے کہ اللہ کے ہاں بھی آپ ﷺ اسی سے زیادہ ترقیب ہیں۔ اس لئے ظلیل تو آپ ﷺ بھی یہ اور ایسا نہیں۔ جیکن جیب آپ کے سوا کوئی نہیں۔ صلی اللہ علیہ وسلم

(12) ادیدار اللہ

اللہ کی حقیقت پا اور ادوات کا اور اس کر رہا ہمکن کے لئے نہیں ہوتا تو آپ ﷺ ہی اس کے محقق ہے۔ البت یہ اشارہ ضرور ملتا ہے کہ آپ نے اشکی کسی خاص جگہ کا دیوار کیا ہے۔ یہ دیوار وحاظی نہیں یہاڑی کی حالت میں ہوا۔ حضرت ابن عباس اور سلف صالحین کی ایک جماعت کا سیکی مذہب ہے۔ اس کے بغیر صرفت نام نہیں ہو سکتی۔ جس نے آمد کی حادثہ کیا اسے

اسے نبی ہم نے آپ کو بھیجا لوگوں کو اللہ کی طرف بدلائے والا ہا کر۔ اس طرز میں ذات کی مختارت معلوم ہوتی ہے جیسے زیب کا لحاظ ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں مضاف ایزیز والگ ایگ جیں۔ رفتار کام تھا اس کا کرتی ہے داعیانی اللہ کے عباۓ داعیانی (ہماری طرف بدلائے والا) کا جائیدا۔ کسی کی وجہی ہے کہ تحقیق کی ذات اور جو جدید ایجنسیں ہیں اللہ کے وجود اور ذات میں کوئی فرقی نہیں ہو جو ہوئے۔ واقعی ذات ہے جو ذات ہے وہی وجود ہے۔ ایکہ کہنے سے وہم ہو، کہ آپ کو تحقیق ذات کا علم ہے حالانکہ یہ تحقیق کیلئے ممکن نہیں۔ اسی ذات کو کوڑا کر کے سے دو فاکٹر ہے۔ ذات پر ذات اور اس کی وضاحت کہ اللہ کی صرفت اس کے ادارکی صرفت ہے تحقیق ذات کی صرفت نہیں۔

یہ مقام محمد ﷺ ہے۔ یہ دو جگہ ہے جو تمام انبیاء میں سے صرف آپ کو ملا۔ پرانی شیدی ہے۔ پرانی مشرب ہے۔ پرانی مندر ہے۔ ہر قبیلہ اور اہل کتاب کی بندگی کی دعوت ویسے والا ہے۔ یہاں اللہ کی طرف بدلائے کا اعلیٰ ہر کے سوا کوئی نہیں۔

اللہ کی طرف بدلائے والا ہم کے دین کی دعوت بھی دیتا ہے۔ اس کے راستے کی بہارت بھی کرتا ہے۔ اور اس کی بندگی کی طرف بھی بڑا ہے۔ یہ سارے مقامات مقامِ محمدؐ کی گردیں۔ آپ کا مقام ان تمام مقامات سے برتر ہے۔ وہ ایگی الی اللہ کا مقام ہے۔

یہ دنچشمہ اُنہیں ﷺ کے مناسب ہے۔ یہ شانِ عمد مطلق بہادر اللہ کی ہو سکتی ہے۔

خر جو دیتا ہے کہ کسی انسان میں اللہ کی تھی صرفت ما سکتی ہے اتنی آپ ﷺ کو حاصل ہے ممکن نہیں رائی کسی کوچکی ویسے اور وہ اسے دعوے سے زیادہ جاتا ہو۔ اسی کے لئے غور صرفت سب سے پہلے ضروری ہے۔

(13) اقرب اور اخوف

یہ لفظ کمال قرب اور انجامے خوف کی دلیل بھی ہے۔ حضور ﷺ نے صرف یہ کہ اللہ کے بہت قرب میں بکار آپ نے سب سے زیادہ اللہ نے فروخت ہیں۔ یہ کچھ صرفت اور اس ذات کا نام ہے۔ اس سے مزانِ شکاری حاصل ہوتی ہے۔ اللہ کی صرفت دراصل اس کے جلال و

پڑا وہ آدمی آدم کی تقبیحات تباہیں دہ آتم کی صرفت میں اس فتنہ کے بارہ بھنیں ہو سکا جس نے آم و بکھار دکھلایا ہے۔ عین اللہ کے دیوار کے وقت بھنے کی بوجو خواست کریں گے اس میں سبی رہنے کے دو صرفت دنیا کی صرفت سے جدا اور اتم ہو گی۔

(۱۳) حق بیان کرنے والہ

آپ ﷺ کی صرفت میں یہاں میں دھنیں ہیں۔ سبی خاتمیت مری ہے۔ جس سے اوپر کسی نبی کا رجہ نہیں۔ اور اس کے بعد کسی نبی کی ضرورت نہیں۔ انہیاء و ای ای اللہ تعالیٰ عن عبادت کی جہت سے تکمیر حقی میں ہے۔

فہ اشارہ ای ان نسبتاً علیہ الصلاۃ و اس میں اشارہ ہے کہ ہمارے نبی ﷺ کا معلمہ مسلم اللام الخص بر تبة دعوة الخالق الی کارتی جلوق کو اللہ کی طرف بانے کا ہے۔ آپ ﷺ اللام بنین سائر الایساۃ والمرسلین اس میں تمام انہیاً کو مسلم میں سے ممتاز ہیں۔ باقی فانہم کافوئا مأمورین بدعاۃ الخالق نبی جلوق کو جہت کی طرف بانے کے مادرستے

الی الحجۃ (الازاب۔ ۲۹)

آپ ﷺ کا مقام بنا جاپ و بجا و اساطیلہ کی طرف بانے کا مقام ہے۔ جلوق میں اس پہنچی کا ٹھنڈیں۔ اس کے حال پر انشتہ مہربانی کی۔ آپ ﷺ کو مأمور فرمایا کہ اسے راستے (کبلیں اور سراط) کی صرفت دیں۔ یہ جلوق پر شفقت تھی۔ آپ نے اس مقام عالمیان سے تجزیل فرمایا اور عبادت کی جہت سے انہیں اللہ کی طرف بانیا۔

آپ ﷺ نبی الانہیاء، خاتم ائمین اور داعی ای اللہ ہیں۔ تو لازماً انہیاء بھی آپ کے مذہبوں گے۔ انہیں اللہ کی طرف بانے کا مطلب وہی وہی ہے کہ انہیں مناسب صرفت آپ کے قسط سے عطا ہوئے۔ جیسا کے نبی الانہیاء کی بحث میں گزرا۔

(۱۵) حجیت حدیث

اس سے معلوم ہتا ہے۔ آپ ﷺ کا قول، فعل، فعل جہت و سند ہے۔ حدیث اسی کا نام ہے۔ اس کی ایک وجہ تبرید میں گزرا ہے۔ وہ سری وہد ای کی حیثیت ہے۔ صرفت اواز لکھنے کا نام نہیں۔

و ذکر تفصیل ماید عروالہ۔ جس طرف بارہے ہیں اس کی تقبیحات تباہیا، پا کیزہ و متعرب یہم لر یہم بصفات صفات کے ساتھ رب کی خوبیاں بیان کرے، جو اس کی المقدسة و تزییہ عمالاً بیلیق شان جمال کے منصب تھیں ان سے پاک کرنا اور بندگی بھیلا و ذکر انواع العبودیہ کی تائیں اونا ذکر کرنا اس داعی کا تھا۔ (ہب۔ ۳۶)

(۱۶) دلیل ختم نبوت

آپ ﷺ کے علاوہ سب شریروں کی صرفت ایسی قوم اور زمانے کے لئے تھی۔ ای ای اللہ ہونا عموم صرفت کا تھا کرتا ہے۔ بلاشرکت غیرے یہ آپ کا منصب اور مقام ہے۔ اگلوں پچھلوں میں صلحی کے علاوہ کوئی راجی ای اللہ نہیں۔

جب یہ مقام آپ ﷺ کے لئے مخصوص ہے تو لازماً یا کہ آپ ﷺ سب کیلے داعی ہوں۔ قرآن جہاں بھی آپ کی صرفت، داعی یا بادی ہونے کا ذکر کرتا ہے۔ ہاں مفہوم کا ذکر نہیں کرتا۔

کا خالش سازِ مفہوم و مرادِ محتین کرنا مددوگی کی مددواری ہو۔ جس کا کرشمہ ساز ڈہن جو مرادِ محتین

کرنا چاہے کر لے؟

بیس۔ داعی صرف قاصدارِ حیر۔ بیان کی وضاحت و تکریزِ داعی کا فرض ہے۔ مفہوم کا تھیں داعی کا

منصب ہے۔ اس کی مرادِ دیانت کرنا داعی کی مددواری ہے۔ عقلِ علم اسی بات کا تھا خدا کرتی ہے۔

اگر داعی کا بیانِ بحث و مندہ ہو تو اس کی داعیانہِ مشیتِ مذاق سے زیادہ کچھ نہیں۔ اس صورت

میں مطلبِ حاصل نہیں ہو گا۔ فساد یا بوجائے گا اور بیان کی خوشی بکر جائے گی۔ قرآن آپ

کا بیضا آپ کی دعوت ہے اور آپ کا قولِ طفل اس کی شرحِ دیانت ہے جو حدیثِ دست سے

موسوم اور پیغمبرِ بحث و مندہ ہے۔

(۱۶) طرزِ دعوت

بیس۔ اس طرزِ دعوت کی وضاحت بھی کرتا ہے۔ داعی کو ہر رنگ اور ہر جراحت کے افراد سے سبقِ قیش

آتا ہے۔ مدعا کو تحریک بیل کی پاشی اور طلب کی حادثت سے بنا داعی کا کام ہے۔ اسے جانے تر

طیب و تحریک کے مکنن طریقے بردنے کا کار لائے۔ پنچ شیریں اور مضمون ہو۔ لکھاری تجھی سے میرا

اور تجھی سے خواہ ہو۔ مدعا کام ہو۔ درمندی کے احسان اور خیر خواہی کے چند بے گلکنو ہو

۔ بصیرت اور تکنیک سے مدد کر دوں پھبٹ آجی دردھک دے۔ افراد سے مرغب اور حالات سے

عاجز ہو کر دعوت کے خیر کی موتی نہ لائے۔ عامانہ گلکنو اور سو قیانہ انماز احتیار نہ کرے۔ مدعا

کے جراحت و نکل کو پیش کاہر کے۔ اس کے مقامِ محل پر اتر کر دعوت دے۔ اس کی عزتِ افس

کو ہجود نہ کرے۔ پتے، شتم سے گریز کرے۔ اس کی یادیں تکب کا اہتمام کرے۔ فرقہ

اسالیہ کلام میں سے احسن کو احتیار کرے۔ حذف و تقار سے مدعا کا موقف نہ اور اعز افس کا

جوہاب دے۔ معافیں ایں و مکاریں ایں۔ اعراض کرے۔ لوگوں کے پیٹ کا لائے۔ خمس کلام

کے ساتھ خمس میں میں کام نہیں کیں کرے۔ خود رنگ سے کام لے۔ اپنی ذات کے لئے بھی سے

انتحام نہ لے۔ یہ بجائے خود مستقل موضوع ہے۔ خدا نے جاہا تو اسالیہ دعوت کے متوان

سے اس پر کلام ہو گا۔ اللہ نے طرزِ دعوت خود کسایا مثلاً فرمایا۔

أَذْعُ الِّى تَهْبِلُ رَبَّكَ بِالْجِنَاحِ ۝ ۸۰۴
وَالنَّزْعَةُ الْمُخْلِبَةُ وَخَادِلُهُمْ ۝ ۸۰۵

فَسَعَتْ نَارُ جَلْ جَلْ طَرَفَ الْأَرْضِ ۝ ۸۰۶

وَالْيَنِي هِيَ نَخْنَنْ ۝ ۸۰۷

تَسْبِيرًا زَلْ زَلْ ۝ ۸۰۸

مِنْ جَانِنْ ۝ ۸۰۹

(۱۷) کمال علم

یا نقطہ علم میں بھی آپ کے کمال اور غوثیت پر بھی دلالت کرتا ہے۔ اس حوالے سے بات پہلے ہو گئی
ہے۔

(۱۸) اللہ کا نصاندہ

وَإِنَّ اللَّهَ كَسَاحِجَ بَادِيَهُ كَالظَّرَادِيَهُ كَيَا۔ اس سے معلوم ہوا آپ نے یہ فرضیاتی رائے اور
سوق سے انجام پیش دیا۔ یہی ایک حساس اور درمند انسان پیش قوم کو جلاجئے آزاد رکھتا ہے
تو اس کیلئے کچھ کو رکڑنے کی تربیت اور تنقیدی اوقتی ہے۔ وہ تو اس کی سوچ کا حور جون جاتی ہے
۔ تو دونوں ذہن ایک تحریر کیکا تائیہ بانا تائیہ بونا ہے اور ارادہ مل کا جامہ ہون لیتا ہے۔ آپ کی دعوت
اندر ورنی ذاتی تحریر کیکہ تائیہ کر تجھیں تھیں۔ اس کیلئے اللہ کی طرف سے آپ کو مفتر کیا گی اور ہر قدم
پوراہم کیا گی۔ مُنْرَقِی فرماتے ہیں

قال بعض الكبار باذنه اى يامرء پچھلے رکھنے کے لئے ریاضۃ اللہ کے اذن یعنی اس

لا بطيءك و راهيك وذلك فان کے حکم سے بالائیں شک اپنی طبیعت اور رائے

حكم الطبيع مرفوع عن النكم سے سوچنک طبیعت کی تائیداری کا چھپن کی

فلاید عن قول او عملا الا بالقدار شان نہیں۔ پیش ایش کی ذات میں تباہ ہو کر

فی ذات الله عزوجل (الرازب ۲۶)

شاید بہتر اور ذہن کا تلقین لوگوں کے امثال سے ہے۔ داعی کا تلقین لوگوں کے تقب اور ان کی ذات

سے ہے۔ دعوت دلوں کو پہنچنے اور ایک نیا انسان بنانے کا ہم ہے۔ جس بات کی طرف یہ داعی

بنا نہ کوہ پر اپنی اور اوکی ہے۔ پرانی اس جگات سے ہے کہ پہلے تین ہزار سے آ ری ہے۔ الہ اس میں اور ان میں ایک توڑی طرف ہے کہ یہ دوست اکمل و اتم ہے۔

سر قطب فرماتے ہیں

یادنہ فما ہو بمبتعد ولا مستضرع اس کے حکم سے پسند و مبتعد ہے نہ مردی کرنے
ولا بقالل من عنده شيئاً نسا هو والاسنی کہتا ہے کہ اس کے پاس کچھ ہے بات ہیکی
ہے کہ انسنے اسے چاہتہ دی اور امر کیا وہ اس
(قی عالی القرآن، جزء ۲۶)

ئی اور اوکی اس پہلو سے ہے کہ معاشرے کے پہلو کے خلاف ہے۔ خاہر ہے چاری رسم و روان
کی طرف بلاؤ تو تفصیل حاصل ہے۔ باذنہ کہ کرتا ہے کہ آپ ﷺ کا وفات دن معاشرے اور قوم
کے احتجاد و غسل اور نکاح میں سے بغاوت و برائت کے حزادف ہوگا۔ اس رام میں مکھیں آئیں گی۔
صاحب کے نزد و حجۃ طوفان پر باہول گے۔ یہ شکل راست آپ ﷺ کے حکم سے ہی ملے کر سکیں
گے۔ اس کی کثیڑیاں اللہ کے ازان سے آسان ہوں گی۔ اذن حکم کے مقی میں ہے یا اس سے
تیرج مراد ہے۔

استغفار لفظ الاذن اللہی۔ اذن کا لفظ آسانی کیلئے مستعار یا گیا ہے۔ (اصیان الزہاب، جزء ۲۶)
کیونکہ اجازات قادر سلک سے متین ہوتی ہے۔ (ابن رجب)

قرنوں کی رواتیں یونیورسٹیوں میں وصل کر لازمِ حیات ہن چکی جس۔ صدیوں کی ربیع
جماعات سے کی ٹیڈاون میں گز چکی جس۔ اسکے خدا کی ہات کے اذن بال رولایات کا
اکار تھا۔ اس کے دین کی بوجوت ان ٹیڈاون پر ضرب تھی۔ یہ بوجوت براہیں امام کو تھکڑا کرنے
والی تھی۔ میں برخلاف معاشروں کیلئے صور اسلام سے کم تھی۔ جس نے پرکھوں سے ہوئی
رواتیں اور ان پر جوئے تھے اسکے تھا کہ نظریات کے میانہ یک جیجس اب سمارک دیے۔ ایسے
معاشرے میں یا ایسا کام نہیں تھا جس پر ٹکڑے کے بارپر کر کلے میں ذائقے جاتے۔ راہوں میں
کل پاشی ہوتی اور گھنیلیں فرش پھجاتے جاتے۔ یہ محالات میں رہ کر، مندوں پر یونچ کر گاؤں کیں

سے تکب لکھ کر کہنے والا کام شناخت۔ یہ تھر زینتوں کو شاداب ہے۔ سکھانے زینتوں سے آ ری ہے۔
کافی ہے اور یہ کتابوں کو گلستان بنانے والی بات تھی۔ یہ پہلا مکود کر جوئے شیر کا نئے مسئلک تھا۔
یہ اس میدان میں تقدم رکھنا تھا جہاں کی معنوں میں سورج کریں چہرے خون اور پتہ پانی ہو جاتا ہے۔ اس
کی پاداش میں وہی کچھ میں آتھا جائے جو کوئی آیا۔

خافت، بد زبانی، بے احتیاطی، بیجتیں، جھنگیر، استہراہ، حسخر، امار پہنچ، پھروس کی پاڑش
و مقاعد، بھترت، بھکیں، زخم، بیٹا میں، ساتھیوں کی بدلائی اور شارش فرش آپ ﷺ کے ساتھ
کیا کچھ نہیں ہوا۔ اگر اللہ کی مدودی اس کا حکم اور اس کی طرف سے سہولت و آسانی نہ ہوئی تو مکون نہ
تھا کہ آپ ﷺ یکام انجام دے سکتے۔

(۱۹) دعوت کے ذرا فرع

دعوت صرف زبان سے ہوتی ہے۔ یا اس کیلئے کہی اور ذریعہ بھی اختیار کیا جا سکتا ہے؟ آئے والی
آئت سے معلوم ہتا ہے اصل اذن زبان ہی ہے بوقت ضرورت تحریر اور تحریر (قال) بھی استعمال ہو
سکتا ہے۔ قصہ و کسری اور دیگر شباہوں کا آپ نے خلل کے ذریعے دعوت و دعوت نہیں۔ علی گھی چاہا اور ذریعہ
دعوت ہوتا ہے۔ اللہ نے فرمایا

وَمَنْ أَخْسَنَ قُولًا مُّتَّقَنَّ دُخَالِيَ اُور اس سے بہتر کس کی بات ہو سکتی ہے جس نے

اللَّهُ وَعِيلَ صَلَاشَا وَفَقَانِ إِثْنَيْنِ اللَّهُكَ طَرْفَ بِالْأَرْبَكِ كَمَا يَأْرِبُكَ مَلِي بَاتِ

مِنْ الشَّبَّيلِتِنِ مَاسِنَةَ وَالوَلِيَنِ مِنْ سَهْوِنِ۔ (اصطہد ۲۳)

یہاں قول کو ظیجھ کی وجہ سے ذریعہ دعوت قرار دیا گی۔ کیونکہ کثر دعوت زبان سے ہی ہوتی ہے۔

وَظَاهِرُ انَّ الْعِرَادَ الدَّعَادَ بِالْمَسَانِ وَ اور ٹکا پر کسی ضرورت بذریعہ دعوت زبان سے ہے اور کہا

قبل ہے وہاں کیون کہ عوالي الاصلام گیا کہ اس کے علاوہ وہ اس کے ساتھی بھی داعی

و بجا ہد و قال زید بن علی دعا لی اسلام کی طرف جاتا اور جہاڑتے۔ زید بن علی

الله بالیسف (آئوی۔ اصطہد ۲۲) نے کیا اس نے نکوار کے ساتھ اللہ کی طرف جاتا ہے۔

نکوار کا مطلب ہے رکاوٹ بنتے والے کو ذریعہ قابل راستے سے ہٹا دیا جائے۔ اہن عادور یہاں

فرماتے ہیں۔ سمجھیں مشرکوں کو اللہ کی طرف بڑائے والے ہیں جن

سید الداہلین علی اللہ ہو محمد۔ داعیوں کے مرد رجھتے ہیں۔

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ اس نے یہاں انجیاء اور علماء کی دعوت پر ایک بہترین اور تیسی بخش کی اور آخر میں فرمایا۔ داعی میں چار خوبیاں تجھے ہوتی ہیں۔ زبان سے اقرار کرتا ہے۔ خاہی اعمال جیسا جمالاً ہے۔ سمجھی احتیجه ہوتا ہے اور دعوت میں مشغول و مصروف رہتا ہے۔

ولا شک ان السو صوف بہدہ اور کوئی تکب نہیں ان پاڑھتھوں سے موصوف
الخلال الار بعده اشرف الناس، لوگوں میں اشرف ان میں افضل اور ان پاڑ
وافضلهم و کمال الدراجہ فی هذه مرتبوں میں درجہ کمال حاصل کرنے والے
الراتب الاربعہ لیس الا محمد صرف اور صرف محمد ارشادیہ وسلم ہیں۔
صلی اللہ علیہ وسلم (انقلبات۔ ۲۲)

سراج منیر

داعی الٰہ کے بعد اللہ نے آپ کو سراج منیر کا القب دیا۔ روشن اور پختے چراغ کیا تھا جو آپ کو خیر دی اور فرمایا

فَأَتَى اللَّهَ نَبِيُّنَا وَتَشَرَّداً اَسْتَيْمَ نَبِيٍّ مَنْ نَقَّى كُوَكَبَاتِهِ وَالاَوْرُوْثِجَرِيَّ عَلَيْهِ وَالاَوْرُوْثِجَرِيَّ وَنَدِيَرِيَّ وَذَادِيَّةِ الْلَّهِ اَوْرُوْثِيَّ الْاوَّلِ اَوْرُوْثِيَّةِ الْاوَّلِيِّ طَرَفَ اَكْعَمَ اَسْتَيْمَ اَسْتَيْمَ اَسْتَيْمَ بَادِيَّهِ وَبَزِّرَا خَالِثِيَّةِ

چلک ہوا چراغ۔ (الزراب۔ ۳۶۔ ۳۷)

سراج کیا ہے؟

سراج مسلسل تیز روشنی والے چراغ کو کہتے ہیں جو تمہارہ اور جعل طاقت سے پاک ہو۔ یعنی سراج و چراغ ہے جو مسلسل لگاتا رہے اس کی نورانیت میں کوئی کمی نہ ہو اور مسلسل میں سے اسے اقتطاع نہ ہو۔ میر کا مصدر انسار نے ہے جو خود روشن ہو اور دوسروں کو روشن کر دے۔ صرف چراغ کہتے ہے یہ دوں بیوی اہو کا کرچراغ کا تسلیم ہو جائے یا فتحیہ جل جائے تو کچھ جاتا ہے۔ میر کہ کر اس وہم کا از الفرقہ اور وادعہ کر دیا یہ چراغ بکھرے والائیں ہو وفات روشن اور روزگارشان ہے۔ ووصفتہ بالا نارتہ لان من السراج اور چراغ کو روشن کرنے سے موصوف کیا گیا کہ مالا بعض اذائق سلیطہ و دقت چراغ ہو جے جب اس کا تسلیم ہو جائے اور فتحیہ فتحیہ۔ (المراقبہ۔ الازاب۔ ۳۶۔ ۳۷) کم ہو جائے تو وہ روشنی کیں کرتا

(۱) ختم نبوت کی دلیل:

داعی الٰہ کا القب میسے آپ کی خصوصیت ہے دیسی روشن چراغ کا خطاب بھی آپ کا انتیاز ہے آپ کے علاوہ کسی نبی کو سراج منیر کیں کہا گیا۔ لیکن باقی نبیوں کے چراغ بکھرے والے تھے آپ کا چراغ بکھر جاتا ہے گا اور یہ ای وقت ہو سکتا ہے جب آپ کے بعد

کوئی بھی نہ ہو۔ آپ کو سرانجام میر کہاں بات کی دلیل ہے کہ آپ کے بعد کوئی نہیں اُنے والا
نہیں۔ زندگی کا سزاگ اسی چراغ کی روشنی میں ٹکر رہا گا۔

(۴) انوارات کا ظہور:

آپ شروع سے روشن چراغ جیسی جیسا کہ خاتم النبیت سے معلوم ہوتا ہے۔ لیکن اس تو کاظم پور اس
وقت ہوا جب علم الشہادت میں آپ **کو منصب ثبوت عطا ہوا اور آپ** نے لوگوں کو اللہ کی
طرف پاہنا شروع کیا اس لئے آپ **لی خوبی و ای الہ کو بعد کر فرمائی**
لائے کونہ سراجاً بصور مع الشیخ و سکھ چراغ نبوت تسلی اور بعد از تسلی عیش
بعد التسلیع لانہ قبل التسلیع لا يظهر ہے اور تخلیق پس پہنچ کی رہنمائی لوگوں پر
فائزہ ہدایہ (البس - ۲۹)

(۵) هادی:

چراغ اس وقت جلا جاتا ہے جب اندر چراغ ہو۔ اندر چراغ میں راست معلوم نہیں ہوتا بلکہ
چلتے ہیں۔ چراغ رامنما کرتا ہے۔ خارج ہے آپ حقیقت میں چراغ نہیں بلکہ آپ **کے**
اور اورات کو چراغ کے رو سے تشبیہ دی گئی ہے۔ آپ **کو چراغ کیجئے کا مطلب ہے آپ**
صراط مستقیم کی راہ نما کرنے والے اور ان کو واسیح کرنے والے ہیں۔ آپ نے کفر اور مُرک کے
اندر ہر دوں میں اچالا اکر کے بھلکی ہوئی انسانیت کو راہ ہدایت دکھایا۔

ارسلان کا سراج المہیر فی تم نے آپ کو واسیح ہدایت میں روشن چراغ کی
الہدایہ الواضحة الی لا لیس فہا مانندہا کے بھجاوے ہدایت حس میں کوئی مشکل
والی لا اعرک لل تعالی شہید الاضحیہا نہیں حس نے بال کیلئے پھیل رہا تھا کے سوا
کچھ چھوڑا۔ (ابن ماجہ - ۳۶)

لاما رازی فرماتے ہیں

ظفولہ سرا جا ای ہا دیا مہبا سراج سے مراد ہے آپ چراغ کی مانندہ بڑی اور میں
کل اسراج بری الطریق دینے الامر ہیں بہادرست دکھانا اور بات کو محل دیتا ہے (ابن ماجہ - ۳۶)

(۴) ذریعہ، معرفت، امام اور متبع

چراغ ہونا بھی جاتا ہے کہ آپ لوگوں کیلئے اللہ کی معرفت کا درجہ ہیں۔ کیونکہ چراغ کا سیئی
متعدد ہوتا ہے کہ اس کے مزمل کی پہچان حاصل کی جائے۔ چراغ کو سامنے رکھ کر اس کی
روشنی میں سترٹے کیجا جاتا ہے۔ انسانیت کی منزل اللہ کی معرفت اور پہچان ہی ہے۔ تحقیق نے اگر
آپ **کو اساطیر بنایا تو بھی مزمل متصوّر کیجئے** حقیقتی بلکہ اندر چراغوں میں ہاک کو نیاں مارتی
رہے گی۔ یہ چراغ و روشن ہے اور ایسا بڑا روشن ہے کہ اس نے اسے خود روشن فرمایا چکا کے
ڈریئے لوگ اُسے شناخت کریں اور اس کے احکام کو جان لیں۔ لوگوں کا کام ہے اسے امام بن کر
اس کے پچھے چلیں اور اس کی اطاعت کریں۔ اس کی اچانع کے بغیر اللہ کی معرفت اور مزمل مراد کا
حصول نہیں ہے۔

(۵) صحابہ، کامقاوم اور علماء کی شان:

اس وصف سے آپ **کے** صحابی کی شان اور امت کے علماء کامقاوم بھی پہنچتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے
آپ **اپنے اوصاف کے** مغلی غرما کیے گے اور آپ کی امت کو بھی وہی مناسب حاصل ہوں
گے جو اخیاء کے ہیں۔

چراغ جب روشن ہو تو اس کا داخل بھی روشن ہو جاتا ہے۔ اس کے لئے صرف سران (یعنی چراغ)
کا لائق استعمال کرنے والی کافی تھانے اور لازمہ تو راستہ السراج۔ اسی پر اکتمان کرنے کے بعد نہیں کہا
لکھا بھی ساختہ بڑھا لیا۔

نیز باب افعال سے ہے جس کا مصدر نہ اڑتا ہے۔ باب افعال کا اہمہ بھی صاحب ماذ
ہاتھ کے لئے آتا ہے اور بھی حدیث ہاتھ کے لئے۔ اس نہ پڑھ کر تحریک جس واقع روشن اور
دوسروں کو روشن کرنے والا۔ (لغات القرآن)

آپ **خود تو روشن ہیں** ایس روشنی کو درودوں سمجھ دھل کر کے اُنہیں بھی روشن کرتے
ہیں۔ یہاں آپ **کے** اوصاف بہوت کوچکی و کمچکی چراغ سے تشبیہ دی گئی۔ یہ اوصاف آپ
میں کمال درجے کے ہیں۔ اُنکی اوصاف کی بنا پر حضور **روشن ہیں** اور بھی اوصاف درودوں

کو عنایت فرمائیں وہ شرفتاتے ہیں۔ چنانچہ آپ ﷺ کی خوبیاں آگے امت سبھ کھل ہوئیں۔ آپ بھی شاداً آپ کی امت بھی۔ آپ بھی داعی اور آپ کی امت بھی۔ جس آئی تے ان میں بنا حصہ حاصل کیا اس کا مرتبہ اور مقام اخراج یادہ ہو گا۔ سب سے زیادہ صحابہ نے اُنہیں حاصل فرمائی تکنہ کیے اس وقت اس چراغ کے پیروں نے جب یہ خوبیں عالم شہادت میں بھجوایا تھا۔ کسی واسطے کے بغیر اشیوں نے اس سے اکتساب نہیں کیا۔ منصب شہادت اور مقام و خوت کے لئے سب سے پہلے جن کا چنانچہ احوالہ صحابہ تھیں۔ پھر ان کے واسطے سے علماء کرام نے ان اوصاف میں کمال پیدا کیا۔ امداد رحول اللہ ﷺ کی شان سے وہ اللہ نے علماء کے لئے یہاں فرمانیں

وَثَنْدِرُ أَقْرَفَهُمْ

اوٹا کر فریض کیں اپنی آنکھ کو
اپنی گواہی کے ساتھ ہی علماء کی گواہی کو گھوی شامل فرمائیں۔ علماء آپ کے ارشاد کے مطابق علم نبوت میں آپ ﷺ کے وارث کہا گئے کیونکہ یہ اوصاف علم سے تعلق رکھتے ہیں اور پہلے یہ تبلیغات کا ہے کہ آئی پر فیضان نبوت علم کی صورت میں ہوتا ہے۔ چنانچہ حق ثابت انسان پذیری فراہمیتے ہیں
علم نبوت بڑھ درجہ ترقی کی زبان مبارک سے تکلیفیہ الفاظ سے امت نے حاصل کیے اس
میں تو صحابہ کے ساتھ ساری امت شریک ہے پوکھاری کی خصوصیت ہیں بلکہ اکثر ایسا ہوتا
ہے کہ اس سنتے والے بھول جاتے ہیں اور جسم کو سچھ پہنچایا جاتا ہے دیزی دیوار کے تاقیہ از سماں
یہ ہے کہ وہ اور اساتذہ نبوت کے خوش بھگن تھے درسرور کو بخوبی اور سماں کے قسط
سے ملی۔ (تحریر طبری۔ الاحباب)

(۱) جامع الصفات

جب آپ کا درود سوچو ہوا اس وقت پوری دنیا غفرنگ اور ظلم و زیادتی کے اندر ہمروں میں کریمی تھی۔ آپ ﷺ اشراف لائے اور علم شہادت میں صبح نبوت اپنے عطا ہوا تو کائنات فرض سے تکلیف
آئی۔ علامہ منصور الدین ان صفات کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں
و ذالک یقینی اور الحلال فی طلسمہ چنانچہ ہونا نقاش کرتے کہ کھوچ بھاری اندر ہمرے

قرآن کے آئینے میں

عقلیہ لا بوریہ تھی ہے فی ظلمانہا میں تھی۔ کوئی نور تھا کہ اندر ہمروں میں اس سے ولا علم مستدل ہے فی جھالتا ہے۔ ہم ابتدی یا تیکی علم تھا کہ اس سے اپنی جہاں توں پر حق جد الله بہذا تھی التکریم فاضلاً استھان کرتی۔ یہاں تک کہ اللہ نے اس بھی کریم اللہ نے تلك الظلمات و علم به من کو کیجا ہے آپ کے ساتھ انشاء اللہ نے اندر ہمروں کو الجھالت و هدی ہے ضلالاً الی روش کر دیا آپ کے ذریعہ جہاں توں میں تھیں ہم اور الصراحت المستقیم فاصح اهل گمراہ ایں کی صراحت مستقیم کی طرف دہمی اور کلی۔ میں الاستقامة قد وضح لهم الطريق و احتملت والیں گے۔ ان کے لئے راست فلتو خلاف هذا الإمام و عرفوا به واضح ہو گیا وہ امام کے بھیجے ہے اور انہوں نے الحجر والشر و اهل السعادة من خیز و کوادر سعادت مددوں کو بھیجتے ہیں سے اهل الشقاوة و اشتراك و اہل المعرفة یہاں لیا۔ آپ سے اللہ کی محترم کا نور حاصل کیا معمود ہم و عرفوہ بلوصفۃ الحميدة اور اسکے مکون و اوصاف درست الفعال اور اسات و افعالہ السدیدہ و اسکانہ الرشیدہ اکامہ سکھ تھی کہ یہاں لیا (الحدی الازباء۔ ۲۶)
پھر ان الفاظ میں آپ ﷺ کی حقیقیوں کا تمکر ہوا اس صفت سے ان سب کو سیستھیا ہے۔
اور ان شادبھی ہے اور ائمہ بھی۔ بشارت بھی ہے اور اندر ہمروں
و ہنوصفت شامل تجمع الاصفات اور یہ فہمان تمام تھیوں کو شامل ہے کہا گئی
الی وصف بہالنا فہو کا لفظ لکھا ہے تو کریم ایسا ہے کہ یہ مفت خلاصے اور حقے کے طور
پڑ کر کی گئی۔ (ان مختصر الازباء۔ ۳۹)

(۲) فرقان اور زاهق الباطل

چنانچہ اندھروں میں روشنی ہوتی ہے۔ روشنی سے نور بصارت بڑھ جاتا ہے۔ حقائق نظرتے ہیں۔ ایجادہ ختم ہو جاتا ہے۔ تکلیف کے زہر میں ہوں کا ذرختم ہو جاتا ہے۔ اندر ہمروں میں سے سانپ سکھا ہوئی تھی۔ ہے تو بیان سکھا ہو درست کا تھا نظر ہو۔ باطل یوں ہو جاتا ہے یہے روشنی سے اندر ہمارا اڑ پھوپھو جاتا ہے۔ اندر ہمارا کیا ہے؟ روشنی نہ ہونے کا نام ہے۔ باطل کی حقیقت

آپ کے ساتھ سورج کو بھی جو اُج سے تیسی دو روز میں کسی طرح جتنے کے سامنے باطل ہیں تک سکا۔ آپ کے جو سودو سے لٹک کی جاندیں گردیں۔ گئی خلا، اجتنے برے اور جن پاٹل میں تیز ہوتی۔ آپ نے شرک و عدا ان کے اندر ہر سے فوراً حیدر رہنے کر دیئے۔ آپ کے قوموں سے اللہ نے نوریت میں اضافہ فرمایا۔ چیزوں کی حقیقت کا ہر ہوئی جس کا نکات کشنا کہا یا تابا و خارہ معلوم ہوئی۔

ابوحنون الحراجی میں فرماتے ہیں

جلی من ظلمات الشرک واعتدی شرک سے اندر ہجڑے کا تو کردیے اور گمراہ کوں کوں سے بدھا العذاب کمایا جلی ظلام الليل ہدایت میں جس طرح روشی چو اُج سے رات کی زار کی بالسراج المعنور یہتھی ہے۔ دو روزوں کے او را کہ راہ کیتے چین آپ کی نبوت اذا مدد الله بنور نوبه نور المصادر کیور سے اللہ نے نصیر میں اضافہ کرایتے چو اُج کماید بنور السراج نور الاصمار کے نور سے نہاں کا نور یو ہے جاتا ہے۔ (الزاب۔ ۲۹)

مشعر حقیقی فرماتے ہیں

انہ علیہ السلام بھی جمیع الجہات خضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تمام جہاں کی تمام الکوئیں الی جمیع العالموں کما ان اطراف کو اس طرح روشی چو اُج سے چار اسراج بھی من کل جانب وابسا چاپ کو رہن کرتا ہے۔ اور اس طرح چو اُج کی بعض لامہ کلہم کا السراج لجمع ما ان تمام جہاں میں پوری امت کے لئے روشی الجہات الامن عنی مثل اسی جہول فرمائی مکر جس نے ابو جہل اور اسہن میں اسکے ومن تبعہ علی صفتہ فانہ لا استرضیں ہی کوکری ما نہ فوکو کو کھا کیا سو وکی اہمیں نے بنورہ ولایہ حنفیۃ (الزاب۔ ۲۹) آپ نے روشی میں اضافہ کر دیا کہا چو اُج کی روشی سے شکستی چک اور کوئی کی سیاہی دلوں میں اضافہ جاتا ہے۔

(۸) سورج کے بھائی چو اُج سے شبیہ دینے کی وجہ

آپ کی سرکری روزوں دنوبت کے لامہ تاریخی تفاصیل تھے اس کے بھائی

آپ کے ساتھ سورج کو بھی جو اُج سے تیسی دو روز میں کر دیا۔

وَخَلَقَ الشَّمْسَ بِرَبِّنَاحٍ اُوْرُسُورَجَ كُوچِي اُجَنْدِی (الزاب)

۷۔ آپ کوچ اُج کا تو صفت میثیر بیان کی۔ سورج کوچ اُج کا تو صفت زنجاق ذکر فرمائی۔

امام راغب المفرادات میں فرماتے ہیں

الوَهْجُ حَصْوُلُ الصُّورُ وَالْجَرْمُونُ الدَّارُ جَرْدُشِي اُوْرُجَارَتْ آپ سے حاصل ہوہہ وہج ہے۔

یعنی بہت تیز اور جلا دینے والی روشنی۔ سورج ہر ہے۔ جھوڑ ہے۔ سورج خلاستے والا ہے۔

محم جلاستے والے ہیں۔ مطلب یہ اور ضایا پاٹی میں آپ سورج کے مثاہیں لیکن روشنی

کی ذوقت الگ الگ ہے۔ یعنی کو کجا جائے جو اُد رحیمہ اور عمر کو کجا جائے جو اُد رووف زیدہ

اور عمر کی خلافات ایک پاٹو سے ہم ٹھیک ہوئے کے باوجود ذوقت میں الگ الگ ہے۔ اکیں

مفسرین نے درج ذیل نکات بیان فرمائے۔

لچو اُج سے تیز دینے کی وجہ یہ ہے کہ اس سے روشی مکر جو اُج چلا جائے جا سکتے ہیں لیکن

سورج سے ایسا کہنا نکلنے میں۔ ابین عاشر کرتے ہیں۔

و عبرہ (ای السراج) دون الشمس اور سورج کے بھائیے چو اُج سے تیز کی کچ اُج

لادہ بیتھیں مہے ولا بیتھیں (الزاب۔ ۲۹) سے سورج یا جاتے ہے اوس میں کیسی بھوٹ

چنانچہ کمباور اور عالم اامت سے آپ کے شریعت کے علم طریقتوں کے فائدہ صرفت کے نثار اور حیثیت کے سر اس عامل کی آپ کے میں یہ سب بکمال موجود ہیں کہیں ہوئے۔ (قی۔ ۲۹)

(۹) سورج ایک جگہ سے دوسرا جگہ منت بیس ہو سکتا۔ چو اُج ایک سے دوسرا جگہ منت ہو سکتا

بے اللہ نے آپ کوکھیں روشن فیلار پر جو ہر چیزیں طبیعت میں منت فرمائیں۔

(۱۰) سورج طریق ہوتا ہے پھر غروب ہو جاتا ہے۔ غروب کے ساتھ ہری اندر ہوتا ہے۔

آج کو ہر روم روشنی اُج کے کرتا دیا یہ فوجیتہ والا انس۔ اللہ فرماتے ہیں

ثُمَّ لَمَّا خَلَقَنِي إِنْكَوْلُو نَوْزُ الْمِلَّ بِالْأَوْاهِمْنَمْ جا چیے ہیں بکار دیں اللہ کی روشنی اسے منے اور اللہ کو

وَاللّٰہُ شَمْبُمْ نُوْرُه وَلَوْجَرْهُ إِنْكَوْلُو نَوْزُ۔ پوری کرنے سے اپنی روشنی۔ اکر چو رامائیں مکر (الفہرست)

امروں کی صفت ضمیر و ذہنی تو ایک طرح کا تفہیں کام ہے۔ کہنے والے کو موقع تھا جائے تو بجھ جاتا ہے پس اللہ کا نور بھی قسم ہو جائے گا۔ اس اضافے سے حکم کا ازالہ ہو گیا۔

(و) سورہ میں آگ کی حدت اور حرارت کی شدت اسکے قریب جانے میں رکاوٹ ہے۔ اپر نگاہ ہمیں شر عکسی۔ آگیں اندھی ہو جاتی ہیں۔ آپ آگ کا الاؤئیں اور کاچان ہیں۔ آپ ہاتھ سے استفادہ میں کوئی رکاوٹ نہیں۔ آپ آگ کا قرب نازہ جاتی کیونکہ ہے۔ آپ آگ کی طرف نظر کرنے سے گاہوں کو ترقی ملتی ہے۔ آپ قریب سے ہمیں کے سریوں کے درگٹی ہیں۔ (قیمت الزہاب۔ ۲۹)

(۰) اکیل ایک شریعت کی نورانیت، آپ کے دین کی جاذبیت اور کلیں اپنی تعلیمات کی بحدی کا اشارہ ہے۔ محمد نورانی چراغ ہیں۔ آپ کا دین اور شریعت اسی نور کی پلش اور شعاع ہیں۔ آپ کی

شریعت آگ کی طرح بھر کی ہوئی ہمیں نور کی اندر شفیقی اور پوکون ہے۔ ایک جذبہ انتیت نہیں طہانتی ہے۔ آپ کی شریعت نور پر مشتمل ہے جو اندر ہمیرون کو چھانٹی اور یہی توں کے درکاشادہ کرتی ہے۔ یقوب و ظفر کی روشنی اور اندر ہمیں میں نجات کا واحد درست ہے۔

اس عمراء للنور الذی تضمه شر غہ اسقناه نوریش آگی شریعت ہی دل ہے (الہلی حربہ۔ ۳)

(ز) اہلے آپ کی اور سورج کو ہمیں چراغ سے تکھی دی۔ سورج چراغ آسان ہے جو برق چراغ جہاں ہے۔ وہ چراغ دنیا ہے آپ آگ چراغ دین و دنیا ہیں۔ وہ چراغ خدا عزیز ٹلک ہے آپ

چراغ خاہی ٹلک ہیں۔ وہ چراغ آپ بھی ہے آپ چراغ جان دول ہیں۔ وہ چراغ خوب شہ سے بیار کرتا ہے اس چراغ کے ظہور سے جہا خاہی ہم سے بیار ہوا۔

(۷) چراغ اہل خانہ کیلئے امن و راحت کا اور چہروں کے لئے شرمدگی و مزاکب سبب ہوتا ہے۔ آپ آنکھ و دخوں کا اور ملیہ اور سکون کے لئے حضرت ودامت ہیں (قیمت)

(ا) یہ آپ کی اوضاع، عبیدت اور فقارے کا عنوان بھی ہے۔ آگ کی شرست میں مخدی اور جیزی ہے۔ نور کی نظرت میں مخلص، نہرا اور بیج ساکون ہے جو چاند اور سورج کی حالت پنکر کے مطہم کیا سکتا ہے۔ سورج آگ ہے اور پا کو نکالنے کی نورانی ہی۔ آگ کی ذات میں سر کشی اور اندازت کا دھواں ہے چنانچہ ایسیں نے کہا تھا۔

اتاً لِحَمْرَةِ نَحْلَقَيْنِ مَنْ ثَابُوا میں اس سے بہتر ہوں: مجھ کو تو آگ

نَحْلَقَةٍ مِنْ طَينٍ سے بنا یا اور اسکوٹی سے

حضرت حاتم اور فرماتے ہیں

احڑ کے نزدیک چراغ سے قبیر دینے میں یہ کوئی معلوم ہوتا ہے کہ ایک تھا جانشِ حکم رسائی آسان ہے۔ برق چراغ سے ہر وقت نور حاصل کرنا ممکن ہے۔ برق کل اصول ہے۔ برق اس سے نور حاصل کرنے میں اکتساب اور تقدیر کوئی دل ہے۔ برق البدن اور برق الراج آج آج کو

اس سے ناگواری کی وقت جس پر اس میں شان افسوس ہونے کی بھی ہے۔ اور ان سب صفات کو انہیں ملکھم الصلا و السلام کی صفات سے تزاہہ مناسب ہے۔ (یادِ القرآن۔ الزاد)

چراغِ اللہ نے خود رون کیا۔ کسی بھی واسطے کے بغیر اسے برہاد راست مورثہ میا۔ سرانج نے اپنے آپ کی ناقہ پر قوس اور سرود و دکال کا اعتمان بھی ہے۔ مقامِ مقام و حدت ہے۔ اس مقامِ آپ کی رسائی ہے؟ اس بارے میں علماء حقیقتی اپنی تحریر میں فرماتے ہیں۔

انہ علیہ السلام عرج بہ من العالم حضورِ ایاصوا و السلام اس نور کی سماجح عالم علی سے عالمِ السفلی ایی العالم الطوی و من الملك علی، ٹلک سے ٹکوت اور ٹکوت سے مقامِ جبرات و نکوت ایی الملکوت و من الملکوت ایی کی طرف بندھو ہے۔ آپ کا دلِ عالم بالا سے حلق ہو گیا

الجبروت و العظومتو بجدلية (ادن منی) الی مقاہی قاب قوسین و قرب قریب اکہ۔ یہاں تک کہ آپ کے دل کا چراغ کسی بھی فرشتے (اولادی) الی ان نور سراج قلبہ بنور یا نی کے واسطے کے یار ای ایش کافر سے دش و دش بیکن

الله بلا واسطہ ملک او نی و من هنا آپ نے فرمایا ایں ایش کے ساتھ ایک خاص وقت ہے

قال لی مع الله وفت لا یسعنی فيه ملک مقرب ولا نبی مرسل لانہ کان مرسل کی۔ کیونکہ آپ دھت کے مقام پر ہیں پس اس

مقامِ ایک و دی پہنچتے ہے جو اپنی ذات کی طرف سے دلوں

على نفسى النساء عن نفسه والبقاء
بربه فناء بالكلية وبقاء بالكلية بحث
جائے تماً، لئنْ يجيء يوم القيمة من ربِّه
لأنَّ نبأ نور الالهية من حطب
لها بگي - اس جذب سے کامکے دبر کے ایدن میں
وجودہ قدر ما یبعد منه دخان نفسی
نفسی و مالعنة کمال هذه الرتبة الانسنا
کا خواص بلند ہوئے کیا مرچے بکھارے ہی ملک کے
سواؤ کوئی شکلی سکا سوآپ تمام انجیاء کے دریان (نفسی
علیہ السلام فانہ من بن ملائک الانسنا۔
نفسی کے عبارے) فرمائیں گے احتی احتی
پھول امنی امنی (الرازاب۔۲۶)

آسان دین والا نبی

میریان اور شیش پروردگار کی بارگاہ سے آتائے دوجہاں لکھا بہت سے شرفِ دکالِ عطا
ہوئے۔ آسان دین عطا ہونا انہی میں سے ایک شرف اور فضیلت ہے۔ اللہ کو اپنے اس محظوظ
کی ساتھ اچھائی محبت ہے۔ زرم اور آسان دین سے نوازاں اس محبت کی دلیل ہے۔ لوگوں کی تھی اور
مشقت آپ لکھا پر بھاری پڑتی ہے۔ آپ لکھا ایمان کے ریاض ہیں۔ موندوں پر میریان
ہیں۔ ان کی چانوں سے زیادہ ان پر شفیق ہیں۔ یہ صفات آپکی طلاق ہیں۔ اللہ اپنے محظوظ میں
جو صفات رکھیں انہی کے مناسب شریعت آپ کو عطا فرمائی۔ انی شریعت جو نبی اور آسانی و ای
ہے۔ جس میں کوئی حرج کوئی شفیق اور کوئی تھی نہیں۔ ایمان عاشورہ مانتے ہیں
شم ان ذلكت بوس میں الی ان شرعاً ۚ ۚ پکرو و ف در حم کیتے میں پکھاں باش کا اشارہ
جاء مناسباً لحلقة فائتنقی منه ہے کہ اس کی شریعت آپ کی صفات کے مطابق آتی
ہے حرج اور کوئی اس سے دور ہو گئے (اندیشہ۔۱۷۰)

الله کی اطاعت اور دین میں آسانی

بندوں پر اللہ کی اطاعت اور اس کی تابعیت ایضاً اور شرعاً وجہ ہے۔

ان التکلیف تشریف من الله للعبد احکام کا پاندکرنا اللہ کی طرف سے بندوں کو
فلما خصکم بهدا انشریف فقد عطا فرمودو شرف ہے۔ اس شرف کیلئے بندوں
خصکم باعظم التشریفات والاختار کو خاص کرنا تم انہاں کی سے یہ کو فضیلت
کم لخدمتہ والاشتمال بطاوعہ فایہ ہے اس سے یہیں اپنی خدمت کے لئے چہ اور
رتہ اعلیٰ من هذا وای سعادۃ فوی اپنی اطاعت کا خال عطا فرمایا اس سے یہ کر

هذا (الراجی بـ ۲۸۷)

کوشاپیہ سے اور اس سے اوپر کوئی سعادت نہیں
طاعات اور عبادات کی کلی م سورتوں کیلئے بندوں کے پاس اللہ خدا کے سوا کوئی راست نہیں۔ اللہ
عنتر مطلق اور صاحب امر ہے۔ جوچاہے حکم دے۔ وہ حکمت ہو یا تزمیر ہو۔ صکر ہو یا سیر ہو۔ اکیں
گلی ہو یا کشادی ہو۔ بکن ہو۔ ملکوت پر ہم بیان، شفیق اور کرم ہے۔ اس لیے ہم پر احسان فرمایا۔
ہمارے ضعف اور نکروزی پر نظری۔ یہیں کمی وہ عطا فرمایا جو تم پر ہم بیان اور شفیق ہے اور ہمارے
حالات کی رحمائی فرماتے ہوئے دین و دو دن جو آسان، وسیع اور زبرد ہے۔ گزری ہوئی متوں کو جو
شریعتیں ملیں وہ حکمت احکام پر مشتمل تھیں۔ کچھ اگلی اپنی روشن نے احکام میں تھی کو سمجھا۔ ورنہ اللہ کا
فرمان ہے۔

لَا يَكُلُّ اللَّهُ لِنَفْسِهِ أَذْلَافَهُ۔ اللَّهُ أَكْبَرُ حُكْمُهُ فِي الْأَرْضِ مَاتَتِيْنِ دِيَارًا
اُنَّ عَابِرَيْسِ كَيْ أَتَيْسِ مِنْهُ فِي الْأَرْضِ مَاتَتِيْنِ

وہ دلیل علی عدم وقوع الشکلیف۔ فتح کرہتی تھی۔ اور یاں بات کی رویں
بما فوق الطاعة فی ایمان اللہ تعالیٰ ہے کہ اللہ تعالیٰ تامہ دین میں کسی کو طاقت
لعموم نہسا فی سیاق النبی لان اللہ ہے زیادہ حکم کا پاندھیں کیا کیونکہ اللہ نے
تعالیٰ ماشرع التکلیف الالعمل و احکام کی پاندھی اُن اور حقوق کے حالات کی
استقامة احوال الحق فلا بکثہم ما درجی کیلئے متعری ہیں۔ کم کام و مدد و نیکی کر
لا بیطون فعلہ و ملوردن ذالک فهو کے اسکا پاندھیں کیا۔ اور جو کو اس کے
من سیاق العقوبات هذا حکم عام پارے میں اوار ہوا وہ مزاوں کے کچھ اے
فی الشراع کنھا۔ (القراء۔ ۲۸۹) میں ہے تمام شریعت میں لکھا ہام حکم ہے۔
اس سے معلوم ہو گیا احکام میں تھی کے باوجود کوئی شریعت کی ایسے حکم پر مشتمل رجھی جو بشری
طاقت سے بڑھ کر ہو۔

حضور ﷺ کے دین کا امتیاز

آپ کی شریعت کا دستور بھی بہکی ہے۔ اُن آپ کے دین کی اس سے بڑھ کر ایک اور اقیازی خصوصیت

ہے۔ بشری طاقت کے اندر ہی آپ کے لئے احکامات کو بے حد نرم اور سُکل کر دیا گیا۔ ساید
شریعتیں کی ختنیاں آپ کے لئے لٹھنے کر دی گئیں۔ گذشتہ متوں کے بوجھ آپ کے لئے آہادیے گے۔
جیکی امتوں کے طوف آپ کے لئے کھول دیجے گے۔ حکمت احکام کی جن جننجیوں میں وہ بکھڑے
ہوئے تھے انہیں کھول کر نرم احکام کی مندوں پر آپ کو بخدا دیا گیا۔ یہ آپکا اعزاز اور غایت درجہ آپ کی
نکریم ہے۔ اُنھیں عاشورہ فرماتے ہیں۔

وامناظر شریعة الإسلام اور سلام آسمانی اور عربی کیما تھام شریعتیں
بالمسر والفرق۔ میں ممتاز ہے۔ (قراء۔ ۲۸۹)

اور دوسری بھگت فرماتے ہیں

وہ دین الاسلام نہ بدل عن ذلك اور دین الاسلام اور دین ساید کے ان مصروفوں سے تنالی
الاصول و ان حالاتہ الفتنیں نہیں اگرچہ اور وہ سخت کی تفہیمات میں کے
تضییغ و تو سبھا وامناظر هذه خلاف ہے اور اس شریعت کا انتیاز یہ ہے کہ اس میں
الشرعی بتعلیل الا حکام و سدا احکام کی علمیں یا ان کی تھیں یا ان کی گھوکوں کے زمان
النزاع والامر بالنظر فی الادله کو سود و کریم اگر اور دلائل میں نظر کرنے کا حکم دیا گیا
و رفع المرجح و السماحة و حزن کو افادہ یا گیا۔ آسانی کی کوئی اور نظر کے ساتھ
اتصال میں شدت بری کی۔ (المرد۔ ۳۰)

حرج اور یسر کیا ہے؟

رجیم کر کیم اور ہم بیان اللہ نے ہمارے لئے دین میں آسانیاں فرمائیں۔ انتہائی لطف و کرم،
بے پناہ شفقت و رحمت اور بے کنار افت و محبت کے ساتھ ہم پر اس کا انکھار کرتے ہوئے فرمایا
بُرُونَ اللَّهُ يَعْلَمُ الْمُشْرِقَ وَالْمَغْرِبَ يَعْلَمُ الْفَسْرَ الْمُجْرِمَ آسانی پاٹا ہے اور حج پر تھیں چاہتا (قراء)
اُنہاں کو ہمارے مالک کو ہمارا کتنا خیال ہے۔ اس بھٹی میں تھی طھاس، تھی چاہت اور ہماری لئے
تھی تھیر خواہی ہے۔

تعمیر مظاہقِ الایم میں ہے۔

السر فی اللغة معناه السهولة۔ یہ رکاوی مفتی آسانی ہے۔

تعمیر السعدی میں ہے۔

لارے میں اسیں عاشورہ مانتے ہیں
ان ذلك سهل العمل به مع مل سے شریعت کا مقصد حاصل ہونے کے
حصول مقصد الشربعة من ساتھ عدم حزن سے مل آسان بھی ہو جاتا ہے
العمل فیسعد اهله سهولة پس تابع داری میں کھلات کے سب اس کا
کرنے والا خوش بنت ہے۔ (انج۔ ۷۸۔)

امثالہ

تفہیف: اور فرمایا

نَمَدَ اللَّهُ أَنْ يَخْلُفَ عَنْكُمُ
الشَّجَاعَةَ كَمْ سَوْجَهَ لَكُمْ
وَخُلُقَ الْإِنْسَانِ ضَيْقًا
أَوْ أَسْانَ كَرْدَهَا ہے۔

اسی عاشورہ مانتے ہیں۔ اس میں یاد رہتی ہے کہ
ان الله لا يزال مرا عبارة بهذه ویکھ اس امت کے ساتھ بیٹھا پائی تری کی رحمائی
کرتا ہے گا اور اس کا اس امت کے ساتھ دشواری کی
الامة وارادته بها السرور من العسر
مجھے آسمانی کا ارادہ رکھنا اس کا اشارہ کرتا ہے کہ
اشارة الى ان هذا الدين بين حفظ
المصالح ودر المفاسد في اليسر
يدین زیادہ آسان اور زم اندام میں مصلحتوں کی حفاظت
کیفیۃ وارفها (انسان۔ ۲۸۔)
اور مقاصد کے از اس کو یاد رکھتا ہے
ایمان و اولوں کو اشتنے دعا کھلائی۔

رَبِّنَا لَا تَخْلِفْ عَلَيْنَا بِخَرْجٍ أَكْثَنَا
اے ہمارے رب اور در کام پر یو جو بھاری جو رکھا
خحلتہ علی الین من قیبا رئنا تھامس سے اگے لوگوں ہی۔ اے ہمارے رب اور اس امور
وَلَا تَخْلِفْ عَلَيْنَا بِخَرْجٍ يَه
ہم سے دو چو جو جس کی یہ کو ظاقت ہیں۔ (القراء۔ ۲۸۔)
مطرب عالم الدین اسی کیفیۃ رہتے ہیں
ای لاتکفنا من الاعمال الشاقة وان
یعنی یہیں دشواری اعمال کا پانڈت کر کر چھان
اطلاقناها کما شر عده للام الماضية
کی طاقت گی رکھتے ہوں۔ ان اعمال کی طرف
فیلا من الاخلاق والا صراحتی کاتت
جنہیں تو نہ ہم سے پسے گزوی اموں پر قدر

برید اللہ ان پسیر علیکم الطرقِ الشَّجَاعَةَ وَرَاسِتَتْ بِعِدَّةِ آسَانَ كَرْدَهَا ہے جو
الموصلة الی روضویہ اعظم پسیر اس کی خشنودی سکھ بکھانے والے میں انسان
و سپھلہا اشد سہل و لهذا کان غایت درجے آسان رکھتا ہے۔ اسے ہر وہ
جمعی ما رکھ اللہ به عبادہ فی خلیفہ جیچ حس کا اللہ پر بندوں کو حکم کیا ہے دریں اس
السهولة فی اصلہ وذا حصلت بعض میں بہت آسانی ہے۔ ہاں جب کچھ گوارش پیش
الuarض السو جبة لشکل سہلہ آ جائیں جو اس حکم میں اس کے موجود ہوں تو
تسہیلہ اخراجاً با مقاصدہ او تخفیفہ اکیں دوسروی طرح آسان ہاریا۔ یا تو اسے
یا نوع التخفیفات (القراء۔ ۱۸۵۔) ساقفہ کر جائیں میں کی طرح کی تخفیفات کر دیں
دوسری چیز فرمایا۔

نَمَدَ اللَّهُ أَنْ يَتَخْلُفَ عَنْكُمْ مِنْ خَرْجٍ الشَّجَاعَةَ كَمْ سَوْجَهَ لَكُمْ
خرج علیکی کو کہتے ہیں اور دشواری کو۔ دین اسلام میں نہیں ہے دشواری بلکہ کشاوری اور آسانی
ہے۔ تعمیر الباقعی میں حرج کی تعمیر کرتے ہوئے فرمایا۔

ای طبیق علماء پر علیکم فسہل۔ حرن یعنی علیکی کو اللہ تباری کمزوری کے سبب چاہا
علیکم ما کان عشرہ علی من کان ہے۔ یعنی تمہرے سب آسان کردہ بھوت سے پہلوں
قبلکم اکارما کم لا حل نیکم پر دشواری اور تمارے جی مصلح الطبلیہ وسلم کی وجہ
صلی اللہ علیہ وسلم فلم با مرکم الا سے تمہارا کرام کیا کیا۔ ہیں حسین وی حکم دیا جو تم
سما پسہل علیکم لیقل عاصیکم پر آسان سہتا کتم میں کاہہ گا کم ہوں۔

فریقا

ما خحل علیکم فی الین من خرج۔ تمہرے میں کوئی علیکی نہیں رکھی (انج۔ ۷۸۔)

علیہم السی بعثت نبیک محمدنا صلی کیا۔ خلائق طویل اور بوجوہ جوان پر تھے۔ جنہیں اللہ علیہ وسلم نے الرحمۃ بوضعہ اخاتے کیتے تھے اپنے رحمت و اسے اپنی گھر فی شرعاً الذی ارسلنے ہے من الدین صلی اللہ علیہ وسلم کو مجھ سے اٹھیں وہ شریعت مطابق الحجیف البهی السیح (ابن حجر، ۲۸۶) فرمائی جو بکھر آسان زمزدی میں سے ہے۔
یہ دین کی کوہلات و آسانی پر اصولی کلام تھا۔ اس کا مطلب ہوتا ہے پرانے دیانی کی کچھ دشواریاں اور شریعت اسلام کی کچھ آسانیاں بطور مثال یہاں کروی جائیں تاکہ کسی اس مضمون کا تحریر ہو جائے۔ قادری پر بات واضح ہو جائے اور وہ عقل کی گلہاں سے رسول ﷺ کے سبب خود پر ہوئے والے اللہ کا احسان کا مکالمہ کرے۔

آسانی کی چند جزئیات

- (۱) امام ساقی کے دین کی خلافت خود ان کی فساداری تھی۔ نبیق برخلاف قوموں کی قومیں جادہ حلق سے خفر ہو گئیں۔ آپ ﷺ جو دین لائے اس کی خلافت خواہ اللہ نے اپنے ذمی۔ یہیں اس فساداری سے بری خواہا۔
- (۲) دین محفوظ نہ ہونے کی وجہ سے قومیں احبار درہاں کے ہاتھوں میں مکھلوٹ ہیں گئیں اور دین کے نام پر وہ انہیں خفت احکام میں ڈالتے رہے۔ اس امت میں دین کی اساس محفوظ رہنے کی وجہ سے ایسا نکلنے نہیں ہے۔

(۳) ان قوموں کو کامات دفڑتے۔ یہیں اپنے اور امر سے مدرسیجاء آگئی بخشی۔

- (۴) ہمارے نے عزم قلب کے ساتھ زبانی تو کوئی قرار دی۔ نبی اسرائیل نے شرک کیا تو پوکی یہ صورت تجویز کی گئی کہ آپ میں ایک دوسرے ہوئیں کرو۔ میں فرمایا۔

من یعنیل مُوْلَوْا وَ نِظِيمَ نَفْسَهُمْ حُسْنَتْ لَوْكَنْ رَبِّكَمْ کَبِيْرَیْنِ چانْ پَرْ عَلَمَ کَبِيرَهُمْ

بَسْ تَغْفِيرَ اللَّهِ يَجْدِلُ اللَّهُ الْغَفْوَرُ ۝ ۹۷ جتنا میں مفترت مأگی اور افسوس بخشنے والا مریمان پاٹے گا۔

- (۵) اپنے کام کا پڑھنا۔ سمجھتا ہوا کہ آسان فرمادیا۔ گذشتہ اسیوں کا کوئی حافظ نہیں
- (۶) اہل کتاب نے دین میں غلواد ریادتی سے کام لیا۔ غلوچی اور دشواری کو لاٹا ہے۔ انہوں نے

عاقما کوہ اعمال میں خلکی مخلال خیبر و کوئند کا جینا کہا۔ رہبا نبیت کو تھیار کیا وغیرہ۔ ہمارے لئے ہر قرآن کا حکم کی حد مقرر فرمائیں کہ طلاق کا دس بار قرار دا۔ امیر مامور، آقا علماء، والدین اولاد، میاں بیوی، جزاچوئا، احباب اقارب، پڑوی، نظراء ماساکین، چانی، استاد شاگر، مسلم کا فرج بی، ذی ہر ایک کے حقوق فراخ منظر کے اور ہر ایک کا دینہ تھیں کہ دنیا یہاں تک کہ جاؤ رہوں اور پرندوں تک کے حقوق تھے۔

(۷) (کے) کیسا اور صواب کے طاوہ اہل کتاب کہیں عبادت نہ کر سکتے۔ ہمارے لئے ہر پاک زمین کو جائے عبادت قرار دے دیا۔

(۸) (جی) اسرائیلیوں سے کوئی گناہ ہوتا تو گنگہ کار کے دروازے پر کھانا جاتا۔ یہاں اس کی پوری دری ہوتی۔ ہمارے لئے یہ آسانی ہوئی کہ دنیا میں بھی قرآن کا معاملہ فرمایا اور آخرت میں بھی ساری فرمائے گا۔ قسمیں الدار المکرمین ہے

کائنات بتو اسرائیل ادا احباب احمد ہم۔ نبی اسرائیل میں جب کوئی گناہ کرتا تو گناہ اور الخطینہ وجد ہا مکبوثہ علی یاہ و کھانا اس کا کفارہ دروازے پر کھانا جاتا۔ اگر کفارہ رہنا فان کفر ہا کانت له خربی فی الدنیا دچ تو دیا کی رسوانی ہوئی اور کفارہ دیدا تو وان لم یکفر ہا کانت له خربی الآخرۃ آخرت کی رسوانی ہوگی۔ (ابن حجر، ۱۰۵۔)

(۹) کفارے کے طریق اپنیں بھی اس عکس کو کافی کام بھی دیا جائے جس سے گناہ سرزد ہوا۔ ہمارے نے عزم قلب کے ساتھ زبانی تو کوئی قرار دی۔ نبی اسرائیل نے شرک کیا تو تو پوکی یہ

صورت تجویز کی گئی کہ آپ میں ایک دوسرے ہوئیں کرو۔ میں فرمایا۔

مَنْ يَعْتَمِلْ مُسْوِلًا وَ نِظِيمَ نَفْسَهُمْ حُسْنَتْ لَوْكَنْ رَبِّكَمْ کَبِيْرَیْنِ چانْ پَرْ عَلَمَ کَبِيرَهُمْ

بَسْ تَغْفِيرَ اللَّهِ يَجْدِلُ اللَّهُ الْغَفْوَرُ ۝ ۹۷ جتنا میں مفترت مأگی اور افسوس بخشنے والا مریمان پاٹے گا۔

(۱۰) بدن یا پکرے کے جس حصے پر بخاستگی جاتی اس کے کام تھا۔ ہر پاک چیز مٹلاش، جرام یا ریڑہ جو لوگو پھوٹنے سے پاک آؤ یا بھی ناپاک ہو جاتا۔ جس کے باہم دو ایک سے سات دن ناپاک رہتا۔ ناپاک آدمی کو تھوئے والا بھی ناپاک ہو جاتا۔ جس کے باہم دو ایک سے سات

میں دھندا یا گیا، یا فرق کر دیا گی۔ بخاطر کی اللہ میں کمالاً عادی کرنے پر ہی اسرائیل کے چہرے بگاڑ دیتے گے۔ ہمارے ساتھ آسمانی کرتے ہوئے ایسے تمام غذاوں سے نہیں ہماون فرمایا۔

(۱۲) کئی حال جزویں بیویوں کی زیادتی کے سبب ان پر حرام ہوئیں۔ ہمارے شور کیجئے ہیں

ان تحریر ماسحراً علیہم انساً کان جنک پا کیزہ و چیزیں ان پر بطور محراب

عقا بالهم و ان تلك المحرمات ہوئیں اور ان حرام کردہ چیزوں میں بیٹھنا

لیس منها من المفاسد ما يقضى و مفادتة تھے جو انہیں استعمال کی مرست

کو گذرا کرے۔
تحریر ہم تنا ولها (النہار، ۹۰)

اس کے برکت حضور ﷺ نے ہمارے ان چیزوں کو طالبِ نہریاً جو طبِ حسیں میں کھلی شریعتوں میں

بطور سر انہیں حرام تراویح گیا تھا۔ اور کی چیزوں کو ان کی خلافت کی وجہ سے حرام ہوا۔

واما التحرير الذي على هذه الامة فانه اور رہا اس استہ پر حرام کر جاؤ یہ ان کو تباہیوں

تحrir نزیہ لم عن العيالت التي تضر سے بچانے کیلئے ہے۔ جو ان کے دین اور دنیا کو

ہم فی دینہم و دنیاہم افسان دیتی ہیں (الحمد للہ، النہار، ۹۰)

۱۳) اللہ کی خوشبوی حاصل کرنے کیلئے یہ سایوں نے رہائیت ایجاد کی۔ اس میں انہوں نے حد

اعتراض سے تجاوز کیا۔ مگر، مارنے کے چکر میں انسانی طبیعت و جاذب کا لامعاً دیکھا۔ اُن کے فطری

حقوق ارادت کے۔ جس کا تجھنا تقابل برداشت یوچ اور ناقابل باعہ مدد کی صورت میں کھلا۔ ترک

دیتا کا تجھے ترک حقوق کی صورت میں سامنے آیا۔ ایسیں برتاؤن فخرت عطا کردہ اعمال عطا کیے

گئے۔ ہمیں آرائشِ زیست کا امر کیا اور ترک دیتا سے روکا۔ ہمارے لئے ہر فرد بلکہ ہمارے جنم کے

حقوق یعنی خدا میئے اور ہمیں ان کی ادائیگی کا پیدا کیا۔

(۱۴) اہل کتاب پر دین میں تھیاں کی لگیں۔ ان پر طویل اور بوجوہزادے گئے۔ پرانے وحدے اور

بیان لئے گئے۔ حضور ﷺ خاطر آپ کی استہ پر آسایاں کی لگیں۔ ان پر ۵۰ نمازیں فرض

حس۔ ہم پر پانچ فرض کی لگیں۔ انہیں اپنے مال کا چوتھا حصہ دینے کا حکم تھا۔ ہمارے لئے

چالیسوں حصہ مقرر کیا گیا۔ ہمارے لئے سال میں صرف ایک میئے کے روزے فرض کے

کپڑوں میں ناپاک ہوتے اور انہیں پھوٹنے والے بھی۔ مٹی کے ناپاک برخوبی کو پاک کرنے کی کوئی صورت نہ تھی۔ ہمارے لئے یہ آسمانی فرمائی کر سکی بخاستوں کو متعدد فرمایا۔ اور ناپاک کو پاک کرنے کے لئے تمنی پاک و خوبناکی فرادری۔

(۱۵) ایک ایسون میں قربانی قبول ہونے کی علامت تھی کہ آسان سے آگ از کراس کو جلا دیتی تھی۔ ودقہ بانی قابل استعمال شدہ تھی اور جس کی قربانی قبول شدی تو اسے رسماً کا سامان کرنا پڑتا۔ میں اسرائیل کیلئے کچھ قربانیوں میں جائز و ناجائز کے بعد جانے ضروری تھے۔ کچھ ذمہ دینے کا نہ کی اچانت تھی لیکن دو دن سے زیادہ ذمہ نہ کر سکتے۔ ہمارے لئے اس میں بھی آسمانی کا محاملہ فرمایا۔

(۱۶) تھیں ان کے لئے حال تھیں ملک انہیں بھی جلانے کا حکم تھا۔ ہمارے لئے اس میں بھی آسمانی فرمائی۔ اور فنا کو ہمارے لئے حال فرمایا۔

(۱۷) اکر کوئی شخص کسی کو قبول کر جائیا درس کی عصی کو تھان پہنچا۔ اُن کے لئے دو ہی صورتیں تھیں۔ تھان کی اور پانی سے تھان لیا جائے یا اسے معاف کر دیا جائے۔ ہمارے لئے آسمانی کرتے ہوئے تیسی صورت دیتے کی مقر فرمائی اور فرمایا۔

ذلیک تھی ختنہ میں دینگی و رخنہ یا آسمانی ہوئی تھا۔ رب کی طرف سے اور ربیانی تھی۔ ترجمی میں ہے

لان اهل التوراة کان لهم القتل ولم يكن كذلك اسرائیلیوں کے لئے قتل کے بدائل
لهم غير ذلك اهل الانجیل کان لهم عی ختنین خاتم الرسل مساعیل کے لئے محاکمی
العقواب یک لہم قدر ولادۃ محبیں تھیں نہ لذتیں (الفرقۃ، ۷۷۸)

(۱۸) بخاطر دین کی تنظیم کا نام حکم تھا۔ اس دن عبادت کے سماں کوئی کام کرنا منوع تھا۔ ہمارے لئے بعد کا دن مقرر فرمایا۔ اور صرف اذان جسم سے نماز جوں تھی فرمودت ترک کرنے کی پابندی عائد کی۔

(۱۹) حلم قوس کی پاداش میں کسی قوموں پر یا تو پھر اؤدو، یا زبردست چکماڑے نے کھڑا۔ ان کو زمین

گئے۔ وہ بھی صحیح سے شاید۔ ان کے لئے پابندی تحریک راتوں سے پہلے کچھ کھالیا تو کھالیا درستہ سونے کے بعد سے اگلے دن افشار تحریک کو کھاتے کی اجابت ہیں۔

(۱۹) آسان اوقات میں بھی طرح طرح کی آسانیاں یہ فرمائیں۔ نماز میں قیام سے عازم ہوتے ہیں جاؤ۔ سفر میں دشواری ہو تو روزہ قضا کرلو۔ بالکل اسی عاجز ہوتے قدر یہ دے دو۔ کفارہ لازم آتا تو اس کی بھی تین صورتیں دشوار ماریں۔ نصاب سے کم یہ رکاوٹ فرض شدی۔ نصاب پر بھی سال بھر کی مہلت دیجی۔ جب زندگی میں ایک بار فرض کیا اور اس کیلئے بھی استھانت کی تقدیر کرو۔ ہر روز کیلئے بھجے اور شوکر کا حکم نہ دی۔ وضویں بھی چار اعضا و مونے فرض کرو جیسے۔ یہاری، سفر بیانی کی عدم دستیابی کی صورت میں تینمیں کوں اُس اور شوکر کے قسم مقام بنا دیا۔ ممکن عادور نے کیا خوب قربیا۔

ولواراد الحرج لکھنوم طلب اگر اشہر حرج کا درود کرنا تو قیمتیاں مال کرنے

الہام، ولوبالثمن لو ترک الصلوٰۃ الی کا پاندھا دیتا ہے ملکت کر دیتا ہے ملکت نماز ان بوجد الہام نم یقظون الجمیع چوڑ دھبہس اسی اکھلی تھا کرنا (الحمد لله)۔

(۲۰) صرف دھنیں یہ شدیں ان پر مل کر نہیں پسند فرمایا۔ یہاں تک رخصت مطافر مائی کر مالت اکراہ و جرم میں لکھ کر کبھی کی خواجا ذات دی او رخواجہ سے برسی فرمایا۔ بشریک دل ایمان پر مطمکن ہو۔

(۲۱) اضطراری مالت میں بھرپات کو نہ صرف طالی کیا بلکہ ان کا استعمال لازم کردا۔

(۲۲) پر گناہ کیلئے تو کار و روزہ کھلا رکھا۔ کلی نما است اور آنکہ وہ کرنے کے عزم کو تو پر کیلئے کافی قرار دیں۔ تیریز بخوبی میں ہے۔

ان المون لا يغلى بشق من الذنب و يلک موسى بن جعفر علیه السلام

الاجمل الله له منه بخراج بعضها برد اس کیلئے سے لکھ کر راستہ بنا دیا تو کھوئی قیام المظالم والقصاص وبعدها با نوع کے ساتھ کچھیں درخواست اور قصاص کے ساتھ اور الکفارات فلیس فی دن الاسلام ذات کچھیں کی طرح کے کثارات کے ساتھ ہیں۔

الا بحد الجندي سلاٰ الى الخلاص من دين الاسلام میں کوئی کہا دیا ہیں کہ بندے کو اکٹھ بڑے ظاہری کا داشتہ تھے۔ (۱۸، ۱۹)

(۲۰) بعض جرام کیلئے حدود مقرر فرمائیں اور راذرا شھمات پر اُنہیں ساقط بھی فرمادیا۔ جس فعل کی خفتہ مرا امیر کیلئے کھوئیں کیا تھیں اُنہیں کیا علیکی بھی فرمادی۔ خلاف ہے۔

(۲۱) آسان بیہا کرنے کیلئے کہیں کہیں امری کی کی علیکی بھی فرمادی۔ خلاف ہے۔ تستثونک عن التجهیں آپ سے جس کے بارے میں سوال کرتے ہیں۔ فنا آپ کہیے۔ خدا ذی وہ بیماری ہے۔ فنا غیر لوا النساء فی التجهیں پس ایام جس میں گورتوں سے دور ہو۔ حد بے اس آسانی کی۔ خدا ذی کیا ضرورت تھی؟ وہ تو اُمر ہے۔ اس کا کام تو حکم رہنے پر علیک بیان کرنے ہے۔ یہوں کیا جا سکتا تھا۔ اقلیت احوالاتی ایجاد آپ کہیں جاتے جس میں گورتوں سے دور ہو۔ اور حکم بھی تھیک ہوتا۔ یہ کچھ سائلین نے ماحیت کا تھیں حکم کا سوال کیا تھا۔ کیون بات ہے کہ وہ بمارے نے تھیں جس اس آسانی پا چاہتے ہے۔

(۲۲) حاصلہ مورت کے لئے اسانی کی اور ایام کی نمازوں کو معاون کر دیا

(۲۳) ہمارے چند بات کی رعایت فرمائی۔ موصی پر دکھ اور اس کی شدت سے آنکھوں کا بہنا قفری اسرارے۔ فَلَوْلَا إِلَيْهِ أَخْرَى میں ہمارے چند بات کو تسلی دی۔ اخبار غم کی منافت یادہ نے کی مخالفت میں کہیں فرمائی۔ خدا انسان کی سرست میں ہے اس سے منع کیا ہے۔ ایک جگہ خصر جاری کرنے سے روکا اور درسری جگہ جاری کا گل بھی تباہیا۔ جہاں کوڑا کرے۔

تلیث غلط قلوب یعنی ثالثے ان (مدون) کے دل کا خسر

(۲۴) اس سے بھی معلوم ہوا خصر جاری کرنے کا موقع دھے جوں اللہ کی تاریخی ہوئی ہو۔ اعلیٰ اور جنین الاقوایی قوانین میں بھی ہر طرح کی آسانی فرمائی۔ وحکم، اذیت، حکم، منافت اور احتساب کی چرکات دی۔ ہر طرح کی طبقاتی تجزیت کو پاٹ دی۔ بندگی کو برتری کا معیار فرا ردیا کہیں کسی موقع پر بھی صرف ہماری مصل کے حوالے نہ کیا۔ زندگی کے ہر بھی سے متعلق ایک بھا۔

حاجات مالی ہی بھی خود بتایا۔ یعنی رسول اللہ کے ذمے نگائی اور حالات کے بدلتے سے استنبال کا حق دین کے مابین بھیجن کو دیا۔ اس پارے میں تفصیلات کی کتابوں کا لفظ کرتی چیز۔ عوام کی معاشرت سے کچھ باتیں اس لئے لکھ دی ہیں تاکہ عوام پر ایک سیر حاصل بھٹ جائے۔

نووازشات کا سبب:

یہاں یہ خیال کرنا بھی ضروری ہے کہ ہم پر اتنی نوازشات کا سبب کیا ہے؟ کیا ہماری کوئی ذاتی خصوصیت ہے کیا ہمارہ سے کوئی ایسا خاص طلاق ہے جو بھلی قوموں کا نہیں تھا؟ جواب یہ ہے کہ یہاں تینیں بے سب اور یہ تو ارشیں باوجودیں لیکن ان کی طاقت ہماری ذاتی خصوصیت ہے تو کوئی خاص تعلق۔ یہ تو لذتی قوموں سے وقت اور وقت میں بہت کم ہیں۔ ان معاشروں کا سب اور ان تو ارشوں کی وہ صرف اور صرف ایک ہے اور وہ ہیں گھر رسول اللہ ﷺ۔ آسان کشاور اور سبب دین عطا کرنا آپ کا اعزاز آپ کی بھکریم آپ کی شاطرداری اور آپ سے محبت کا انتہا ہے۔

رحمہ للعالمین

اللہ جو رحمٰن و رحیم ہے۔ بے پایاں رحمت کا ماک ہے کوئی ایک روایت سے سختی نہیں اپنے پارے، یہیک بہر، غاصب دام، عالم، علیل و حنفی، فقیر، انس و جن، حور و ملک، زمین و قلک، طیروں و حوش سب اسی کے خوان بخدا سے لطف امروز ہو رہے ہیں۔ ہر ایک میں اس رحمت کا عکس اور سب اسی ہمربانی کا پرتو ہے۔ وہی تو ہے جس نے دلوں میں ہامی الفت یہاں کی۔ ماں میں متاثر ہی۔ باپ میں شفقت رکھی۔ جیونوں کی محبت اور جانوروں کی وقارواری اسی رحمت کی کرشمہ سازی ہے۔ وہی ایک ہے جو ہر ایک سے رحمت و کرم کا برہنہ کرتا ہے اور کسی پر ادھوری ہمربانی نہیں کرتا۔

عینی مریت، رحمہ للعالمین پر کمال ہمربانی فرمائی۔ آپ پر اللہ کی نوازشات مذکون ہیں فویقِ نوائی کا صداق ہیں۔ تبہ بر تبہ آپ کے کثیر حیاں کیلئے خیر، الخلاطہ کافی ہو جاتا ہے۔ الخ تجک دامتی کا ٹھوہر کرتی ہے۔ یہاں تک کہ لفظ کمال پر تقدیم کافی ہے۔ قرآن میں آپ کے اوصاف کا جو تصور ملتا ہے گفت و لوثت اسے مدد و کردیتے ہیں۔ احساس کے اس سے اسے حسوس ہی کیا جاسکتا ہے۔ خیالات کے سندھر میں اور اک کمال کی پھر کر انھی ہیں اور الخلاطہ کے سارے اوصاف کے سکھا کر یا بہر ہو جاتی ہیں۔ یہ کمال اسلام اور کوئی ادب کے مضمود پڑھنے سرداہ، ان کے کفرے ہوتے ہیں کہیں اسی شیخی محاسن سے وہ لفظ منسوب نہ جو اسکی شان سے فروٹ ہوں۔ احساس کی ذات پر مجاہی کے ان گفت و لوثت ٹھوہر نے پھر میتے ہیں۔ یہاں کی درمیانی آڑے آٹی ہے۔ اور مکمل کے لئے اپنی نظر کلام کا مناسب بیان نہیں ملتا کہ کہیں یا اچھا راست بھوی اوصاف کو سزاوار ہو۔ حضور علیہ السلام کا رجوع للعالمین ہوئا اُنیں مکالات میں سے ایک عالی شان کمال ہے۔ اللہ

نے آپ پر رحمت کے مولیٰ لائے۔ آپ پر ساری مہربانی اور بیکر رحمت و رحمت بنا دیا۔ آپ پر ازالیہ رحمتوں کی چھالا اور ابدی مہربانیوں کا سایہ رکھا۔ رحمت کا مظہر اتم اور منانی تو ارشادوں کا مورد بنا دیا۔ آپ کی فخرت میں رحم و کرم کی بہبک و رحیمی اور سرشت کو جو دوستکاری بجا دیا۔ آپ کی ذات میں رحمت سورج میں روشنی اور شدید میں مخاکس کی طرح گوندگی۔ ول کا گداز آپ کے وجود اطہر میں ہوئے گل در بر گل کی طرح بسادی۔

جن فخرتوں اور بے بہارست کے اخراج نے آپ کو وہ پیش مصانی بنا دیا جس سے رشد و پہنچت، لطف و کرم، فضل و احسان، دادو دائل، بندو پروری اور زردو بازی کے سوتے پھوٹنے اور عالمین کو سیراب کرتے ہیں۔ آپ کی رحمت ابر بہار بن کے برس ریتی ہیں۔ گھاپ کی طرح بکل کر خوشبوی کی مانند گھل ریتی ہیں۔ مہر گھنی اور ذکر طرح چک رہی ایں جتنا انکا نصیب نہیں۔ زوال الکا مقدر نہیں۔ غروب اُنکی قسمت نہیں۔

ذکر رحمت:

آپ پر لطف و کرم ہم کو تکریت ہوئے فریلی۔

وَنَا مِنْ أَنْتَ لَكَ الْأَرْحَمُنَةُ اور جو ہم نے بجا سرمیا کیے ہیں جہاں

لِلْعَالَمِينَ کے لوگوں پر (النہجہ۔ ۷۶)

پیغمبیر فصل اس آیت میں رسول کا ذکر ہے۔ رسالت کا یاد ہے۔ بھیجتے والے کا ذکر ہے۔ جملی طرف بھجا گیا اپنے الکا انتہا ہے۔ ان چاروں کے اضافتیے کے عموم احوال کا فائدہ اس پر متراد ہے۔ جملی طرف بھجا اکا احاطہ کرتی ہے۔ اکھیں حصہ کی خوبیت ہے۔ تقطیم کیلئے رحمت بکر و بڑی کیا گی۔

اذلا مقتضی لا بدار الشکر فی کیمک اس ہم تکریت ہجی دینے کا مقدمہ تھیم کے
هذا المقام غیر ارادۃ النعوظم سوا کچھیں (ان جا شور۔ ۱۰)

پس یہ آیت محمد ﷺ کی بحث اور تمام شریعتوں پر اُنکی عنویں اور دوادی خوبی کے لاملا جائے ایک جائیں
و صرف پر مشتمل ہے۔ اور وہ آپ کا ترتیب للعالیین ہوتا ہے۔

علمیں سے کچھ مطریں نے مومنین مراد لئے۔ کچھ نے جن و افس اور کچھ نے فرشتوں کو بھی خمار کیا۔ علامہ آؤ عالیہ عالیہ عالیہ کی تحریر میں فرماتے ہیں۔

وقبل المراد بالعالمین جمیع الخلق فان اور کیا عالیہ عالیہ عالیہ سے مراد تمام تقویٰ ہے جو بلک العالم ماسوی اللہ تعالیٰ وصفاتہ جل شانہ اللہ تعالیٰ اور اسی صفات کے سوابہ جیسے عالم ہے تجویی حالت سے یہاں رحمت مقول رہے۔ یا حال ہے۔ اسکا فاعل خود خدا ہے یا صحتی ہے۔
حمدہ رکھ کر اور حال ہونا مالک کی دلیل ہے۔
الطباب میں این عادل فرماتے ہیں۔

یہ جوزان یعنی سرحد مفعولاً چاہئے کہ رحمت کا ملتوی ہونا مقول رہوئے
لہ ای لاحل الرحمۃ ویہ جوزان کیلئے بھیجتی ہے کہ رحمت کرتے کیلئے بھیجا اور یہ
یعنی سبب علی الحال مبالغہ فی بھی چاہئے کہ صبب مبالغے کے طور پر حال کے
ان جعلہ نفس الرحمۃ۔ لے ہو اپنے ساری رحمت میں کیجیا (النہجہ۔ ۷۶)

ہر چار سورتوں میں مندرجہ میں مخالف احادیث ہوتے ہیں

۱۔ رحمت للعالیین ﷺ سارے جہاں کے لئے اللہ کی رحمت کا سبب ہیں۔

۲۔ انسان کی بھروسہ فرمایا کہ اپنے سارے جہاں پر رحمہ ماریں۔

۳۔ کاف سے حال ہو تو مفهم ہے آپ کو ساری رحمت بنا کر بھجا۔

۴۔ نون سے حال تو نہیں ہے آپ کو بھجا اماری رحمت ہے۔

نیداد و مرضیں کے کاف سے حال رہا ہے۔ اور آپ کی شان بھی ملابس بھی ہیں۔

صورت میں بھی مخالف ہی کے اور کوئی بحث اور اسی میں اثر رہے ہیں۔ کیونکہ حقیقتہ عالیہ و اولاد

نی ہے۔ اصل رحمت اسی کی ہے۔ آپ کو ساری رحمت بنا اور بھجا امال کا اسی کی طرف منصب ہوتا

ہے۔ صرف رحمت ہونا خوب سبب رحمت ہونے کا تاثرا کرتا ہے۔ اس لئے آپ رحمت کا بکر اور

اللہ سرمیا کا سبب ہیں۔

رحمت کیا ہے؟

علمین کے لئے سرپارام ہوتے میں آپ کی شانیں کیا ہیں۔ اس پر نکلو سے پہلے رحمت کی وضاحت ضروری ہے۔

رحمت فضل و احسان، جو دعطاً بشفقت و محبت، لفظ رسانی اور بندہ پروری کا وہ آئینہ ہے جس کی مسودوں کے گداز سے ہوتی ہے۔ اب ان عادوں کیتے ہیں

واسم الرحمة موضع الفي المقدمة رحمت اسم ہے جو رحمات میں دل کے گداز

العربۃ لرفة الخاطر و انتعلمه او افس کے میلان کیلئے وضع کیا گیا (سر)

گداز قلبی کا تجہیز اور دردی، خدا تری، لطف و احسان، خیر و بھلائی پہنچانے اور درود و تقصیان دور کرنے کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔

بعض علماء کے نزدیک رحمت صرف بھلاکرنے اور تقصیان سے بچانے کا نام ہے کیونکہ انسان
قدید فوج الشر عن لابق عليه و سمجھی ایسے غصے سے ٹرکوو رکتا اور ایسے کوئی بچانا
بوصل الحیر الی من لا برق عليه ہے جسکے لئے اسکے دل میں زندگی نہیں ہوتی
(ابن حجر العسقلانی - ترمذ)

امام رازی فرماتے ہیں۔

ان الرحمة عبارۃ عن التخلیص من نوع الادات رحمت گفت آفات سے بچانے اور ضرورت

و عن ایصال الخبرات الى اصحاب الحاجات مسودوں کو خیر بچانے کا نام ہے (فاتح)

جب یہ جامع اوضاعہ ہو تو ای کا نام رحمت و احسان ہے۔ اپنے بندوں پر اللہ کی تمام تر رحمت انعام و
احسان اتنی ہے۔ کیونکہ ایک ذات عالی رحمت گفتی سے باک ہے۔

ای کو امام مادردی نے فرمایا۔

والرحمة هي النعمة على المحتاج محتاج پر رحمت ہی نعمت ہے (کیمیر اور دی - ۲۴)

اس بحث کا خلاصہ ایسا کام کے الفاظ میں یہ اس ہے۔

مرتبی میں رحمت موافق کی ایک رحمت اور زندگی کو کہتے ہیں جس سے کسی دوسرا ہتھ

محمد القرآن کے آئینے میں

کے لئے احسان و شفقت کا ارادہ جو شیخ میں آجائے۔ اسی رحمت میں محبت و شفقت،

فضل، احسان سب کا شفیعہ و دل ہے۔ اور (رحمت) بخوبی، الملف اور فضل سے

زیادہ سچ اور طاہری ہے۔ (ترجان ان القرآن - ۲۴۷)

اب اس رحمت کی پلٹوں اور کلائیں ملائیں فرمائیں جو اشترے رحمت دو عالم (الحمد لله) و مطافر میں۔

۱۔ وسیع الرحمة:

حضرت علیہ السلام ایضاً و اسلام ایضاً وسیع رحمت کے ماں ہیں۔ آپ کی رحمت تمام زمانوں کو محیط اور

علمین کا احاطہ کرتی ہے۔ اس کے سامنے مومن و کافر، اُن و جن جمادات و جمادات سے بڑھ کر

اعراض و صفات تک پہنچی ہوئے ہیں۔ کیونکہ آپ علمین کے لئے رحمت ہیں وہاں اللہ کی ذات و

صفات کے لاماؤہ برثے علمین میں داخل ہے۔ آپ وہ ایک طور پر وسیع الرحمة ہوئے

کیسا تھوڑا علمین پر اللہ کی وسیع رحمتوں کا سبب ہی ہے۔ کیونکہ آپ مخصوصاً کائنات ہیں۔ اس

چنان کی تلقین علی آپ کی خاطر ہوتی۔ ہر طبق قول پر اللہ کی رحمتوں کا جو بہن برس رہے۔ ہر آن

اُنکی عیارات کا جو مسئلہ چاری ہے۔ آپ کی ذات فخر و موجودات اور تمام مرادیات و مدد و مدد

ہے۔ آپ کی سر برانی بے بہار رحمت بے پناہ ہے۔ اور رحمت کا تکرہ کرتے ہوئے علامہ شیرازی

خاتم ایں فرماتے ہیں۔

رحمت العالمین کا مطلع فضل، اس تدریجی رحمت کے کو خود رحمت میں مستقیمہ و مراتب پا جائے سکو گی کسی

کسی درجے میں سے اپنی رحمت کا حصہ فتحی جائے ہے۔ (تیری ۵۶ - ۷۷)

رحمت ایں عیاض فرماتے ہیں۔

وہ عام فی حق من اعن موسیٰ او فی حرمون (دوخون) کے لئے میں

ومن لم يو من رحمت عام ہے۔ (یونی - الایقا - ۲۰)

مدرس اسی میں جو فرماتے ہیں

قال بعض الکتاب و ما ارسلنا لہ پنج بزرگوں نے ارشاد فرمایا ہے۔ اور اے محمد

رحمۃ مطلقة تامة کاملۃ عامة شاملۃ آپ کو علمین کے لئے ایک رحمت بنا کر بیجا جو

جامعہ محبطہ بجمعیت المقدسات ملٹک ہے تام ہے کامل ہے عام ہے شال ہے من الرسمۃ الغوبیۃ والشهادۃ العلمیۃ جامع ہے۔ میزجمی رحمت علی ہمی و یوں ہمودی والعنینہ والو جودیۃ والشهودیۃ و سابق الاقیشہاد اور اسکے ملاوجہ تمام تقدیمات السالیہ واللاحقة وغیرہ ذلك للعلمین کا حاطل کرنے والی ہے (افتخار۔ ۲۷۶)

آپ کی رحمت عام ہی ہے غاصب ہی ہے۔ اس آیت میں عموم رحمت کا تمکرہ ہے۔ اور بالموسن روق رحیم میں خصوصی رحمت کا بیان ہے۔ عام رحمت رب کے لئے ہے اور خاص رحمت موسنوں کے لئے ہے۔ امام رازی فرماتے ہیں آپ دین و دینا میں رحمت ہیں اور کیوں نہ ہوں آپ کی رحمت نے ہر گوئے کو ہمکایا اور ہر قدرے کو نور کیا اور تمام عالم پر برداشت یا با واسطہ اپنا اثر لا۔ آپ کی رحمت میں دعوت کیوں نہ ہو کر جس نے آپ کی رحمت کا سرپا دیا اس کی محیر ہائیں کافی کتاب انہیں۔ حدیث میں آتا ہے

ان لله ما تأبه رحمة وانها انزل منها ينبع الحشيشي سودانيت میں ایک ذمیں و حملواحدۃ الى الارض فقسمها پاہاری اور حلقیوش ایسیں ہیں۔ یعنی ان کے ہاتھیں اپنی حلقة فہریہ بتھاعظون وہما میلان و رام کا سبب ہے۔ اور ننے رحمت اپنی

پڑا حمن و اخر تعساوتعین ذات کیلئے ذخیرہ کیں روز قیامت جن کے ساتھ لنفسہ پر حرم بھا صاحبہ يوم القيمة۔ یعنی دن پر فرمائے گا۔ (ایضاً بودی۔ حسی) اس ذات پر قربان چاؤں جس نے ہمارے حضور ﷺ کو ان سورتوں کا جامع بنا دیا۔ آن عالم دیا کی ایک رحمت کا سبب آپ ہیں تو کل عالم آخرت میں نامنے رحمتوں کا احاطہ کیجیے آپ کی مبارک ذات ہو گی۔ اس سے بزرگتر اور کیا ہو سکتا ہے کہ تحقیق کوچک کوچک رہا ہے وہ اس رحمت للعابین کا صدقہ ہے۔

۲۔ عظیم الرحمة:

یہ رحمت رحمت عظیم رحمت کی دلیل ہی ہے آپ کی رحمت حقیر یا حسکی نہیں۔ آپ کی عطا میں حقیقی اور عارضی نہیں۔ رحمتوں کی یہ برہات اور جوہری اور عاقیل نہیں۔ یہ رحمت جعلیں ہیں اور عطا کیں

وائیں۔ سمجھیاں مسلسل ہیں۔ کرم کا یہ میکل کر برہ رہا ہے۔ اور تابد برہ سار ہے گا۔ عظمت شان و شوکت کو کہتے ہیں جو اوروں سے زیادہ ہو۔ عربی میں اسے ظیم القوم کہا جاتا ہے جو لوگوں کے معاملات کا مالک ہو۔ کوئی ایسکے مقابلہ کا اور اور کسی کو اس کے حرم سے رہاتی کی جاں ہو۔ اسے سامنے رکھ کر جیسا کیا ہے تو معلوم ہو گا آپ کی رحمت بلند رتبہ اور ذیثان ہے اور اسکی عظمت اس کے آثار سے معلوم ہی جا سکتی ہے۔ رحمت کی نایت انعام و احسان ہے۔ اس سے باتاں پڑے چلتا ہے۔ مخلوق خدا پر آپ ﷺ کے واسانات ہیں جن سکھ پڑھنا تو درکار کوئی ان کے گرد بھی نہیں پا سکتا۔ ہر احسان کا مل اور ایک درمرے سے بڑھا ہے۔ جس جذبے سے ان کی نبوہ ہے اس کے وفر کا کیا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ اس لئے اللہ نے آپ کے سوکی نبی کو ولی الاطلاق رحمت نہیں کہا۔ اسی عادوں کو زبردست ہیں

ولهذا خص الله محمد اصلی الله اور ایسے اس صورت میں اللہ نے محمد رسول اللہ علیہ وسلم فی هذه السورة بوصف علیہ وسلم کو رحمت سے موصوف کیا۔ اور آپ کے سوا الرحمة ولم يصف به غيره من الانبياء کسی نبی کو رحمت کیا کہا (النحواء۔ ۱۰)

۳۔ اول المخلوقات:

عموم رحمت کی بنا اس تفہیم پر ہے جو طاماً آلوئی کے حوالے سے گذشت صفات میں ذکر کی گئی۔ اس تفہیم پر عموم رحمت اسی بات کی دلیل ہی ہے کہ توکو، کاتمات محمد ﷺ کی تحقیق قائم طبق سے پہلے ہوئی۔ ازاں میں جب خدا کی ذات و صفات کے سوا کوئی نقاد عرش شرکی شروع و قلم قوانین نے سب سے پہلے آپ کو تحقیق فرمایا۔ لیکن اس تحقیق کا کم و بیک بیان کرنا کہ صورت گری سے پہلے مادہ تحقیق کیا جاتا ہے۔ وہ آپ و خاتم ہو یا تو ری و راری و راری۔ انتہی الاطلاقت کی بنا پر اسے تو رکھ جائے۔ تب بھی یوں نہیں کہا جا سکتا کہ آپ سے پہلے آپ کو تحقیق ہوا۔ اگر اس کی تحقیق مقدم احوال لازم ہے آپ ﷺ میں معرفاً و مادہ تحقیق مقدم ہے۔ حالانکہ تحقیق کی صورت میں آپ ان افراد کے لئے رحمت نہیں ہو سکتے جو تقدیم ہیں یا ان کے لئے ملی الاطلاق رحمت نہیں ہو سکتے اس تکلیف کے مادے، بیعت، مقام، مظلوم صورت کے بارے میں کچھ بھی یا ان کرنا

مکن نہیں اسی کو مولانا حافظ نے تو تو فیلے بیان فرمایا۔

سب سے پہلے شیخ کے نوار سے غسل و رے گرد بیا گیا
پھر اسی غسل سے مامکر رہی بزم کوں دکان کو جایا گیا
اس صورت میں عالمین کے لئے رحمت ہوئے کام مطلب علماء اسلامی تے بیوں بیان کیا ہے۔
و کونہ صلی اللہ علیہ وسلم رحمۃ
اور اپ سلی اللہ علیہ وسلم کا سب کے لئے رحمت
ہو یا اس احترام سے کہ اپ تمام ملکات کے
للحجیع باعث ائمہ علیہ الصلوٰۃ و
السلام واسطہ الغیش الالہی علی
لئے اگی قابلیت کے حاب سے اللہ کے قبیل کا
مسکنات علی حسب الفوایل
واسطہ ہیں اور اسی لئے آپ کا نور تمام تھوڑات
میں اول ہے (آئی۔ المختصر ۱۷)

ولماکان نورہ ﷺ اول السحلوقات
اور اس غسل کا سب سے پہلا اٹھکن کا وجد ہے۔ اس لئے کہنا جائے اگر آپ ﷺ نہ ہوتے تو
کام کات کو وجود نہ ہتے۔ آپ ﷺ عالمین کا قطب بھور اور مرکز ہیں۔ آپ ﷺ میں جو بوداں کا
ظلام صور کا واسطہ اور حصہ ہیں۔ آپ کی ذات عالی کو دریان سے گردناہی جائے تو عمیم گھنی اور
یتیقی کے سوا کچھ بھی نہیں۔

۴۔ افضل المخلوقات:

عموم رحمت آپ ﷺ کے افضل ہوئی میں بھی ہے۔ جب سب کو غسل الالہی آپ ﷺ کے واسطے
سے بھی رہا ہے۔ برک و ناکس آپ کی رحمتوں سے بھر و بورہ ہے تو لازم آیا آپ ہی تمام
تھوڑات سے افضل ہوں۔ اپنے انعامات کی تھیم کے لئے الشے نے آپ ﷺ کو واسطہ اور رحمتوں
کے نزول کے لئے آپ کو سب بیانیں۔ یہ اختاب اس بات کی دفعہ میں ہے کہ آپ ہر گلوق، تمام
انجیاء، ملائک، عرش کری لوں و قلم، کعبہ اور رحمت سے افضل ہیں۔

و من كان رحمت للعالمين لزم اوج عالمين كيئے رحمت ہے تو لازم ہے کہ
ان يكون غضل من كل العالمين تمام عالمين سے افضل ہو۔ (الإنجية۔ ۲۰)

۵۔ رحمت آپکی جبلت ہے:

پہلے ہتھا چکا ہے رحمت سمجھ متصوب حاصل ہے مال ہے۔ پھر رحمت کو مصدرہ کر کیا جو رحمت
میں مبانیت کو ظاہر کرتا ہے۔ آپ سر اپا رحمت ہیں۔ آپ میں رحمت کے سوا کچھ بھی۔ عقل،
عادت اور طرفت نادی میں تھیج ہو سکتا ہے۔ ذات، فطرت اور جبلت میں تھیج ہیں ہو سکتی۔ آپ
سر اپا رحمت، سر اپا الفت احسان اور حجہم رحم و کرم ہیں۔ یہ وہ صفت ملکن ہے جو کی حال
میں بھی آپ ﷺ سے بد اور ملک نہیں ہو سکتی۔ این عاشر اس آیت کی تحریر میں کیا خوب کہتے
ہیں۔

فَهِيَ إِيمَادُ لَطِيفِ الْأَنْدَادِ إِذَا هُوَ رَسُولُ رَحْمَةٍ
بِالرَّحْمَةِ وَالْحَصْرِ فِيهَا مِنَ الْمَعْلُومِ إِنْ سَمِعَهُ أَرْبَكُنْ
عَوْنَانِ الرَّسُولِيَّةِ مِلَازِمٌ لَهُ فِي مَا تَحْوِلُهُ
فَصَارَ جَوْدُ رَحْمَةِ وَسَافِرُ الْأَكْوَانِ كَيْلَيْنَ لَازِمٌ
رَحْمَةً وَوَقْوَعَ الْوَصْفِ مُصَدِّرًا بِيَقِيدٍ
الْأَكْلَامَ وَالْعَالَمَ رَحْمَتُهُوَيْنِ اَوْرَصَتُهُ
السَّالِفَةِ فِي هَذَا الْإِتَّحَادِ بِيَعِيشِ تَكُونُ
مُصَدِّرَةً كَرَّكَارًا إِنْ تَحْمَدْنَ مَبَالِغَكُوكَارَكَارَتَهُ
الرَّحْمَةِ صَفَةٌ مُتَمَكِّنَةٌ مِنْ أَرْسَالِهِ
وَوَرَجِيْ جَاهَشَنَيْ فَرِيْمَا

فَيَسَارَتْ خَيْرَتُ مِنْ الْبَلِيْكَ لَهُمْ سُوكِيْلُوْلُكِيْ رَحْمَتُهِيْ ہے جو آپ ان کو زمِیلِ گے
اے لقی کر کے ان عاشور فرماتے ہیں
ای بر حسنة بخطبك علیها و نظرك یعنی رحمت کا آپ کی خلقت ہاڈیا اور آپ کی نظر
بها فکت لہم لینا (النیایہ۔ ۱۰) اس کے ساتھ استواری جو آپ ان کیلے زم ہو گے
فرعون یہی بات کی کہ پاس موی طیلِ الاسلام کو ججا توہہ ایت یہ وی
فرولا کہ تو لا کیا دنوں اس کے ساتھ زندگی سے بات کرنا
کافروں، منافقوں کے ہار سے میں آپ کو حمد دیا۔ واغلظ علیہم۔ اور ان پر حقیقی کہتے۔

حضرت کاظل اور زمیں پر بھی ہوئی تھی اللہ اور وہن کو فرماتا ہے قتل کرو اور آپ کو فرماتے ہے کتنی کرو تو سیر جانی تحریم۔ (۹)

۱۔ آپ کا ہر خلق رحمت ہے :

ای سے معلوم ہوتا ہے آپ کو ہر خلق رحمت ہے۔ آپ کی ہرشان میں رحمت کا رنگ ہے بلکہ تمام الوان اور کوئی رحمت نہیں۔ ان عاشور محمد بن خارا قصیٰ کے حوالے سے فرماتے ہیں زین اللہ محمد اصلی اللہ علیہ وسلم اللہ غسلی اللہ علیہ وسلم کو رحمت کی شان برینہ الرحمۃ فکان کونہ رحمة و سے مزین کیا۔ پس آپ کا درجہ آپ کے جمیع شمائہ رحمة و صفاتہ رحمة اخوال اور آپ کی تمام عادات و مختارات کو حق على الخلق سے۔ محمد اصلی اللہ علیہ وسلم فطر على خلق الرحمة فی معاملات کے تمام احوال میں آپ کو فلان جمیع احوال معاشرہ اللامد رحمت پر پیدا کیا گیا۔ (التجاء: ۲۰)

غلظ ایک چینہ اور بھائی ہوتے ہے صادر شدہ اعمال اس کی دلیل ہیں۔ پیر لیکوہ و عادات کے زمرہ میں شامل ہوں۔ خواہ محمد ہوں خواہ دردی برے ہوں یا اقتے۔ انسان کے تمام اغلاق پر اس کی جلت اور طبیعت اولیٰ کی کوئی چیز ہوئی ہے۔ سب اسی سے ناشی ہوتے ہیں اور یہ معلوم ہے کہ جلت میں تبدیلی ممکن نہیں۔ یہ کام کوئی حلی میں بدلنا ہے۔ ہاں ارادہ و مقاومت سے خالق طبیعت عادت کو فطرت ناٹی ہے یا جا سکتا ہے مگن جہاں موجود تھا ہے جلت فطرت ناٹی کو دکھانی تھی ہے۔ یہ زمرہ و کام شابد ہے۔ گواہی جلات پر کہا ہو الاد و ہے جس سے ہادت کی سیاہی حلکی ہے۔ اور اگر اخلاق مخالف فطرت ہوں تو چون خوب اجنب رحمت ہی آپ کی فطرت اور جلات ہے تو آپ کا ہر خلق اسی سے ناشی ہوگا ہر خلق میں اسی کا دنگ ہے۔ مگر رحمت چونکہ خطفی ہے لہذا اس سے صادر شدہ اعمال کی سرسری بخوبی ہوں گے۔ اس پر مزید کلام (۵۔۵) کے سن میں ہوگا۔ انشا اللہ

رحمت کا تھا خضل اور حسان ہے۔ عطا کرنے والی احسان نہیں میں کہ را اور رونکا گئی احسان ہوتا ہے۔ دلوں میں کہ تھا ہوں تو رحمت ہیں اور تینی آپ کی عطا و منفی حق کے ساتھی ہے۔ آپ نے اللہ کیلئے دی اور اللہ کیلئے دی روکا۔ حدیث میں ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے زندگی بھروسات کے لئے کسی سے اتفاق نہیں۔ پڑھاتا کی بلکہ فرماتا ہے۔

ابرار جمل من امنی سببے سببے فی میں بھی آدم کی اولاد میں سے ہوں انہی کی طرح ہے غضبی او لعنه لعنة ناما الارجل بھی فرماتا ہے۔ اس حال میں اپنی امت کے کسی من ولد ادم الغضب کما یعضون فرقوہ بکار کی اعتماد طامت کی اوقیان میں کے ان واس و اسما بعثتی رحمة للعاملین کے لئے رحمت بادی جائے گی۔ کیونکہ بھائی اش نے فاجعلهم اصلة علیہ یوم القیمة رحمت للعاملین بکار کیجھا ہے (ان کلر۔ الایجاد: ۷۱)

یہ بات اپنی تجھے کی حالت میں بھی ضرور کی مارک زبان پر گلماں تھی ہی باری ہوتے ہیں۔ لہذا آپ ہی جنگ و میس اور حرب و محوتوں کی رحمت ہیں۔ بات یہ ہے کہی تھوڑے فائدے سے روک کر کریفاً فکر کریفاً چاہیا جاتا ہے۔ بھی تھوڑے انسان بڑے انسان سے چھاتا ہے۔ اور بھی ایک کا ضرر باقیوں کے لئے کامیاب ہوتا ہے۔ یہ سب رحمت ہے۔

۷۔ بقانی جہاں :

رحمت عالم ہے۔ جو دو کائنات کا سبب بھی ہیں اور بھائے جہاں کا ذریعہ بھی۔ مخفی مخوبیتی صاحب فرماتے ہیں۔

رسول ﷺ کا ان سب بیچوں کیلئے رحمت ہو ہاں طرح ہے۔ کہ تمام کائنات کی تھی روح اللہ کا ذریعہ اس کی عیادت ہے۔ بھی وجہ ہے کہ جس وقت زمین سے یہ روح لکھ جائے گی اور زمین کو کوئی الشاش کیتے والا نہ ہے گا تو ان سب بیچوں کی رحمت بھی قیامت آجائے گی۔ جب ذکر اللہ مبارکہ کائنات کا سب بیچوں کی روشن دنیا معلوم ہوگی تو رسول اللہ ﷺ کا کائنات کا سب بیچوں کیلئے رحمت ہو گا خود و ہماروں کو گیا۔ کیونکہ اس نیا میں قیامت تک کہ کائنات کا سب بیچوں کیلئے رحمت ہو گا خود و ہماروں کو گیا۔ (مکار الفرقان۔ الایجاد: ۷۱)

۱۰- دوسروں کی مشقت پر رنجیدگی و تکانی:

رجست کے دو پہلو اور دروڑ پلے معلوم ہو چکے ہیں۔ لتصان سے بچا اور فنا کہہ بچپنا۔ آپ (۵۷) سراپا رحمت میں کرتھریت لائے تا کر عالمیں کو لتصان سے بچائیں اور فنا کہہ بچپنا کیں۔ لتصان پر باز لکھا ایک درسی کی بھالی ہے اور خیر کے دروازے مجھ کھول دیا وہ ہری تحریخ خودی ہے۔ دلوں رحمت کی شامیں ہیں۔ ضرر، تکلیف اور لتصان سے بچائے کیلئے دردول ضروری ہے۔ خیر، بھالی اور اونٹ بچائے کیلئے اپنیست ضروری ہے۔ جس کیلئے دل میں گلوہن اور باطن میں اپنیست نہیں اس سے مجبوری کے سوا۔ مجھی بھالی نہیں کی جاسکی۔ قرآن آپ کی یہ شان یعنی بیان کرتا ہے۔

لقد خاتمَ زُشُولُ مِنْ أَقْطِيلِكُمْ آیا ہے تمہارے پاس رسول تم کا۔ بھاری ہے اس پر جو غریبِ خلیلہ ما علیْهِ خَرِیصٌ غَلِیلُکُمْ اکٹیلے ہیں۔ پیچی۔ حریص ہیں جو اس سے تمہاری بھالی ہے۔ ایمان پاٹکوئیں دوڑت رُحِیْمٌ داؤں پر نہایت دلکش اور میرے ان ہے (النیجہ۔ ۲۶)۔

اس آیت میں اللہ اپنے محبوب رسول کی درجِ ذیل صفات بیان کی ہیں۔

(۱) آپ رسول ہیں۔ (۲) مظلوم والے ہیں۔ (۳) بشر ہیں۔ (۴) عرب ہیں۔ (۵) ماں اسے بھیں۔ (۶) خاتم طیبین کی مشقت آپ کو رنجیدہ خاطر کرتی ہے۔ (۷) ان کے ایمان پر حریص ہیں۔ (۸) ایمان اداوں پر شفیق ہیں۔ (۹) مولویں پر میرے ان ہیں۔ آخری چار صفات زیر بحث عنوان سے متعلق ہیں۔ جن میں سے ۸، ۹، ۱۰ علیہ گنگلہ ہوں گے۔ غریبِ خلیلہ ما علیْہِ خَرِیصٌ۔ بھاری ہے اس پر تکلیف جھیں پہنچی۔

مشقت کو کہتے ہیں۔ مفسرین اتفاقی فرماتے ہیں۔

والعنت لحقیق الاذی الذی یضيق عصت نام ہے ایک تکلیف دو چیز ہیں کا جو سیند کو بگلے اصدارہ ولا یهدی للسحرج مدد کر دے اور اس سے لفڑی را دوئی (النیجہ۔ ۲۷)۔ تمہاری ایک ضرر رسان اور مذابت ہاں کا کمال رسول پر گرسا ہے۔ اور اتنی بھاری ہے کہ اس سے آپ (۱۰) کا سیند مبارک گھٹ جاتا ہے۔ اخلاق کا کمال، مشقت کی اچتا اور میر باتی کا ڈور کتنا

۸- اللہ کا انعام :

نوت انکش اور دلخیلہ ہے اور ہر دو چیز جس سے دنیا اور آخرت کی زندگی خوبگوار ہو جاتا معاشرے میں تو نوت ہے۔ عالمیں کیلئے اللہ کی سب سے بڑی رحمت کا نام محروم ہے۔ آپ (۱۱) بذات خود رحمت اور تکلیق پر اللہ کی نوت ہیں۔ تکلیق پر اللہ کی جو میر باتی اس کا العام ہے۔ کیونکہ رحمت ورق القلب کا نام ہے۔ جس کا تقدیماً افضل اور احسان ہے۔ دل کے گذاز سے اللہ کی ذات پا کی ہے کیونکہ یہ تکلیق کی مشقت ہے لہذا اصرف فضل و احسان باقی رہ گیا۔ ای طرف خود آپ نے اشارہ فرمایا۔ انار حمہ مہدہ۔ میں سر رحمت ہوں جو جسمی حقیقت کے طور پر دی گئی۔ (تویی۔ الماجن۔ ۲۷)

یعنی اللہ کی نوت ہوں جو بلا غرض تمہاری خوشی کیلئے امارتی ہی۔ سلام اور دردی کیجئے ہیں۔

قال اللہ تعالیٰ و ما ارسلت الا اشتعالی لفڑیا اور جسمی بچا ہم نے آپ کو گر رحمة للمعلمین يعني نعمۃ علمیہ عالمیں کے لئے رحمت بھی ان پر نوت ہے (کر) (تقوی)

۹- پیکر محبت و مشقت :

محمد ﷺ کا تکلیف سند ہیں۔ جس کے ہر چون موسرے رحمت کی شامیں پہنچتی ہوں اور ہر روز اپنے سے رحمت کے رنگ بھگاتے ہوں وہ کیسے مہر و فاقہ کے ساتھی میں خلا اہانت ہو گا۔ آپ محبت کا بیکر ہیں۔ الفت کا بیکام ہیں۔ محبتیں بانٹتے والے ہیں۔ اپنی بے کنار رحمت کی وجہ سے ساری تکلیق کے ساتھ محبت رکھتے ہیں۔ معاف کرنا، بدلنے لیتا، مدرسون کے فغم میں اللہ کے حضور رونا، حق سے اعراض پر مترکن کا در در کننا ک انش اللہ خود آپ کو تسلیاں دے یہ سب محبت کی کرنے والے ہیں۔ محبت رحمت کی ایک شاخ ہے۔ رحمت اصل ہے جس سے محبت کے ساتھ راصح مشقت کی ہمایہ پیدا ہوئی ہے۔ میساں جو اپنے دین کو دین محبت کیجئے جیسے شاید نہیں چاہتے صرف محبت کی اور نقش ہے۔ کیونکہ محبت عطا اور قیل امر کو جاتی ہے۔ جبکہ رحمت شر ازالہ ضرور اور لتصان دوڑ کرنے کا تقدیماً بھی کرتی ہے۔ جیسے میں کا تحدی ادارے کی طرف پر میں تو محبت کا تقدیماً ہے باپ خواہ کا تقدیماً رکھ دے۔ اور رحمت کا تقدیماً ہے تا تھیں ہوتے ہیں جیسے۔

ہے۔ تکلیف بخیر کی ہے اور حق آپ کو ہوتا ہے۔ تمہاری مشقت تمہارا خیر ہے جو رسول رحمت کو برداشت نہیں کیا۔ میں رحمت کی تھا کون ماپ سکتا ہے جو جو بڑے پیچے ہیں ہم میر کا صدق ہے۔ ہاتھ دے میران رسول جو رسول کے فغم میں ہے حال ہوتا ہے۔ عالمی رسول کا یہ چند یہ رحمت کی گی عالمی ہے۔ ذات پاٹ کے خود، حب نسب کے خود، اور قبیلہ کی میں آلاتوں سے پاک ہے۔ آپ کی بے غرضی و بے قیسی کی دلیل ہے۔ یہ سے سے جس نقصان کا تصور کیا جاسکتا ہے وہ آخرت کا نذرا اور نقض ہے۔ اس سے زیادہ فتنہ کون ہو سکتا ہے جو عالمیں کو ابتدی نقصان سے بچانے کی میں کرے۔

یہاں مصدر صرف حجع کے بجائے — مصدر یا لاکر فعل پر اصل کیا جس سے مضمون ہو گیا کہ وہ مشقت گران ہے جو لائق ہو گئی ہے۔ تجھر آتے۔ حق لائے۔ چاہیے قائم حق کی میمت اختیار کرتے۔ اس کے برعکس باطل کی رفاقت پسند کی۔ تجھر حق پر ثابت قدم رہے۔ اس کی پاسداری میں ایسے چال گلو اسرار میں جو بیکھر کر تم پر اپنے افراد اور اسرار میں خداوندی کی شرعاً تجھری حقی۔ جس کی عایمت اصلاح احوال حقی۔ تجھر کا دل آمادہ نہ ہوتا۔ حق ایمان حق کی پاسداری اور اللہ کی فرمائیں برداری مقدم حقی۔ تمہارے قدر اقدامات بغسل و غما پر میں تھے۔ ذمہ دارم ہو۔ اگر کنم باطل پر اپنے کی بجاہت حق پر ثابت جاتے تو یہ سب نہ ہوتا۔ اس کے ہادی و جو طلبی رفق و رفت کی وجہ سے تمہاری مشقتیں تخفیر کر رکھے خالہ کرتی ہیں۔

۱۱۔ ایمان کا حربیں :

اس کے بجائے وہ تمہارے ایمان کا حربیں ہے۔ وہ ضرر سے بچانا ہی نہیں چاہتا تمہارے ایمان کی طلب بھی رکھتا ہے۔ میں فائدہ پہنچانا چاہتا ہے۔ جریں میکم میں رحمت کے دوسرے پہلو ایصال الحیات کا بیان ہے۔ این عاشورے حرس کا یہ معنی بیان کیا۔

والحرص شدة الرغبة في
کسی پیچ کی شریعہ رفت اور لامع
الشی والجشع الہ
رکھنا حرس ہے۔ (الفہد۔ ۱۹۷۸)

وہ کس پیچ کے حربیں ہیں؟ مال و دولت اور دنیا کے؟ اپنی ذات کیلے کوئی فائدہ چاہتے ہیں؟ نہیں!

اچھوں نے تو پہلے دن سے اخلاں کر دیا۔

لَا إِنْتَ لَنَّكُمْ عَلَيْهِ أَنْزَلْتُ مِنْ قِيمَتِ

وَآتَيْتُ آپ کی بے غرضی، بے قیسی اور رحمت کے ساتھی محبت و رحمت کی کتفی بیوی دلیل ہے۔ تمہیں نقصان سے بچانے کی خوبیں تمہیں فائدہ پہنچانے کی طلب۔ تمہاری خیر خواہی۔ تمہارا درود۔ اسی نے رہنا اسی نے ترپنا اسی نے رات دن کی رحمت۔ عمر کے تمام دن اور وقت کے تمام بھی تمہارے لئے۔ اور اس پر جزوی دلیل اور مسلط کا کوئی سوال نہیں۔ انہیں اپنی

نکاح تمہاری ذات کی حرس ہے۔ انہیں کیفر فرماتے ہیں۔

حربیں علیکم ای علی۔ جریں میکم کا مطلب ہے تمہاری بھاٹت

هذا نکم و وصول النفع کی رفاقت رکھتا ہے۔ اور کوئی ادا را رکھت

النبوی والا خروی الیکم کافا کم و دنیا چاہتا ہے (الفہد۔ ۱۹۷۸)۔

تمہارا ایمان تمہارا فتح ہے۔ سب سے بڑا فائدہ اللہ کی رضا و خوشیوں اور آخرت کا ثواب ہے۔ اور ایمان کا سبب یہ رحمت الحادیں ہیں۔ سیحان اللہ فائدہ اور دن کا اور پہنچانے کی حرس و طلب آپ کو ہے۔ اس رفیق کے ہارے میں قرآن گویا ہوتا ہے۔

وَمَا أَنْكَحَ اللَّهُسْ وَلَوْلَ خَرَضَ بِثُوْبَيْنِ

اور اکوڑاں نہیں ہیں بیت عن کرنے والے اگرچہ تھا کیا چاہے

إنْ تَخْرُضَ عَلَى هُنَّا هُنَّمُ اگرچہ لمح کے ان کو رکاوی لائے کی

فَإِنَّ اللَّهَ لَنَّهُمْ لَدِيْ مُنْ تَبَلُّ تو اللہ اہو انہیں دن جا جیسا کیا تھا۔

آپ کی بھاٹت کا سبب اور ایمان کا ذریعہ ہیں۔ اسکن و مسلمت کے بیضا بیر اور رحمت و مکون کے علم براور ہیں۔ اسیں جو کہاں کو ہاتھتے ایمان، اسکن رحمت و مسلمت کے اضاف اور مساوات آپ کی دلیل سے ہیں لیکن ہے۔ کیونکہ دارکو حق دنیا، اضاف سے کام لیتا، افضل و احسان کا برہتا ذر کر رحمت کے نتائج ہیں۔ میکی سعادت ہے۔ اسی سے اسکن و مسلمت ہمیں تھی ہے۔ جو رحمت و مکون کی طامن ہے۔

۱۲۔ منعم و محسن:

سرپا بخوبی و احسان اللہ کے احسانات کا ذریعہ بھی ہیں اور خود انعام و احسان کرنے والے بھی۔ اللہ نے آپ کو جہان والوں پر رحمتوں اور عطاوں کا واحد نہایا۔ آپ کے ذریعے احسان یکی ایسا نہیں۔ کیونکہ آپ کا واسطہ دونا غایب ہے اور کہنی حقیقی اور پوشیدہ۔ لاتقداد اور کسی تحریکی امور میں۔ کہنیں آپ کا واسطہ دونا غایب ہے اور کہنی حقیقی اور پوشیدہ۔ لاتقداد تحریکی احسانات کے ذریعے آپ کے درست مبارک پر رکھ کر آپ کو تکمیل کرنے کا حکم دیا۔ ان میں آپ کو واسطہ بھی ہیں اور بخوبی۔ جن احسانات میں آپ کو واسطہ نہیں اور جن میں اس کے ساتھ آپ کو تعلق رکھیں اور بالآخر اصل اللہ کی عطاویں۔ اور اطرافِ پذیر آپ کے احسانات ہیں۔ اُنہیں اتنا شریعت کا حکم اور احسان فرماؤشی اور طوطاوی شی ہے۔ اللہ فرماتا ہے۔

وَإِنْ تَعْلَمُوا إِيمَانَ اللَّهِ لَا تُنْهَاشُوهُمْ۔ اور اگر گتو حسان اللہ کے کش پر در کرکو اور ان سب نعمتوں کا سبب اور واسطہ مطلق ہیں لہذا آپ کے واسطے سے ہونے والے احسانات اور آپ کے ذریعے دی جائے والی نعمتوں کا شمار ممکن ہی نہیں۔ مثیل نعموت ازدواج کے بھی قصیش خدمت ہیں۔ آپ کے احسانات عام بھی ہیں خاص بھی۔ پسلے عمومی احسانات کا تذکرہ ملاحظہ کریں۔

موموسی احسانات:

۱۔ عطائے جو درخت ہے جو آپ کی واسطے سے انبیاء کو عطا ہوئی۔

۲۔ اس کے ساتھی بھی معلوم ہوا کہ جہان کی بنا بھی نبوت سے ہی وابستہ ہے۔

۳۔ حُمُم نبوت بھی رحمت ہے:

ای سے واٹھ بوجاتا ہے کہ حُمُم نبوت بھی اللہ کی رحمت اور اس کی بمریانی ہے۔ حُمُم لطف و کرم یہ کہ اس کیلئے اشترے نہ لالھائیں۔ کہ انتقام فرمایا۔ پوچک اس کا سبب آپ اس کے لئے آپ بھی رحمت اور بمریانی بھی ہے۔

یہ بات پہلے سے علم ہے کاشتے ہی جہان بلا وجہ نہیں ہے۔ اس کی رفتار کی ایک خاص وجہ اور یہیں یہاں پہنچنے کی خاص غرض ہے۔ وہ یہ کہ یہاں اللہ کی صرفت حاصل کریں اور اس کی

۴۔ کی خاطر یہ کارخانہ بنایا گیا۔ آپ نہ ہوتے تو جو حق پر دلالت کرنے والا یہ جہاں نہ ہوتا۔ پیاروں کے چاں خرا جھوکے اور خزاں کی زبردست شہر تھی۔ سورج کا نزدِ قمر کی چاندنی نہ ہوتی۔ زمیں نہ ہوتی۔ آسمان نہ ہوتا۔ اسماں و زمین میں رنگ رنگ تھوڑی اور حُمُم کی نعمتوں نہ ہوتیں۔ یہ جو اور اس کی تمام نعمتوں آپ کا صدقہ ہے۔

۵۔ حُلُمیت انسان رحمت ہے

۶۔ حُلُمیت مالاگر کمال قدرت کی دلیل ہے ان کی قوت و عظمت کا کمال خالق کے کمال قدرت کا نشان

ہے۔ حُلُمیت بشری و درجہ کے کمال پر دلالت کرتی ہے۔ بخش کا کمال یہ کہ راب اور جال رب الاراب راب میں کوئی محبوبت نہیں۔ اور کمال رحمت یہ کہ ثبوت، غضب اور رزق میں خالق کے ملکوبے میں نور صرفت رکھا۔ اس کی زبان پر ذکرِ حمد جباری کیا۔ اس کی آنکھوں کو اپنے دلکل دیکھنے کا راستہ بیان اور اس کے کافلوں کے اپنے کلام کی ساعت کا گل بنایا۔

۳۔ عطاۓ نبوت رحمت ہے
نبوت میں آپ کا واسطہ ہونے پہلے یہاں ہو چکا ہے اور نبوت کے رحمت ہونے کے متعلق امام ابن قیم کے حوالے سے صاحبِ دروح المعنی نے فرمایا۔

اگر یوں تھیں نہ ہوتیں تو دیاں انفع منظم، بحیثیٰ عمل، میثاث کی صلاح اور ملطف قوں کا قدم نہ ہوتا۔ جہاں میں ہر چیز نبوت سے ہے اور ہر شرح سے ہے اسکا آغاز ازدواج نبوت کی بیوی شدید کے ہے۔ والہ حُمُم ہے اور نبوت درج ہے۔ جادو و حُمُم کا قیام مکن نہیں اس لئے جب نبوت کے سورج کو گھن کیا جائے اور آثار نبوت میں سے میٹن میں کچھ تردید اور آسان چوتھے چائے گا۔ سترے کھر جائیں گے۔ سورج سے تو رہو جائے گا۔ چاند تاریک ہو گا۔ پیارا جو سے اکثر جا گئیں کے زمینِ زرداں کی زمیں ہو گئی۔ اور اس پر لئے والے سب ہلاک ہو جائیں گے۔ لہیں آثار نبوت کے بغیر جہاں کا قائم رہنا ممکن نہیں (النحویاً ۱۰)

معلوم ہوا نبوت رحمت ہے جو آپ کی واسطے سے انبیاء کو عطا ہوئی۔ امام ابن قیم کی اس مparat سے اس کے ساتھی بھی معلوم ہوا کہ جہان کی بنا بھی نبوت سے ہی وابستہ ہے۔

۴۔ حُمُم نبوت بھی رحمت ہے:
ای سے واٹھ بوجاتا ہے کہ حُمُم نبوت بھی اللہ کی رحمت اور اس کی بمریانی ہے۔ حُمُم لطف و کرم یہ کہ اس کیلئے اشترے نہ لالھائیں۔ کہ انتقام فرمایا۔ پوچک اس کا سبب آپ اس کے لئے آپ بھی رحمت اور بمریانی بھی ہے۔

یہ بات پہلے سے علم ہے کاشتے ہی جہان بلا وجہ نہیں ہے۔ اس کی رفتار کی ایک خاص وجہ اور یہیں یہاں پہنچنے کی خاص غرض ہے۔ وہ یہ کہ یہاں اللہ کی صرفت حاصل کریں اور اس کی

طرف سے بھی ہوئی ہدایت کی جاوی کریں۔ یہ خوش سائنسے ہوتے معلوم ہوتا ہے کہ جہان بیشتر بننے کے لئے نہیں بلکہ اس کی ایک طبقہ یہ بھی ہے کہ پساری بسا طبیعت کر بھر کی خاص وقت میں تخلق سے حساب کتاب لیا جائے اور اعمال کے طلاقی جائز اسرادی جائے۔

فیش بابیناً نکم میں ہندی میں اجراء نبوت کا اشارہ ہے۔ کیونکہ نبوت کے سو اللہ کی حدایت ہم نکل بچپنے کا دروازہ کوئی ذریعہ نہیں۔ جیسے اگر نبوت فتح نہ ہو تو دنیا کا خاتمہ مکن نہ ہو۔ اور یہ جہان کو پیدا کرنے کی خوش اور حکمت کے خلاف ہے۔ کیونکہ نبوت چاروں ریاست کا مطلب ہے ہمیں دنیا شیخیت سے اللہ کی جو مراد ہے وہ پوری نہیں ہوئی۔ اس رہنمائی کی حکیم و حکم بھی باقی ہے۔ جس کا تفاہی کرے کہ جب تک یہ جہان اور اس پا انسان برقراری ہے۔ سو جنہیں نے اللہ کی رسی تھامی انہیں اس کا پورا اصلاحی نہ ہتا اور جنہیں نے چھوڑی انہیں اس کی کمال بڑا نہیں۔ یہ ہاتھ اختمام نبوت ہی سے حاصل ہو گئی تھی۔ لحداً ایک خاص وقت نے در نبوت بند فرمایا۔ اور اس راست کے لئے آپ کو چنانچہ یہ دروازہ بند فرمایا اور جس دن یہ دروازہ کمکی آپ نے تخلق پر احسان فرمایا۔ کیونکہ آپ اللہ کے نے اللہ کی مراد کو حمل فرمایا اور جس دن یہ دروازہ بھی اسی دن اللہ نے اکمال دین کی نو شہری سنائی ہی حدی کے غائب کا اعلان فرمایا جسماً کہ کمال دین کی بخش میں ان شاہزادہ مسلم ہو گا۔

۵۔ اقیانس و باطل رحمت ہے

آپ نہ ہوتے حق روشن ہوتا باطل کا پتہ چلتا۔ باطل دوئی پسند ہے اور حق اشریک ہے۔ حق و باطل کا آئینہ بھی باطل ہوتا۔ اگھوں پر درے، کافوں میں ڈاٹ ہوتے۔ قلم اور احتصال پر حق معاشرے ہوتے۔ جو فدا اور ہر شرہ ادا ہوتے۔ مقدار ملی کا کسی کو ملم نہ ہوتا۔ حق ان اشیاء سے واقف نہ ہوتی۔ لگ جانوروں کی طرح زندگی گزارتے۔ فوز و فلاح اور حقیقی اخروی کا میانی سے درجہ پاپتے۔

آپ کی برکت سے لوگوں کو بحاجت کا طریقہ اور صداقت کا راستہ ملا۔ انسانیت کو میراث ملی۔ آدمیت کا احترام ملا۔ ہر صاحب حق کو سکھن ملا۔ حق کو اس کا جائز مقام عطا ہوا۔ اوابم و لطفوں

کے بت توڑے گے۔ مظاہر پرستی سے نجات ملی۔ علم کی اثاثت ہوئی۔ قرآن کے دروازے سکلے جب کہیں جا کر حلق کی سائنسی ترقی ممکن ہوئی۔

جنہوں نے قول نہ کیا اگئی قسمت۔ بارشِ بُلک و تپر پرستی ہے۔ زرخیز میں فصلیں اگاتی ہے اور پھر بُلک ہو جاتے ہیں۔ سورج ہر کوہ مدرس پر چلتا ہے۔ آئینے کی بچک اور کوکے ساتھ دلوں ہی اس سے نمایاں ہو جاتی ہیں۔ ساکنِ نصیب کا ایر کرم کسی اور رچت پر برس گیا تو قصورِ اکاٹے۔ محک رستوں کا سوند اور سب پر چک رہا ہے۔

۶۔ کمال و دین بھی رحمت ہے:

علی الاطلاق کامل دین ملا۔ کمل تو حیدر مطہ ہوئی۔ گزشت رسولوں اور ان کے دین کی تصدیق ہوئی۔ اللہ میں جو قیمت دینا پڑتا تھا اس کی تحلیل ہوئی۔ اللہ مراد پوری ہوئی۔ دادی تجھ سے اس کا رحمت ہوا۔ مسلم ہو گکا ہے۔

۷۔ عذابِ استیصال سے نجات رحمت ہے۔

انیما سا بھیں سزا و قربت کا ختم مسٹھتے جیسا کفر ہے۔

وَمَا تَكْفُلُنِي إِنْ هُنْ بَعْدِيَّةٍ حَتَّىٰ يَنْتَهِ زَمْلَأُ اَوْلَمْ بُنْسٌ وَالْيَتَّمْ بَعْدَ بَعْدِيَّةٍ

آپ کو کچھ کر رحمت کا مقدمہ نہ ادا۔ اللہ نے ارادہ کیا کہ خاتم تعریت کے بجائے رحمت پر ہو۔ جس

وجود کی ابتداء بھی رحمت ہے اور ابتداء بھی رحمت ہے۔ کافروں پر آپ کی برکت سے موت یا

قیامت بک کے لئے عذاب نہیں دیا گی۔ تفسیرِ بخاری میں اس آیت کے تحت ہے

وَمَنْ لَمْ يَنْفُتْ مِنْ فَهْوَ حَمَلَةٌ فِي الدُّنْيَا كافروں کے لئے دنیا میں تاخیر عذاب کیا تھا رحمت

بناخسر العذاب عنهم ورفع المُعَذَّبُ میں۔ شکوں کے پیارے نہ میں دنیشاً اور برقی قوم

والخشوف والمستصال عنهم صلح وحقیقت سے دنار ہے کا عذاب ان سے اٹھا لیا گی

یہ سب کیوں کیا گی؟ قریبِ البقاعی میں ہے۔

لٹھاڑا ایشڑا و عالماً لقدرک آپ کے شرف کا اکھاڑا اور آپ کے رسمی کی بندی حصہ تھی۔

اس کے بعد ائمہ ائمہ عداب دینے کے لئے جہا مقرر کیا گیا۔ جہا وہ اس لئے بھی رحمت ہے کہ مکوہ عذابوں کے قائم مقام ہے۔ اور اس میں صہلت ہے۔ اور اس لئے بھی رحمت ہے کہ چند افراد کے مرے ہزاروں کے لئے ہدایت کے داتے ہکھتے ہیں۔ مجھنہ مر سید ہونے والے حیرہ گناہوں سے فجاتے ہیں۔ آپ بھگ رحمت کا حصہ ہے۔ خودا پنی مبارک زبان سے آپ نے اس کی مساحت فرمائی تھیں دو ران جنگل فتح کے موقع پر صد من الی و قاسم نے فتحہ کیا

الیوم یوم السلمہ الیوم یوم تحملۃ اللہ

آن کاردن جنگ کاردن ہے۔ کچھ میں آن گل و قاتل طالب ہے

آپ نے ان سے علم لکھاں کے جنے کے پرد کر دیا اور یہ بھی فرمایا۔

الیوم یوم السلمہ۔ آج کاردن رحمت کاردن ہے۔ (سر اصلیٰ ۲/۱۹۶)

۹۔ امن و سلامتی

آپ کی برکت سے الی جہاں کو امن اور سلامتی نسبت ہوئی بھی رحمت ہے۔ سلامتی والے رب نے آنکھ سلامتی کا بیکار اسکا زار بھی بیان۔ آپ نے لوگوں کی جان بال اور آپ کو پیغادی لیتے اور اسکی سلامتی کیلئے احکام بیان فرمائے۔ جہا سلامتی کا زار بھی اور انسانوں کی انسانوں سے غلامی کی نجات کا مولیٰ ہے۔ امن و شامی رحمت کے قائمے ہیں۔ آپ کی برکت سے الی جہاں کو راحت ملی۔ اس کیلئے کسی دل میں بھی ضرورت نہیں۔

۱۰۔ شفاعت رحمت ہے:

کل حشر میں مقامِ حجود پر بکھرے ہو کر شفاقت کبری فرمائیں گے۔ یہ اس رحمت کی دعست، پھر پوری علقت اور فضل و احسان کے ظہور کاردن ہوگا۔

و من اعظم ما يظہر فی هذالشرف
عجم رحمت کی علقوں میں سے ایک یہ شرف بھی
فی عموم الرحمۃ و قوت الشفاعة
ہے جس کا اکابر شفاقت علیٰ کے وقت ہو یہ جس
العلیمی یوم جمیع الاولین والاخرون
و ان اولین و آخرین تین ہوں گے (ابقی ۱۷۴)

اس است پر آپ **کافی** فیضان رحمت گناہن کے الہا اور بر سات ہن کے بر سا۔ پھول ہن کے مہکا اور خوشیوں کے پھیلا۔ موچ ہن کر آجھا اور بیر ہن کر پھیلا۔ ہواہن کر اخداہو اور سہماں کر اڑا۔ سور ہن کر جکا اور نور ہن کر محکرا۔ دل ہن کے حرج کا اور سایہ ہن کے دھلان۔ سرفی ہن کر پھیلا۔ اور انوں حیات ہن کر پھیلا۔ رسول **کو** جو جنون عطا ہوئے ان میں آپ کی امت کا حصہ بھی رکھا گیا۔ آپ خاتم النبیوں ہیں۔ است خاتم الام ہے۔

۱۔ آپ رضا بخیر جنم است کو بھی رحمت کا امتحان اڑا۔

۲۔ آپ سید الوسط ہیں است کو بھی وسط بنا دیا گیا۔

۳۔ آپ شاہد ہیں۔ است کو بھی مصہب شہادت طا۔

۴۔ آپ کی بات خدا بات ہے۔ ایجاد است کو بھی مقاما۔

۵۔ آپ ای ای الشہر ہیں آپ کی بعد امامت کو بھی مقاماً و موت پر بکرا کیا گیا۔

۶۔ آپ کو دو ای ای اللہ کا اور امامت کو فرمایا۔

و من اخْتَسَنْتُ فَوْلَانِيْشَ دُعَا إِلَى اللَّهِ اور اس سے بہتر کس کی بات جس نے اللہ کی طرف بیا۔

۷۔ آپ **کاردن مبارک** سے آتا اولیٰ **المُشْلِیْنَ** کا اعلان کرو لیا۔ است کا بھی یہ نصیحتا۔

فَأَلَّا يَثْبُتْ مِنَ الْمُشْلِیْنَ کہاں سلوں میں سے ہوں۔

۸۔ آپ **کا شرف ذکر کیا**

إِنَّ اللَّهَ وَنَبِيَّكَ مُبَشِّرُ عَلَى النَّبِيِّ إِنَّهُ اور اس کے فرشتے رحمت بھیجیں ہیں رسول پر

آپ کی برکت سے یہ فضیلت است کو بھی

مُؤْمِنَةً يُهُلِّل عَلَيْكُمْ وَمُنْلَبِّخَةً وَهی بے ہو رحمت بھیجا ہے تو اور اس کے فرشتے

۹۔ آپ **کے لئے اعلان فرمایا**

يُنْبَیِّزُ لِلَّهِ مَا تَقْلِمُ مِنْ ذَبَّبَ وَمَنْتَخَرَ

تم عاف کرے تو کو اللہ بڑا گے وہ بھیجیے گناہ اور سر بیکھر دے۔

وَتَسْرِيْلُ الْمُؤْمِنِينَ يَا أَيُّهُمْ مِنَ الْمُنْفَلِّيْنَ

او خوش بھی نہادے ایمان والوں کو کان کے لئے ہے خدا کی طرف سے بڑی بزرگی

۱۰۔ آپ ﷺ کیے اپنا رادے احسان خاہ فرمایا۔

وَتَسْرِيْلُ نَعْمَلَتِكَ اَنْتَ اَنْتَ اَنْتَ اَنْتَ اَنْتَ اَنْتَ اَنْتَ اَنْتَ اَنْتَ

آپ ﷺ کی امت کو بھی فرموں دیا اور فرمایا۔

وَتَسْرِيْلُ نَعْمَلَتِكَ اَنْتَ اَنْتَ اَنْتَ اَنْتَ اَنْتَ اَنْتَ اَنْتَ اَنْتَ اَنْتَ

۱۱۔ آپ ﷺ پارائیں فضل و احسان کا تکرہ فرمایا۔

وَعَلَيْكَ نَعْمَلَتْكَ تَكْرُرٌ نَعْلَمْ اور آپ کوہا کو سخایا آپ نہیں جانتے ہے۔

اور امت کو کہا

وَتَسْرِيْلُ نَعْمَلَتْكَ تَكْرُرٌ نَعْلَمْ اور سخایا ہے جو کوہم نہیں جانتے ہے۔

۱۲۔ آپ ﷺ کو حکم دیا

بَشِّرْتُمُ الْفَرِیْدَ وَمِنْ حَنْوَلَهَا۔

کوہ درستادے ہی سے گاؤں اور آس پاس کے لوگوں کو

امت کو فرمایا

وَتَسْرِيْلُ نَعْوَنَهُمْ اور تکریبیا کیس اپنی قمر

۱۳۔ آپ ﷺ کو استقبال تجلیکا حکم دیا اور فرمایا۔

فَوْلُ وَنَحْنَكَ نَحْنُكَ لِتَشْبِيْهِ التَّرَاجِمَ اب اپنام سمجھ رام کی طرف پھر دیں

خطاب کی سی خیبات آپ ﷺ کی امت کو بھی عطا فرمائی۔

فَأَنْوَلُ وَنَحْنُكَ نَحْنُكَ شَطَّةَ بَهْرَهَا پیٹے من اسی کی طرف

۱۴۔ آپ ﷺ کی امت کے لئے بشارات اتاریں۔ امت کا آپ ہی کی بولات یہ بزرگ بھی میں

بَشِّرَ الشَّاهِرَيْنَ۔ بَشِّرَ الشَّاهِرَيْنَ۔ بَشِّرَ الْمُؤْمِنِينَ۔ وَتَسْرِيْلُ الدِّينِ اَنْتُمْ اُولُو الْعِلْمِ هُنْ لُؤلُؤُ

مُنْزَهُوْنَ وَرَحْمَةً

۱۹۔ آپ ﷺ کرت سے دین کا مال اور آسان طا۔

کے اشائے خود کو آپ کی امت کا مولی اور دوست قرار دیا۔

اَللَّهُ وَلِيُّ الْبَيْنِ اَنْتُمُ الْمُدْعَوُونَ رَبِّيْنَ اِنِّيْنَ اَنَّ اللَّهَ مَوْلَى الْبَيْنِ اَنْتُمْ اَنَّ اللَّهَ مَوْلَى الْبَيْنِ اَنْتُمْ

کہ امدادیں ایمان والوں کے۔

۲۰۔ آپ ﷺ کی امت کو حضرت واللہ تعالیٰ۔ وَتَلِيْلُ الْبَعْرَةِ وَرَزْمَلَهِ وَلَلْمُؤْمِنِينَ سَادَرَوْلَهُوْلَهُ کا ہے اور اسکے

رسول کا اور ایمان والوں کا

۲۱۔ ایمان کی پارہ بھرے لیجھیں خطاب کیا۔ مومنوں کے ایمان پر خود کوہنا اور فرمایا۔

اَنَّا لِلَّهِ الْبَيْنِ اَنْتُمْ اَنَّ اِيمَانَ وَالوَالِلَّهُ عَلَمْ جَانَتْ جِنْ اَنَّكُمْ سَكُونَ رَدِيجَ لَكُوْنَتْ کی مٹھاں اور

چاہت کی رنی ہے۔

ام تو رات کو بالہ المساکن کہ کھاطب کیا اور بالآخر سکت ہی ان پر مسلط کردی گئی۔ فرمایا۔

وَتَسْرِيْلُ عَلَيْهِمُ الْمُلْكُ وَالشَّكْرَةُ اور اسی کی اُن پر ڈالت اور ہاتھی

اور یہ چیز اس پر ڈالت کرتی ہے کہ

انہ تعالیٰ لام اخاطب هذه الامة بالايمان

الشاعانی نے جب اس امت کو ایمان کے ساتھ

او لاقافانه تعالیٰ بعلوهم (الامان من العذاب) خطاب کیا تو قیامت کے دن گھنیم کے خطاب سے

فی النَّبَرَانِ يُومُ الْقِيَمَةِ (روزی۔ بقرعہ ۱۰۰۰) ایمان بھی دے گا۔

اس پاگل سے بات ہو گی

۲۱۔ کیا از سے اب تک اپنے پر سخیر گناہوں کی از خود معافی کا اعزاز انجام دیا۔

۲۲۔ اس امت کی زبانی تو قبول کی گئی۔

۲۳۔ قلب، یعنی رحمان دین کے ہم اور ملت ابراء ہی کے پارے میں امت محمدی را بھائی کی

اور گرشت اتوں کے مقابلے میں انہیں ہدایت سے سرفراز فرمایا گیا۔

۲۵۲۔ آپ کی امت کو علیحدہ و مصیرت کا کمال بخواہی۔ انہیں قوتی سے صبرت کی وجہ سے برادرست اپنی یاد کا حکم دیا اور فرمایا۔ خدا مُحَمَّد نبی۔ یہ تم مجھے بادر کرو۔ میں اسرائیل کو فرمایا۔ اُذْكُرُوا نِسْمَتِي میری رحمت پا کر کردار اپنے بھروسے کہرا کے طویل نظایی نے اس امت کو کتنی غلظت عطا فرمادی؟ آپ کے طلاق ارادت میں یہ امت سُچی الہول ہو گئی؟ خڑی کے حاشیہ شیخین ہندو شری یا ہونگے مگر جو نے بیرون کے مول بچ لے گے۔ برادرست اس امت کو اشک نامہ یا مامنے لے گے۔ حق یہ ہے بارے کی ہرجیز باری ہوتی ہے۔ مہاں عجیب ہر جمیں بھر جان ہوں۔ سے زیادہ کیوں نہ ہو۔ اور اس کے انتی اس کے لئے اپنے ان من مُهْن قربان کیوں نہ کریں؟ اس قابلی پر کوئی مہاتما بھی روایتیں اپنیں سیخی قربانی پر بھی دے اجڑ اور ثواب رکھا کیا جو ہماری سوچ سے باہر ہے۔ اس کے مطابق ہر جو رحمت المحسین ﷺ کے اتفاق ادا حسانات ایں جن میں سے کوئی کافر کیا جا پکا ہے اور کوئی کافر کو کرہ آگے مستغل محسوسات کے تحت ہوگا۔ علاوه بر اس میں سے بھی چند باتوں کی تفصیل کی جائے گی۔

۱۳۔ دین رحمت

حضور ﷺ کی رحمت بالعلیٰ رحمت اسلام کو بھی محسن ہے۔ آپ کی شریعت آپ کے طلاق سے ممتاز رسمیتی ہے۔ رحمت رفق، تیسیر، بزری اور سکولت پیدا کرتی ہے۔ اسی لئے آپ کو دو دن دیا گیا جو زمزم، کشادہ اور آسان ہے۔ خخت، بھگ اور خوارنگ۔ دوین ہی امت کے میزان کی اسیں ہے۔ اس لئے بھیت مجموعی آپ کی امت خخت دل، بھگ، نظر، حضور اور صورت پسندیوں۔ قرآن مجید کو کئی آجیوں میں رحمت کہا گیا بھی اس پر عمل سے زندگی کی تھی اور شواری و دروچو جائے۔ زندگی میں کھارا اور سلیمانی پیدا ہوتا ہے۔ رحمت حسن نظم اور سلیمانی شعراوی، بھی والات کرتی ہے۔ آپ کی رحمت کے ذیل میں قرآن کا تقدیر کرتے ہوئے ضرر ملامین نے فرمایا۔

انہ جدال بالحجه للحلق فيما پیش کیا اپ طلاق کے رحمت ایسے
تضمنہ هذا القرآن العظيم استکذلی میں قرآن مجید کی پہلی الفاظیں
زیر نظر آئیں اور آپ کا مقدس فرمان انار حسنة مہدا دوں اس طرف اشارہ کرتے ہیں۔

یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ آپ رحمت کا فتحا ہوا ساچھے ہوں۔ شفقت کا خوش نظر قابوں اور آپ کو دیا کار دین رحمت و شفقت سے لمبی ہوتے کے جیاۓ ظلم و عدوان، وحشت و بربست اور رنجی و شکنی کا پیغام دیتا ہو۔ رسول رحمت کار دین وحشت گردی کی تعلیم کیسے دے سکتا ہے۔ آپ کی رحمت یہ چاہتی ہے کسی سے کسی سے زیادتی نہ ہو۔ جنکی عملی صورت یہ ہے کہ کلب بکھلے سے پہلے ہر جنگ دار کو اسکا حن دے دیا جائے۔ آپ اس دین کی دعوت کیے دے سکتے ہیں جو اس کے اٹ تعلیم دیا ہو۔ ہر چیز اپنی جگہ رحمت چھوپتی۔ اس میں آپ دو دین ایسے جس نے ہرجی کا پو پو پر اپنی ایمان کیا۔ ہرجی اپنی جگہ رحمت چھوپتی۔ اس سے حسن اور خوبصورتی نے جنم لیا۔ مفتر وحی میں بال بر ابر کی جیشی اس حسن کو عمارت کرنے کے مترادف ہے۔ لبہ الاسلام ہی دو دین ہے جو حرم و کرم اور شفقت و محبت کی تعلیم دیتا ہے۔ مفدوں و دنگزوں اور بندوقی و خدا تھسی کا دروس دیتا ہے۔ رحمت و مسادات کا سبق سکھا ہے۔ ہرجی کو اسکا جائز مقام عطا کرتا ہے۔ آپ کار دین ہیں تین دین ہیں۔ ایسی بھرتی کیا جائیں یا کیا گیا اور پھر آپ ہے اس پر عمل کر کے بھی بھالا ہیں۔ پس طبقوں مغل اماموں، فقیروں، قیتوں اور عورتوں کے حقوق کی ایجادی کمہاٹت فرمائی۔ زمیں کے ساتھ میرانی کی۔ معمول جریئے کے بدلے ان کی جان مال اور عزت کی خلافت کی ذمہ داری المانی۔ چانوروں بکھ سے حسن سلوک کیا۔ اسی کا حکم دیا۔ کمانے کے سوا جانوروں کو تکلیف دینا جرم سمجھ رہا ہے۔ فائدہ مند چانوروں سے فائدہ المانی میباشد۔

اپنی عاشورہ رہاتے ہیں۔

فان اربد اصناف ذوق العلم فمعنی اگر عالمین سے ذوق اطمینان مراد ہوں
کون الشربة المحمدۃ منحصرۃ تو مطلب ہو گئی شریعت دعست میں بھری
فی الرحمة الها اوسع الشرائع ہوئی ہے یہ لوگوں پر میرانی کے معاٹے میں
ترجمہ بالناس فان الشرائع سالفة تمام شریعتوں سے سبقتے ہے۔ بھل شریعتیں
مسلوٰ برحمة الان الرحمة فیہا پیغمبر رحمت سے لمبی تھیں بھر کر رحمت عامہ نہ
تھی نامہ تھی۔ (الخطیاء۔ ۱۰)

غیر عامة

یا پسندیدہ دل کاروں کے قلم حالت سے متعلق بحثیں یا اسکے ادھام کا یہ احمد شدت پر متعلق تھے یعنی شریعت ابراہیم و پیغمبر اور شریعت موسیٰ پیغمبر اسلام۔ یعنی اللہ نے شریعت اسلام کو کامل درست کی خوبی سے موصوف کیا۔ این عالمی دینی حریف رہتے ہیں

فتنی قوله تعالیٰ و سمعت کل شی
اشارة الى ان المراد رحمة هي
ہے رحمت سے مراد عام رحمت ہے شریعت
عامة فاما ذات شریعة الاسلام
بان الرحمة ملازمه للناس بهافی
سالی احوال میں ان کے لئے لازم چاہو
یہ کسی گروہ کی سماجی تصوریں نہیں۔ تمام لوگوں
کو حاصل ہے (النحواء۔ ۱۰۷)

لجمع الناس لآلام خاصة

الله کے ناموں والا نبی

رحمت کا نات، شیخ جہاں گوہ اللہ نے بہت سے نام عطا فرمائے۔ ہر نام آپ کی کسی نہ کسی خوبی کا آئینہ ہے۔ ان اسماء میں آپ کے اوصاف جلوگر ہیں۔ اس سلسلہ اسماء کو سمجھنا جائے تو خاص کاروں کا برگزندگتی مہاتم ہے اس کا نام گھر ہے۔ گھر کی تمام خوبیاں گھر میں مر جگر ہیں۔ آپ گھر و داد دار تھیں جن میں اللہ نے اپنے ناموں میں سے دو نام عطا فرمائے۔

ردوف اور رحیم

امام رازی نے حضرت ابن حماس پر کی روایت لائق کی۔ وہ فرماتے ہیں۔

سماء الله تعالى با سمين من اسماء

الله نے اپنے ناموں میں دو ناموں پر آپ کا نام رکھا۔ (النحواء۔ ۱۳۸)

اپنے متعلق اللہ نے فرمایا۔

إِنَّ اللَّهَ بِالنَّاسِ لَرَبُّ زُفْرَةِ زُجْمَةٍ۔

وَكُلُّ اللَّذِيْكُونَ يَرْبُّ ثُقْلَنَاهَاتِ مُهْرَانَ ہے۔ (النحواء۔ ۱۳۲)

آپ کے متعلق ارشاد فرمایا۔

بِالنُّؤُمِينَ زَوْفُ زُجْمَمْ (آپ) مودودی پر فتنی اور مہربان ہیں۔ (النحواء۔ ۱۳۸)

اللہ بھی ردوف اور رحیم ہے آپ بھی ردوف اور رحیم ہیں۔ یہ فضیلت کسی دوسرے نے کو معلوم نہیں ہوئی۔ اسے کچھ سے پہلے مناسب ہے کہ ردوف اور رحیم سے چان کاری مسائل کی جائے تاکہ آپ بھی شان نہیاں ہو کر سامنے آئے۔

رافت و رحمت کیا ہے؟

رحم رحمت سے ہے۔ رحمت کیا ہے؟ اس کی تفصیل گزشتہ صفات میں گز بھی ہے۔ اعادہ کے طور پر مشرکان عاشوری ایک مارٹ میں خدمت ہے فرماتے ہیں۔

الرحمۃ تقضی الا حسان رحمت ایک نہمی ہے جس کا تقدیما حسان ہے (النوبہ۔ ۱۲۸) دہائی رحمت کا لفظ استعمال ہوا جس کا مطلب تبادار حمد آپ رحمت والے ہیں۔ یا آپ کا سر اپا اور آپ کی رحمت ہے۔ یہاں اس کا اسم رحمت رحم لاایا گی۔ اس کا مطلب ہے آپ بالتعلیم و دروس پر رحمت کرتے ہیں۔

زندگی کی وجہ سے دوسرے طرف ایک میلان اور جھکاؤ پیدا ہوتا ہے۔ طبیعت چاہتی ہے اس کے ساتھ میراثی اور احسان کا ازاہ کیا جائے۔ اس احسان کے دور غریب ہائیں ایک پہلو دوسرے کو ضرر سے بچانا اور انسان کا ازاہ کرنے کی کوشش کرنا ہے۔ دوسرے پہلو سے فائدہ دین اور لفظ بچانا ہے۔ پہلاں رحمت ہے اور دوسرا رحمت ہے۔ رحمت کے تباہے میں ایک عاشورہ میں ہے۔

الراقة نتشد عن حدوث رافت بری ہے جو اس وقت پیدا ہوئی ہے جب اس کو انسان

ضر بالمرء وف یہ (اللائق ہوس پر میراثی کی جاری ہے۔ (النوبہ۔ ۱۲۸))

اس زندگی کا تقدیما ہے کہ اس کا انسان دوسرے کو دیکھا جائے۔ رووف رحمت کا اسم فاطل ہے۔ یعنی وہ ہتھی ہو دوسروں کو انسان سے بچاتی ہے اور ان سے ضر کو دوڑ کرتی ہے۔ رحمت رحمت کا جو بنن ہے۔ اخبار جس کی رحمت کو رحمت کہتے ہیں۔

تغیریات عاشوری اس کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا۔

الرافعۃ بالغہ فی رحمة خاصة وہی رحمت خاص رحمت میں بالغہ ہے یعنی ناگوار بیچ کو دور دفعہ السکروا وازلۃ الفضرا واما الرحمة کرنا اور ضر کا الزکر کرنا۔ ری رحمت تو ایک جامِ ام فاسم جامع بدخل فہ ذلك المعنی ہے جس میں رحمت بھی شامل ہے اور اسی کے ساتھ فضل و بدھل فیہ الاضمان والانعام و احسان کو بھی شامل ہے (ابن قیم۔ ۱۲۷)

عام ادی و روح العالی (النوبہ۔ ۱۲۸) میں فرماتے ہیں

الرآفة الشی هی عمارۃ من شدة الرحمة رحمت اور ہے جو رحمت کی شدت سے عبارت ہے اس تفصیل سے معلوم ہوا حضور رحمت للعالمین اللہ تعالیٰ ایمان کو فائدہ پہنچانے والے ہی نہیں ان کے تھانوں اور ضر پر بھی کرہتے اور اسے دور کرنے کی لگرمی لکھتے ہیں۔ صرف ابرتوہاری نہیں رجیکی بارش بھی ہیں۔

حضور رحمت نے علمیں پر جو محروم ہائی فرمائیں وہ روز روشن کی طرح عیاں ہیں۔ جن تھانوں سے انہیں بچانے کی کوشش کی وہ بھی پوشیدہ نہیں۔ اس پر یہاں کلام کی ضرورت نہیں بلکہ ایسا دلنشیز کام ملکی کام اداز ہو سکے۔ رحمت اور شفقت اور رحمت و شفقت میں فرق کیا ہے؟ تاک ان میں مقام مصلحت کا انداز ہو سکے۔ رحمت اور شفقت خراف ہیں۔ اس نے اروہ میں روزہ کا تجزیہ شفقت سے کیا جاتا ہے۔ بلکہ عالم ادی و روح میں فرماتے ہیں۔

وصحح ان الرأفة الشفقة۔ اور بھی ہات یہ ہے کہ رحمت شفقت ہی ہے۔ (روح العالی۔ النوبہ۔ ۱۲۸) غایم الائمن کے میں شفقت کی کچھ وضاحت ہو سکی ہے۔ رحمت رحمت کا تقدیما ہے اور رحمت نہیں۔ رحمت کی نہیں۔

بلا محنت اوصاف

رحمت دو عالم کو اس امام سے موسوم کرنا۔ اس بات کی دلیل ہے کہ یہ اوصاف آپ کی تھیں۔ میں رکھ دیتے ہے۔ ان کے حصول میں آپ کی مدد ہے، رکب اور کوشش کا کوئی دل نہیں۔ اس لئے یہیں نہیں کہا جا سکتا کہ آپ میں ان اوصاف کی تدریجی ترقی ہوئی اور رحمت رحمت کمال کو پہنچے۔

نہیں بلکہ بندوقی سے تمام کمال آپ کو عطا کیے گئے اس کی وضاحت یہ ہے کہ جن کاموں کا مول کا مول کرنے والوں کی مد فرمائی۔ ان اعمال و اخلاق کے اعتبار سے انہیں کمی مدد ہے۔ مثلاً سیر کرنے والوں کو سایہ کیا۔ جوں کو صادق کہا۔ تو کون کرنے والوں کو متوکل کیا۔ یہ صنائی نام دیتا ہیں ادنیٰ مناسبت پر دیے جاتے ہیں۔ یہاں سمجھ کر بھی تو یہ نہ میں ان کی حقیقت بھی موجود نہیں ہوئی۔ لیکن اللہ کا شاطر یہ

نہیں۔ وہاں صفائی ہوں سے وہی سرفراز ہوتا ہے جس میں ان کی حقیقت پائی جاتی ہو۔ جہاں حقیقت موجود نہیں وہاں اسے پانے کی شرط رکھ دی جاتی ہے۔ جو وہ شربا پوری کرنے کے لئے گاہاں پر وہ نہ صادق آئے گا اور ادافات الشرط فاتح الشرط و کفیرے سے شرعاً کی تشریط و بھی گیا۔

مثال کے طور پر اسلامی، اور نیس، اور زادہ اکمل عالم السلام کا ذکر خبر کرتے ہوئے فرمایا گئی من الشایرین۔ یعنی صابرین میں سے تھے۔

اور مونون کے قریب میں

وَنُشِرَ الشَّاعِرُونَ الْأَنْوَنُ إِذَا اُورْثُقُرُیْ مَلَدِیْتَهُ اِنْ هَمْ كَرَنَے والَّوْنَ كَرْ جَبْ بَيْضَهُ
أَنْشَأَنَهُمْ مُهْبَتَهُ تَلَوْرَأَبِلَهُ اِنْ كَوْكَهُ مُهَبَتَهُ تَلَوْرَأَبِلَهُ اِنْ كَوْكَهُ مُهَبَتَهُ
وَلَوْرَأَبِلَهُ زَاجِلَوْنُ۔ اس کی طرف لوٹ کر جاتے والے ہیں۔ (ابقرۃ)

اخیاء تو کسی شرط کے بغیر صابرین اور امانت میں سے وہ خرد صابر ہے جو مذکورہ میں کرے۔ رحمت دو عالم کے بارے میں اللہ نے ارشاد فرمایا۔

وَذَاعَتْ إِلَى اللَّهِ يَادِيهِ۔ اللَّهُ كَذَانَ سے اس کی طرف بڑاتے والے اور امانت کیلئے فرمایا۔

وَعَنِ الْخَسْنَ قَوْلَأَ مُشَنْ دَغَالِنَ اللَّهُ۔ اور اس سے بہتر کس کی بات ہے جس نے یا لاشکی طرف بیہاں اس کی اعلیٰ راہی استعمال نہ فرمایا۔ جس سے مسکنہ ہوتا ہے جو لوگوں کو اپنی طرف بنا تارہادہ دی جائے۔ جب بنا تارہ کر دی تو اس صفت سے موسوف بھی نہیں ہو گا۔ ان ٹھاؤں سے بخوبی معلوم ہوتا ہے اس کا وہ فرمادا ہے جس نے جبرکی شربا پوری کی کیا رہوت کا کام کیا۔ اس میں اس کی محنت اور جدوجہد کا دل ہے۔ ان کو حاصل کرنے میں بھی محنت کی ضرورت ہے اور برقرار رکھنے میں بھی محنت کی ضرورت ہے۔ اس کے برعکس الجیاء کیلئے کوئی شرط نہیں۔ وہ وہ وقت اور ہر حال میں صابر اور راضی ہیں۔ جب شربا کی نیس تو محنت اور کوشش کا عمل غلبے بھی نہیں۔ انجیاء کو یہ صفات اللہ نے محنت اور کسب کے بغیر اظفار فرمائیں۔ ان کو یہ مکان ایسا ہی سے بدراجه

کمال دیے گئے۔ کیونکہ اخلاقی صفات میں ارتقاء اسی وقت ہوتا ہے جب کہ ہو۔ اسی طرح رافت و رحمت بھی وہ صفات ہیں جو آپ کو جا اسکے بدراجه، کمال عطا کی گئیں۔

رافت و رحمت حد کمال تک

ان صفات سے آپ کو موسوف کر ہاں بات کی دلیل بھی ہے کہ رحمت دو عالم میں یہ صفات کمال کے نظروں اختیار ہیں۔ کمال کی وہ آخری حد جو کسی انسان کے لئے ممکن ہے۔ اس کی وضاحت یہ ہے کہ ہر اقتدار نام کی ایک حقیقت ہوتی ہے جس پر وہ لالات کرتا ہے۔ خصوصاً صفاتی نام اسی وقت صادر آتے ہیں جب ہندے میں ان کی حقیقت موجود ہو۔ یعنی رافت اور رحمت کی حقیقت غیر کو اختصار سے پچانے کی کوشش اور اپنے فضل و احسان کرتا ہے۔ پچھلے اور تیسرا یہے کالم اور سخاک، خوبیز اور ہے رام انسانوں کو کوشش اور مہربانیں کیسے کر سکتے۔ ممکن ہے کسی موقع پر کسی کے ساتھ انہوں ایسا معاشرہ کیا ہو جو ان چند موقوں کی وجہ سے ان صفات کو ان کی عادت اور خلائق میں کہا جاسکا کیونکہ ان کی قابل ذکر حقیقت سے یہ کمال خالی ہیں۔

الہ انسان سے صرف ایچھے عمل کا مطالبہ نہیں کرتا بلکہ اس نے اور زیادہ ایچھے عمل کا مطالبہ کرتا ہے۔ رافت و رحمت بھی میں ہیں۔ آپ کو یہ صفات عطا کرنا طاقتے مخفی ہے۔ جس میں آپ کی عنعت شامل ہے۔ اللہ سے یہید ہے کہ مطالبہ احسن میں کارے اور صفات وہ عطا فرمائے جوں کی احسن حقیقت اپنی میں موجود ہو۔

پہلے ٹاہت ہو جکا ہے وہ جو حقیقت کی کوئی عدم عطا نہیں کرتا۔ ان اماء سے آپ کو موسوم کرنے کا مطلب ہے ان کی بھرپور کمال اور احسن حقیقت آپ میں پائی جاتی ہے۔ سارے ہی تی رافت و رحمت کے حال ہیں۔ ان کی رافت کے آٹا اور رحمت کی علامات تو احمدت تو جلا میں ہیں۔ ان ان ناموں سے آپ کے علاوہ کسی کو موسوم نہیں کیا۔ کیونکہ ان صفات کے نتھے اخلاق پر صرف آپ ہی فائز ہیں۔ کسی مال نے آپ سے زیادہ شفیق اور مہربان ہیئے کوئی نہیں دی۔ اللہ کی حقوق میں ہم تو سے زیادہ مہربان، شفیق، حسن اور صنم دوسرا کوئی نہیں۔ اس کی اس سے بڑی دلیل اور کیا ہو سکتی ہے کہ آپ کو کوئی اور حرج کہ کر افسوس نہ خود آپ کی خلفتوں اور مہربانوں کی گواہی دی۔

رافت و رحمت آپ کا حال ہیں

آپ کو رود اور رحمت کی بنا پر اس بیان ہے کہ رافت و رحمت آپ کا طلاق اور عادت ہیں۔ یہ ایسی صفات ہیں جن کا کسی کسی موقوفہ پر قبور ہوا اور آپ کی بڑی وحدت اور ہر حال میں شفیق اور ہمیزان ہیں۔

اس کی وضاحت یہ ہے کہ یہ نہ اخلاقی صفات سے اسی وحدت و موصوف ہو سکتا ہے جب ان کی معلمات و حیثیت کا حال ہو۔ اور اکثر ان صفات کے زیرِ اٹکام کرے۔ اسی کو علم اور عادت کیتے ہیں۔ اور جہاں یہ اکثر گھنی سراسر حیثیت ہوں وہاں طلاق سے بڑے کر حال کا درجہ احتیار کر لیتے ہیں۔ جہاں کسب اور محنت کا مقابلہ ہوہاں اس صفت کے ذریں اور نس سے مظلوب ہو جائے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ جہاں خود نہ امری ہو اور بلا کسب کمال عطا رہے وہاں ایک لمحے کے لئے بھی اس کا مکان ہیں کہ نس سے مظلوب ہو جائے۔ تمام انبیاء جو اس طلاق کے درجہ کمال پر قابو ہوئے ہیں جوچید اور مدد ہو۔ یہ اخلاق ان کا حال ہوتے ہیں۔ لہذا کسی نبی کے سلسلہ تعلق یہ کہا کر کسی موقع پر وہ نس سے مظلوب ہو گئے یا اسے میری کی وجہ سے قبل از وقت اپنا مستقر چھوڑ دیا جب یہی جیمارت مظہل ہیں اور غلیظ ملکی شانی ہے۔

ایک اور بات بھی قابل وضاحت ہے کہ اسی صفات کے مکالماتے کسی کسی کو نام دیے گئے ہر جی کوئی نہیں۔ اس کی وجہ کیا ہے؟ مثلاً لوگوں کو فتنہ ادا کر کر خیزی اور مذہب، اور ایک اور اورلس دلوں کو جنتی، ناسا عمل اور لس نو اکمل کو ستاری، اس اعمال کو صداقی فلز خالد، مروی کو مشخص اور نکر نہیں اور اولاد کو صالح، سکون اور ایک کو اؤا ب کہا

اس کی وجہ یہ ہے کہ بعض اخلاق میں پچھی نیز زیادہ ایقانی جیشیت رکھتے ہیں۔ ان کی نیزیان جیشیت کی وجہ سے انہیں ان ناموں سے پکارا گی۔ اس کا یہ مطلب ہے کہ دوسروں میں یہ صفات بھی پائی جاتیں۔ رحمت دو عالم کو کو اس لئے روایت اور حکم کہاں کوں دو صفات میں آپ تمام انجیاء سے ممتاز ہیں۔ یہاں سے خود علیٰ اصلاح و اسلام کی ایک اور خصیلت بھی کھل کر سامنے آتی ہے۔

مقام مصلحتی

وہ یہ کہ خصوصی کو صرف انجی و صفات میں امتیاز حاصل نہیں۔ آپ تمام مدد و اخلاق میں تمام نبیوں سے ممتاز ہیں۔ کیونکہ رافت و رحمت ہمچنانہ تھام کا مدار و حیات ان کی اساس میں۔ محمد اخلاق کا سار پر مشتمل ہے۔ شفیق اور ہمیزان شخصیت کو ارجمند ہو گا۔ صابر اور صادق بھی ہو گا۔ عیف اور پاک دامن بھی ہو گا۔ صالح اور منیب بھی ہو گا۔ حسن اور منعم بھی ہو گا۔ رحمت کرنے والا اور درود رکھنے والا بھی ہو گا۔ حدود کا نگاہدار اور حقوق کا پاساں بھی ہو گا۔ اور کریم بھی ہو گا۔ جو ادا اور طہم بھی ہو گا۔ جس کے پاس جو اہرات کی کاک ہو تو ہبڑاں کی کوئی کوئی خاطر میں لے لے گا اور جس کے قبیل میں سندھر ہو جاوے دی رہیا تو قوت اور برتری کیوں نہیں ہو گی؟ اس کا ایک اور پہلو بھی قابل ملاحظہ ہے۔ قرآن میں پتّیبروں کی بہت سی صفات ذکریں ہیں۔ اکثر صفات ان میں سے ایسی ہیں جو کچھ اچھا ہو جن کی اخلاقیات ان کی ذات پر قائم ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر صابر اور شکر طہم نیب اواب وغیرہ۔ صابر کا صبر، شکر کا شکر، طہم کا طہم اور نیب کی ایمان اپنی ذات لکھتے ہے۔ پکھے صفات ایسی ہیں جن کا مفعول غیر ہے اور اس کا تاثر غیر پر ہوتا ہے۔ یہے اواہ لوگوں کے سامنے رحمت کا حامل کرنے والے اور ان کے لئے دعا کیں کرنے والا۔ رافت اور رحمت دونوں ایسی ہی صفات ہیں جن کا تاثر غیر ہوتا ہے۔ دوسروں کا انکھ کھانے والا۔ لوگوں کو تھesan اور تکلیف سے بچانے والا۔ ان کو فائدہ پہنچانے والا۔ یہ صفات پتّیبروں کی ذکری گئی تمام صفات پر مقدم ہیں۔ وہ ساری مشقیں انہی کی فرع اور شاخ ہیں۔

ایک شبھی کا ازالہ

شاید کسی کو پہنچا شکا تام سچی اور بیسر بھی ہے وہ نام اشٹے ہر انسان کو دیا اور فرمایا، فوجھ لٹلے شیخنا نہیں۔ ہم ہدایت ہم تے اسے شند کیتے والا تو خصوصی کیا خصوصیت رہی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ صرف بخوبیات کے ہے۔ سماعت و بصارت کا انسان کی بیرت اور اخلاق کے کوئی تعلق نہیں۔ جب کہ یہ نام آپ کے کاروں کا کاشی، بیرت کی عکالت اور اخلاق کی بندی کا مظہر ہیں۔ پھر یہ اوصاف انسانوں میں سے کسی مخصوص فرد

وَقَاتِلُوكَفْلَا رَحْمَةً لِلظَّالِمِينَ۔ ہم نے عالمیں کے لئے آپ کو رحمت ہا کر کیا
اس جگہ سورہ الحجہ میں وہ ترتیب اختیار کی جس سے رافت اور رحمت مومنین کیلئے ہی مخصوص
ہو گئی۔ جیسا کہ کام رازی نے فرمایا۔ اس لئے بعض مفسرین نے عالمیں کی تعمیر مومنین سے
فرمائی۔ تو کیا آپ ﷺ کی رحمت عالمیں ہیں؟ اور آپ صرف اہل ایمان کیلئے ہی رحم جیں۔ اس کے
بجا پہلی بعض مفسرین فرماتے ہیں۔

عام رحمت میں کیلئے ہے۔ مومنین کے ساتھ رحمت مخصوص ہے وہ خاص طرح کی رحمت ہے۔
اس کی واضح راستے کرنے والے مخصوصین الدین نے فرمایا

وَإِنَّ الرَّحْمَةَ الْمُضْرُوْمَةَ إِلَى الرَّفَاهِ فَخَاصَّةٌ بِالْعَوْمَمِ

مومنین کیلئے و رحمت مخصوص ہے جس میں رافت ہگی شامل ہے۔ (ابن حجر العسکری۔ المودع۔ ۱۲۸)

اس کی واضح راستہ و مثالوں سے ہو گئی۔
سورج نور ہے۔ اس سے چاند بھی نور ہوتا ہے۔ زمین بھی نیشن یا ب ہوتی ہے۔ اس سے کہیں
زیادہ روشنی چاروں طرف خالیں بھیجنے ہے۔ کیونکہ یہ ایک کہہ ہے۔ بڑی طرف سے روشنی اور زمین
سے لاکھوں گناہیوں ہے۔ زمین اس کی تمام درختیں جسیں سیکتی ہیں۔ اگر اس کو قابل بالا رہو، وہ پوش کیا
جائے تو بالفضل وہ زمین کوئی نور کرتا ہے۔ فوج نور کرو اور بڑا ہونے کی وجہ سے دوسری چیزیں اس
سے خوبیوں و شان ہوتی پہلی چاہتی ہیں۔

ایک شخص کوئی چیز مثلاً الماری میں سے کوئی کتاب دیکھتا ہے۔ جس کتاب کو دیکھنے کا ارادہ ہے
صرف وہ نظر پسیں آتی چکر۔ اس کے دلکشیاں ہیں جس کی نگرہ بہت سی کتابیں بھی نظر آتی ہیں۔ مطلوبہ
کتاب اگر چاہیے اسی ہے۔ میکن تو نظر پا چکوں کوئی بھی اپنے اماطر میں لے لیتا ہے۔
رحمت عالم ﷺ میں زمین رافت اور موضع رحمت ہیں۔ ہر کوہ وہر گرس وہ کس پر قرطاف اس سے فیض
حاصل کرتا ہے۔ لیکن ہا بالفضل رافت و رحمت صرف مومنین کیلئے ہے۔

کلیئے نہیں۔ تتم ہی انسان یہاں تک کے جاؤ رہا ہی اس میں شریک ہیں۔ جب کہ ان دوناں میں
سے اندھے صرف حضور ﷺ ہی کو مخصوص فرمایا ہے۔

رافت کو مقدم کرنے کی وجہ
آپ ﷺ کو روزاف پہلے اور حرم بعد میں کہا گیا۔ اس کی عکس مفسرین کرام میں سے علامہ آلوی
نے یہ فرمائی۔

وقد یقین تقدیم الراقة با عختاران اور کماں گیارافت اس نے مقدم ہے کہ اس کا اثر تکالیف
الارهادفع المضار و تاخیر الحمدہ دو کرتا ہے۔ اور رحمت اس کا ناتھ میں رومبے کر سکی
با عختاران اثارها جلب المنازع و ثانی فائدہ مکاتبا ہے۔ اور کلی بات و مسری سے زیادہ
الاول اهم من الثانی۔

ایہ حدیث ہے۔ (درمن العالی۔ المودع۔ ۱۲۸)
حضور ﷺ اس برتر مقام کے باوجود اللہ کی تھوڑی تھوڑی ہیں۔ اس لئے آپ کی صفات بھی تھوڑی تھیں۔ جو
اگرچہ تھوڑی کی نسبت سے نام، اکل اور اعلیٰ ہیں۔ کنکن اللہ کی نسبت سے ناقص اور ادنیٰ ہیں۔ کیونکہ
اللہ کی صفات کی کوئی حد و انتہا نہیں۔ اس لئے آپ کی صفات کو مومنین کے ساتھ مخصوص فرمایا۔
اللہ کی رافت و رحمت تمام لوگوں کیلئے ہے۔ آپ کی شفقت اور رحمت اہل ایمان کیلئے ہے۔ اس
لئے علام اسماعیل حقی نے فرمایا۔

انہیں صلی اللہ علیہ وسلم لاما کان یے شک جب نیم مصلی اللہ علیہ وسلم تھوڑی تھی اور
مخلوقا کا نت رافتہ و رحمتہ مخلوقہ آپ کی رافت اور رحمت بھی تھوڑی تھیں۔ بھی
نصارت مخصوصہ بالعومن لصفع طلاقی کمزوری کی وجہ سے وہ مومنین کیلئے مخصوص
الخلقة سوان اللہ تعالیٰ لہما کان خالقا ہو گی۔ اسرا لاشج بمناقبے تو اس کی رافت
کانت رافتہ و رحمتہ قدیمه نکات اور رحمت بھی از بی ابھی ہے۔ پس ناقص
عامة للناس لغوة خالقہ (المودع۔ ۱۲۸) ہوئے کی وجہ سے تمام لوگوں کیلئے عام ہے

رحمت کو عام اور خاص کرنے کی وجہ
ایک جگہ اس نے آپ ﷺ کی رحمت کا عہدہ ذکر فرمایا۔

سید الوسط

حضور ﷺ کی امت کو اللہ نے امت وسط کیا۔ سبحان اللہ ایک کیا فضیلت ہے جو آپ کی وجہ سے اللہ نے ایسیں عطا فرمائی۔ اور کیا اونچی شان ہے جو آپ کی بدولت ایسا نسبتیں۔ حضور ﷺ کی تدریسات اور امثال اللہ کے پاں کیا ہے؟ کیونچی فضیلت اس کا اندازہ کرنے کے لئے کافی ہے۔ آپ کو تو جو کچھ ملا طے۔ آپ کے خلاموں کو بھی اللہ نے وہ کچھ عطا فرمایا جو بھی امور کے حاشیہ اور اس میں بھی نہیں۔

محمد ﷺ کی امت حرام اموں میں اختب۔ حرام اموں میں بخیر۔ دایلی الہ۔ حمید اقوام۔ مرکز ام۔ جہاں کیا مدد حجا جو اس کے دربارِ رحمت سے بھیں شر و رحت بھی عطا ہو جاتا۔ یہ تو اسی کریم کا کرم اور حضور پیر نور علیہ الصلاۃ والسلام کا صدقہ ہے۔ میرے حبیب محمد صلی اللہ علیہ الرحمۃ وعلیہ السلام۔ حکیم خاطرا رکی میں اللہ نے ان کے خلاموں کی شان بھی بڑھا دی۔ تمام اموں میں ایک مرکزی مقام عطا فرمایا۔ اس مرکزتی کو بیان کرنے کے لئے اللہ رب الحضرت نے ایک یگب اور مندرجہ لفظ استعمال کی۔ واقف و مسلط ہے۔ ارشاد فرمایا۔

و كذلك حملناکم المدوس طرح تم پر تھیں متحمل است یہاں۔

جس بڑائے میں یہ الفاظ وارد ہوئے ہیں اس سیاق کو جو ٹھنڈی نظر رکھنا ضروری ہے۔ تحریل قبلہ کا مرحلہ درجیش ہے۔ جس کی اہمیت پسلے ذکر کی جا سکی ہے۔ کسی بھی جہت میں ذاتی طور پر کوئی فضیلت نہیں کر کے۔ اللہ کی سوت کو فضیلت عطا فرمادے۔ چنانچہ اپنے فضل و کرم سے جہت کہہ کوئی کو اس نے فضیلت عطا فرمائی۔ اصل فضیلت جہت کی نہیں بلکہ خود کی ہے۔ جہات اربیں سے کسی جہت کو قبول ہایا جاتا تو اس سے اسی صرف بندی ہوتی بھی فضیلت کی ہوتی ہے۔ بالکل سید بھی۔ ایک کے بعد ایک۔ کیونکہ یہ کئی ہر جگہ ایک اسی راست پر ہیں۔ اس کے برکت کیا کو قبول

ہاتھ سے دائرہ ہوتا ہے جس کا مرکز کعبہ ہے پھر بھی جگہ میں کامیں وسط اور مرکز بھی ہے۔ اسی سے زمین کو طرف میں پھیلایا گی۔ جس طرح مرکز زمین کو اس نے مرکز عبادت ہادیا اسی طرح احص میں جمیں بھی مرکز ام ہادیا۔ کذا الک کا معلوم بیان کرتے ہوئے نام رازی فرماتے تھے۔

فہذه الجهات بعد استواله اهلی کو نہا۔ پس بخش کے بعد کیتھی اللہ کی ملکت اور ملکت میں داخل ملک اللہ و ملکالہ خص بعضاها بمزید۔ تین۔ جہت کعبہ کو اس نے مرکز شرف اور کرامت سے خوازنا۔ الشریف والکرمی باد جعل قلۃ فضلا۔ اس طرح کا پیغام فضل و احسان سے سے قلۃ ہے۔ اسی منہ و احسان انا لذک کامیں مشترک کوں طرح سب اتنی بھی مودیہ میں مشترک ہیں کیا اس است فی العبودیۃ الامہ خص هذه الامیم زید کو بجزیل و مبارات سے نوازا۔ یا اس کا فضل و احسان الفضل والعادۃ فضل احسان و احسان و احسان۔ (قراءۃ۔ ۱۳۲)

حملناکم میں تین کی ضمیر (لما) عکست پر دلالت کر رکھی ہے۔ ضمیر قطب (کم) سے براء راست خطاب کا فائدہ ہو رہا ہے۔ قطب تین حقیقی شہزادیوں میں پر اور راست خطاب کر کے ہمارے فضل و شرف کا اعلان کر رہا ہے۔ اور شرف بھی ایسا ہو بالاعلیٰ اس امت کو حاصل ہو چکا ہے۔ یہ نہیں کہ مخلوق میں حاصل ہو گا۔ روح العالیٰ میں ہے۔

یا جملناکم بختی حقائق العدالة۔ اس طرح کر جملناکم افضل حقائق دلالت کا تقاضا بالفعل و استعمال الماضي بمعنى کرتا ہے۔ اور اسی کو مشارع کے میں اس انتہا

المضارع خلاف الظاهر کر خلاف کاہر ہے۔ (ایذی۔ بقرۃ۔ ۱۳۲)

سرسری نظر میں قاری قرآن کو سطہ ہونے میں کوئی خاص شرف مطمئن نہ ہوتا۔ زیادہ سے زیادہ عدل کی طرف زدن مخلق ہوتا ہے۔ یا مست چونکہ گواہ ہے اس نے مادل ہے۔ فضیلت اگر معلوم بھی ہو تو شہادت کی معلوم ہوئی ہے۔ مگر شہادت سے قطع نظر بجاے خود یہ بہت بڑا شرف ہے۔ اسے بھی کے کے ترقی میں اس امت کے ایسا مخالف کے سند میں اترنے کی ضرورت ہے۔ انگریز بلکہ اور قدیر کی سرگلی سے ہی اس کمال کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ جب تک وسط کے ہارے میں جان کاری نہ ہو

تب کسی اس سبب میں پوچھ دیجو تو یون کی تفہیق کشانی نہیں ہو سکتی۔

وسط کامعنی

دو کاروں کے میں درمیان کو وسط کہتے ہیں۔ تفسیر بیانی میں ہے

هوفی الاصال اسم المکان الذي تستوى الي المساحة من الموارب

و ماءاصل میں اس جگہ کہا ہے کہ ہر طرف سے حکی مادت برآ رہو۔ (ابقر، ۱۳۲)

و سط کا لفظ ایک تو میں کے زبر کے ساتھ آتا ہے جو یہی ہے جس کی بات ہو رہی ہے۔ درمیان کے ساتھ آتا ہے۔ دو ہوں میں واقع یہے کہ سط اتو میں درمیان کو کہتے ہیں اور وسط دو کاروں کے درمیان کسی بھی جگہ کو۔ علم الداروں میں محمد بن عمر الباقی فرماتے ہیں

والوسط بالتحریک اسم لعن مابین طرقی۔ وسط دو کاروں کے بالکل درمیان کو کہتے ہیں یعنی الشیء کسر کر الداروں۔ وبالسکون اسم دارکار مکر۔ اور وسط حکم ہے اور اسے کے درمیان کسی بھی جگہ کو وسط کہتے ہیں۔ (ابقر، ۱۳۳)

وسط کی استعمالات

و سط کا لفظ بیانی طریقی بحادات کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ تفسیر بکری میں ہے۔

ان لفظ الوسط يستعمل في الحدادات يعني باللغة بحادات کے لئے مستعمل ہے۔ عمده او رجیدا خلاق پر تکمیل مذموم اخلاق کے درمیان ہوتے ہیں۔ لباد اربفہ ایک اخلاق کے لئے بھی استعمال ہوتے ہیں۔

تم استغیر للخلاص المحمدۃ لوقوعها۔ پھر پسندیدہ عادتوں کے لئے مستعاریا گی۔ کیونکہ این طرفی افراد و تقریط کا لمحہ ہے۔ وہ افراد و تقریط کے دو کاروں کے درمیان ہوتی ہیں الاسراف والبخل والشحاجۃ بین النہوں۔ یہیں سعادت اسراف اور بکار کے درمیان اور شفاعت والجهن (بضادوی) ہے یا کسی اور بزرگی کے درمیان ہوتی ہے۔

پھر اسٹھن پر اس کا اطلاق ہونے لگا جو ان مادتے میں موصوف ہو۔ صاحب: اُن کو وسط کہنے لگے۔

قرآن کے آئینے میں

نم اطلاق على المتصف بها اطلاق الحال على المجل

پھر ان صفات کے متصف پر الگا۔ بی حال کو اگل پر اطلاق ہے (الہی۔ ۷۴۔ ۷۳) درمیانی صفات ہی بہترن ہوتی ہیں اور ان کا حال مختلف ہوتا ہے۔ اس لاثا سے وسط میان رہ کو کہتے ہیں

الوسط بالتحریک المعدل۔ وسط کا معنی ہے الاستحال والا (مسماح بکری)

بی شخص ان اہل اخلاق سے متصف اور عدم خصلتوں سے ہر جن ہو وہی معاشرے کا ذی عزت پندرجہ اور صاحب قیامت شخص ہو گا۔ اس لاثا سے ہر ذی عزت شخص بلکہ ہر اعلیٰ اور بہترن شے کو وسط کہا جائے گا۔

ان جو طریقی فرماتے ہیں۔

و اما لو سط طلاقہ فی کلام العرب العصار اور ہاد سلطان کام عرب میں بہترن کو کہتے ہیں۔ عما والدین ان کی کثیر کار ارشاد ہے۔

کہا تعالیٰ فرض لوسط العرب نسباً وداراً ای خیرها

یہیں کہا جاتا ہے قریش اس اور مگر کے لاماظ سے وسط بھی بہترن ہے۔

لسان العرب میں ہے۔

ان اوسط الشیئن انشله و حصارہ کو وسط بے نقیب کی جو کار درمیانی افضل اور بہتر ہے۔ یہی المربع من طرفہ و کو وسط الدایۃ چیز اگاہ کا درمیان طرف سے بہتر اور سواری کے لئے جا لور لر کوب حمر من طرفہ و میکن الرأک کار درمیان کاروں سے بہتر ہوتا ہے کا کسرا رکار کے لئے وسط کی بہترن مثال دائرے کا مرکز ہے جس کی ہر طرف سے یا کش را ہر ہوتی ہے۔ ہر طرف سے یا کش مادی ہونے سے ایک اور ملہوم خا خوش ہوتا ہے وہ بارہی یعنی عمل کا۔

وسط اور عدل

عدل کا لغوی معنی ہیں برابر کرنا۔ اور یہ بڑو کی صد ہے۔ اس لاثا میں ہے۔

العدل ضد الجور وهو في اللغة الشهوية (المساءة)

عدل بحسب ضده أو العدل المُنْتَهى به بحسب ما يرى كافر

من حيث شفاعة فرماتے ہیں

او رادان امریٰ بحسب ترمیا کو لفظ العدل کے اصل معنی برایہ کرنے کے ہیں۔ بھرپور نبیوں سے

اس کا مفہوم مختلف ہو جاتا ہے۔ (مدارف القرآن، انقل، ۴۰)

مفرادات راقی کتاب امین میں ہے

فان العدل هو المساواة في السكافافاتan بغير حجرا وان شرفا

پس صل بدلے میں برایہ کا نام ہے۔ خیر بال خیر و رشک بال رش

لاف نبیوں سے اس کے مختلف مقایم بنتے ہیں طلاقت، عویض، بدل، فرمی، اصال، مثل،

تفیر و فیر و اور یہ ایک میں برایہ کا مفہوم پایا جاتا ہے۔ عدل اگرچہ مصدر ہے مگر عادل کے معنی

بھی دیتا ہے۔ اش کے نام العدل کا ذکر کرنے کے بعد ان اخیر فرماتے ہیں

وهو في الاصال مصدر من به فرض موضع العادل (النهاية)

اور اصل میں یہ مصدر ہے۔ جس ساتھ موسیٰ کیا گیا۔ اور اسے عادل کی جگہ کہا گیا۔

عادل کا معنی ہے برایہ کرنے والا۔ جو کسی ایک جانب سے عدالت رکھتا ہو۔ جانب داری

سے پاک ہو۔ معلمات و معاملات اور احتدام میں رہو۔ وصف عدالت سے موصوف ہو۔

علم الاعاقی کی رو سے عدالت کیا ہے؟^۱ محمد علی قزوینی کشف اصطلاحات الفون میں فرماتے ہیں۔

هي التوسط بين الافراط والتفريط وهي مرتكبة من الحكمة والعدالة والشجاعة

عدالت افراط و تفريط کے درمیان توازن کا نام ہے جو حکمت عفت او رثىاعت سے مرکب ہے۔

اور از روئے شرع

هي ملکة في النفس لمنعها عن الغرور عدالت نفس کا نام ہے تو کچھہ گناہوں کے

الكتاب والاصرار على الصداق و عن سماحة اصال، صفير، کاہوں پر اصرار و رغبۃ

الرذائل العباحد (۱۹۸-۳)

مباحثات سے درج کا ہے۔

پس عادل وہ ہوا جیتو سط اور عادل والا ہو۔ عادل کہتے ہیں

توسط حال بین حالین فی کم لوکیف

دوجا توں میں سے درجیانی حالت کیتیں میں ہو یا کیتیں میں (اسان العرب)

ایسے معتدل ہے جو مخلوق، حی انسانی اور غیر انسانی صفات کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ لام

رازی فرماتے ہیں

والعدل هو المعتدل الذي لا يميل الى احد الطرفين (سفرة ۱۴۳)

اور عادل احتلال والا ہے جو وکاروں میں سے کسی ایک طرف سے میلان نہیں کرتا

صاحب عدل شخص تھی، قائل احتداث و قائل شہادت، بتا ہے اس لئے آپ نے اس کی تحریر

عدل سے فرمائی۔

روی الترمذی عن ابن سعید المدرسي ترمذی نے ابو عصیون تحریر ^۲ سے روایت کی

عن النبي ﷺ فی قوله تعالى و كذلك نیز ^۳ اسے امت مسلم کی تحریر میں فی باعول

حکماً کام امہ و سلطاناً عدلاً (ترمذی)

ایک سوال

و معاذ کا حق اگر عدل حق تھا تو سے کا اللہ لئے کی ضرورت کیا تھی؟

قرآن کا لفظ منصب اور چاہا ہوا ہے۔ قرآن میں جو تھے جس تھے، جسے استعمال ہوا وہ اس اسی طرح

آئتا چاہئے تھا۔ کسی انسان کے پاس ایسا لفظ تھا جو اس سے بہتر ہوا رہے وہاں رکھا جائے۔ یہ

مکن نہیں۔ قرآن میں ایک تھتیکی ایسا نہیں جس پر انکی رکھی جائے۔ تھت اور درب وہاں رہا

پا سکے۔ بالخصوص وہ لفاظ جو کہ آپ اور آپ کی امت کی شان میں وارد ہوئے ان کا ترکیب

ہی اور ہے۔ حق یہ ہے کہ وسط کے استعمال میں خاص حکمت ہے۔ اس سے امت محمد کی کل شانیں

ظاہر ہوئیں۔ مگر کیتے کام میں جو تم اس کے سوا کسی اور لفاظ سے ظاہر نہیں ہوتا۔ وسط میں برایہ کو

کہتے ہیں اور عدل برایہ کرنے کے مخلوق میں آتا ہے اگرچہ ایسا حق برایہ ش پائی جائے۔ اس

لئے کسی حق اور برے معاملی میں بھی استعمال ہو جاتا ہے۔ جیسے فرمایا
لهم ربہنہم بخداونَ وادروں کا پانی رب کے پار ہو کرتے ہیں
یعنی شرک کرتے ہیں اس وجہ سے عادل شرک کو بھی کہا جاتا ہے۔ اسی طرح کا ایک لفاظ صدھ
القصد هو الوسط بين الطرفين صدھ و کارول کے درمیان کو کہتے ہیں
یعنی ابھی اور بری و دچیزوں کے لئے بھی استعمال ہو جاتا ہے۔ سورہ قاریم میں فرمایا
وَنَهْمَ طَالِمَ لَقَبِهِ وَنَهْمَ مُنْقَبِهِ وَنَهْمَ سَايِقَ بِالْحَيْثَابِ
کوئی ان میں اپنی جان کا برکت ہے اور کوئی ان میں خیلی چال ہے۔ اور کوئی ان میں خوبیاں نہ
اے گے بڑھ کیا ہے۔

اس طرح کے اور بھی کافی الفاظ ہیں لیکن ہر ایک میں کوئی تکونی علت ہے۔ مرح اور تریف کے
مقام پر ایسے الفاظ کا استعمال مناسب نہ تھا جن میں فتح معاشر کا احوال موجود ہو۔ البतا می نے
 واضح کیا ہے کہ وس ط کے تمام مادوں میں مددی اور جودت کے معاملی پائے جاتے ہیں۔ اس
لئے ان عادوں نے یہاں مددی اور جودت کے بعد فرمایا

فقوله شم فرایدل على ان هذه الشهادة من حملة معنى الابية لأنها بعض معنى الآية
یہ ان کا قول نہ فراید اس کرتا ہے کہ شہادت کی تحریر ایسے کام بنالہ ممکن ہے کہ کسی آئینہ کا

ایسی سے معلوم ہوتا ہے وس ط کی عمل سے تحریر بھی من جملے ہے۔ وس ط کا محل مہم و تمریز کا
ہے عمل، خیار، جودت، صیانت، عزت، بلوغ و غیرہ اس کے لوازم ہیں

فمن اجل ذلك صار معنى الفقاذه والعزبة والبعار والصيانت من لوازم معنى الرسط
ایسی وجہ سے نفاست، عزت، خیار و خاتمات و سط کے میں کو لوازم ہو گے (اعن عاصم)

و لوازم العدل الجودة اور عمل کے لئے بھی لازم ہے (البقاعی)
شان مصطفیٰ

ظاہر اس میں شان بھی آئینہ کی ہے اور خطاب بھی آئینہ کی ہے۔ حقیقت ایسے نہیں۔ پہلے خطاب
بھی آپ ہیں اور سب سے پہلے اس میں شان بھی آپ کی ہے۔ آئینہ میں ہر خبر و قیمت سے آئی

ہے۔ آئینہ کو جو فضیلت بھی ہے جیسی اس میں پہلے وائل ہے لیکن نبی کو ملے والی فضیلت میں امت
کی شمولیت ضروری نہیں۔ کیونکہ آئینہ اور خوبیہ تبریز ہے۔ آئینہ کی فضیلت کا شرف
ہے جیسے شاگرد کا کمال اتنا کا اعزاز ہے۔ لیکن آئینہ اگر واط ہے تو خوبیہ سید الوساں ہے۔ البتہ یہ
واٹھ رہے کہ واط میں جو شان رسول اللہ ﷺ کی ہو گی وہ آئینہ کی نہیں ہو گی۔ جیسے وصف شہادت
وعلوں کو حاصل ہے لیکن اس میں جو شان آپ کی ہے وہ آئینہ کی نہیں۔ آپ کی شان واط آئینہ
سے جدا اور نظر ہے پا وو دو اس کے کام کو جو کوچھ لانا ہے آپ کو وہ بھی ملے جو اکمال حاصل
ہے۔ آئینہ کا واط دوسری ہے پا وو دو اس کے کام کو جو کوچھ لانا ہے آپ کو وہ بھی ملے جو اکمال حاصل
ہے۔ آئینہ کا واط دوسری ہے پا وو دو اس کے کام کو جو کوچھ لانا ہے آپ کو وہ بھی ملے جو اکمال حاصل
ہے۔ اکمال اور اخلاقي خود دوسری ہوتے ہیں۔ اگر دوسری کے سبب ناما جائے تو لازم آئے گا خوبیہ کے اخلاق
و اوصاف و ابھی نہیں کی جو ہوتے ہیں دوسری اور خوبیہ لازم و خوبیہ ہوتے ہیں۔ خوبیہ کی جملات اور
طبیعت خود کی بات کا تھا کہ اس کی طبیعت ہے جو اللہ کی طبیعت اور مراد ہے۔ فلوبینک فلماڑھ سہما سے بھی
بات معلوم ہوتی ہے۔ رہا کر لپھن جگہ جہاں وہی نہیں آئی آپ نے کسی ایسے پہلو کو اختیار فرمایا جو
اللہ کی خشنائی تھی تو اس پر اگلے کسی عنوان کے تحت بات ہو گی۔ ابھی واط ہونے میں آپ ﷺ کی
شان یا ان ہو گی۔ اس میں آئینہ کا کمال اگلے سے یا ان ہو گا۔

آپ صاحب عدل ہیں

واط اور عمل کی تفصیل اور ثابت و اس کی جا بھی ہے۔ اس سے معلوم ہوا آپ عادل ہیں۔ عادل
وہ ہوتا ہے جو وصف عدالت سے معرفہ ہو۔ عدالت کوئی محسوس چیز نہیں ایک صفت اور حکم
ہے۔ آج اسے جس کا الحکم ہوتا ہے۔ اللہ نے ان میں تین تو شش رکی ہیں۔ قوت عدل سوت
شہود۔ قوت غصب۔ یہ تو تم اخلاق کی جی ہیں۔ ان میں افراد و ترقیات سے برسے اخلاق
بیباہوتے ہیں اور ان کے اعتدال سے ابھی اخلاق حجم لیتے ہیں۔ عدالت ان کے کمال کا ہم
ہے۔ خلاصہ اسی اس مقام پر واط برائیتے من کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں
لَا نَهَىٰ عَنِ الْمَحْمَدِ
کیونکہ عدالت قوت عدل، قوت شہود اور قوت غصب کے کمال کا ہم ہے۔

ان کا مقابل یہ ہے کہ یہ فرمادی و خیریہ اور کی بخشی سے پاک ہوں۔ معتقدل اور مین درہ میان میں واقع ہوں مثلاً بکل اور فضل غیری کا نظم اخلاقی مقابل ہوا ہے۔ شفاعت بزرگی اور بے باکی کے وسط میں ہوتی ہے۔ رحمت اور قیامت کے درمیان میان میں ہوتی ہے۔ خیریہ (وحرک بازی) اور بladat (بیوقوفی) کا مقابل ہوتی ہے۔ فوراً درہ مودا مقابل عفت ہے۔

ظاہر ہے اخلاقی کی جزیں مقابل ہوں گی تو ان سے پھوٹنے والی شاخیں بھی مقابل ہوں گی۔ اخلاق میں مقابل فضیل گناہوں سے تغفار و رضا کل سے دور ہوگا۔ پھر جو فضیل اتوں میں بتا کاں ہوگا اس کے اخلاق اتنے ہی اعلیٰ اور صفت عدالت اتنی ہی زیادہ ہوگی۔ آپ ﷺ میں یہ تحسیں قدمیں اتنی کامل ہیں کہ ان سے آگے ان کے لئے کوئی ویچ کمال ممکن نہیں۔ لحداً آپ کی شان عدالت بھی سب سے اکلی ہے۔ اتنی کامل کی راستے کی اور گواہی ضرورت بھی نہیں۔ امت تواریخی سے ہر زمانہ تمام اخیار پر ہی شہادت گذاری جائے گی ایں صفت عدالت میں آپ کا دیدہ اتنا بدل ہے کہ آپ کی گواہی کسی توڑے کی طرف نہیں ہوگی۔ دوسرے عدالت کی وجہ سے آپ ہر پہلو سے کامل اور مطلق فضیل کے حلقاً پر فائز ہیں۔ تیسرا عدالت میں اسی رسوخ کی وجہ سے نی حصہ، برگناہ سے پاک اور ہر ذمیل سے منزہ ہوتے ہیں۔ لفظ میں عدالت استقامت یعنی مطبولی پا نہیں اور ربات تقدیم کو کہتے ہیں۔ کشاف اصطلاحات المدون میں ہے وہی متفاوتہ و اقساماً یافتیں کہما۔ احتمالات میں درجات ہیں۔ انجام ایجاد یہ طالیں عم کم امروہی لاتون مدارفانی (السی ۸۷۳) ڈست جانے کا ہے اور یعنی ﷺ کے سامنے کوچاں نہیں

آپ ﷺ خوب سیرت ہیں

بریت انسان کے قول فضل کامن ہے۔ اقوال اعججے ہوئے تو قیرت میں ہو گی۔ برے ہوئے تو بری ہوگی۔ قول فضل اخلاق کے تاثیں ہوتے ہیں۔ جیسے اخلاق ہوتے ہیں ویسے ہی اعمال صادر ہوتے ہیں۔ اخلاقی بریت کا کمر اکھوٹا پر کھٹکی کی سوئی ہیں۔ جس کے اخلاق میں اس کی بریت بھی میں ہیں۔ قوای ملاش کے اخلاقی میں عمدہ اخلاق کے تین اصول پیدا ہوتے ہیں۔ قوت مغل کے اخلاقی میں عمدہ اخلاق کے تین اصول پیدا ہوتے ہیں۔ قوت اور قوت ثبوت کے اخلاقی میں عمدہ اخلاق کے تین اصول پیدا ہوتے ہیں۔

اعمال سے شفاعت پیدا ہوتی ہے۔ یہ تمدن تو ائے غاشکا نکھلے کمال ہیں۔ حکمت، حفت اور شفاعت معدہ اخلاق کا سرچشمہ ہیں۔ آپ اس رحمنی کے لئے وسط میں نظرے ہیں۔ اس لئے آپ بریت میں سب سے زیادہ حسین اور اخلاقی میں سب سے زیادہ محتفل ہیں۔ حکمت، حفت اور شفاعت میں کوئی آپ کا چالی نہیں۔ آپ کا ہر مطلق محتفل اور کمال ہے۔ کتب بریت و موانع اور کتب حدیث سے کوئی اس کی وضاحت ہوتی ہے۔

آپ ﷺ خوبصورت ہیں

حسن بریت میں اکر کوئی آپ کا ہاتھی نہیں تو حسن صورت میں بھی کوئی آپ کی نظریں۔ بریت میں احسن ہیں تو صورت میں بھی یہ مثال ہیں۔ تمام حکومات میں آپ حسین ہیں۔ جملہ انسانوں کی تقویم بھبھ جس سے تمہارا نسب سے اعلیٰ ہے تو جو انسان سب سے اعلیٰ ہے اس کی تقویم کوئی احسن ہوگی۔ اللہ نے ہر انسان کا تسویہ و تقدیل کی تو جو خاصہ و موجودات ہے اس کی تقدیل میں کیا انجما ہوگی۔ وسط میں مرکز کو کہتے ہیں۔ یہ صرف مخصوصی صفات کے لئے استعمال نہیں ہوتا جیسا کہ واضح ہو چکا ہے۔ آپ کس کل الوجہ و موط میں۔ آپ کے خصائص و مثال وسط آپ کا مرکز وسط آپ کا دین وسط آپ کی کام وسط آپ کا زمانہ وسط آپ کی امانت وسط آپ کا قبلہ وسط اور جو پیر وسط ہو ہوہ محمد و زین ہوتی ہے اخلاق و عادات ہوں یا پکھاو۔ تیری تعالیٰ میں ہے

والوسيط العجائب والا عالی من الشیع وبواسطه الفلاحة النفس حمر فيها

اور وسط پیچ کے بہر اور عالی حصے کہتے ہیں۔ ہمارا درمیانی پر جزو زیادہ میں ہوتا ہے۔ (قراءۃ ۱۴۳)

مشریعیاتی اکابر الدور میں فرماتے ہیں

لئوں علی العدل السواء الذي نسبه وسط بربری بقی محظوظ اور راجرہتا ہے جس کی نسبت الی کل جانب علی النساوی۔ وہلمزم ہر جانب سے صادق ہوتی ہے۔ اور لازم ہے کہ اپنے اعلیٰ من غيرہ۔ (بفرہ ۱۴۳)

آپ ﷺ دشابت، مقدومت، مدد و پوپ اور تابع اعضا میں بھی سب سے اعلیٰ ہیں۔ سے سیکن اور سب سے خوبصورت ہیں۔ حدیث میں آتا ہے۔

عن انس بن مالک انه سمعه يقول حضرت اُنس بن مالک فرماتے ہیں تضور ﷺ نہ بہت
کان رسول اللہ لبس بالطوطی البال کا دعامت تھے کہ وہ قامت نہ رنگ بارک چونے
ولابالقصیر ولا بالبعض الامقه ولا کی طرح سیدھی خاتا ہے انکل گندی بالہارک بالکل
بالادم ولابالحمد القطط ولا بالسبط سیدھے تھے بالکل چیدہ ارج (خاکہ ترمذی)
حضرت حسان بن ثابتؓ نے کیا خوب کہا تھا

واحسن منك لم ترقط عيني واجمل منك لم تلد النساء
اور آپ سے مسیح یہی آنکھوں سے نہیں دیکھا اور آپ سے جیل کی مررتے نہیں جنا
خلقت میرہ من کل عبی کانک قد خلقت کمالشہ
بریج سے آپ ایسے پاک پیما کیے گئے کیا آپ کا پس کی نشا مکاتبِ فرشتہ کیا

آپ عالی نسب ہیں

ای سے عالم ہوتا ہے کہ آپ حسب رتبہ میں بھی بلند ریج اور عالی ہیں۔ فرمایا
لقد خاتم کلم رمزوں من اقشم ایسا تھا کہ پاس رسول میں کا (اتبہ۔ ۱۸۰)
اس کی ایک قرات اقشمگم میں کے زبرے سے ہے۔ تفسیر درج العالی میں ہے۔

افعل تفضل من النساۃ والمراد الشرف فهو من اشرف العرب (توبہ۔ ۱۲۷)
نفاست سے تفضل کا صیغہ ہے۔ اور مراد اشرف ہے یہ آپ رب میں رب سے اشرف ہیں۔
ای ائمہ میں علام ابوالوقی فرماتے ہیں۔

قال رسول الله ان الله تعالى اصطفى من رسول الله ﷺ فرمایا ویکھ الشفاعی نے
ولد ابراہیم اسداصیل و اوصطفی من ولد اولاد ابراہیم
سے تی کنائت کی، تی کنائت سے قریش کو قریش
سے تی حاشم کو اور تی حاشم میں سے تی
اصطفانی من فرشتہ تی هاشم
نهایہ این اثیر میں ہے

الله کمان من او سمت قومہ ای من اشرفهم واحسهم
آپ قم میں اوس طبقے تھی بلدر جنگ اور عالی نسب تھے۔

آپ سید الانبیاء ہیں

امست مختارہ ام کا مرکز ہے اور آپ ﷺ احتملاً انجیاہ کا مرکز ہیں۔ ام است امتوں میں انجیاہ اور تی
نیوں میں احتجاب ہے۔ جب آپ کی امت و سلطہ تے لازم ہے کہ آپ انجیاہ میں وحدت ہوں۔ نبی
تو ہر ایک و سلطہ بے بذات خود بھی اور با تباری امت بھی۔ آپ کی امت کو وحدت کیم کر گھوڑا موت کو وہ
مقام دریا کیا جو تینی کا ہوتا ہے۔ جب ام است امتوں میں وحدت ہے تو آپ انجیاہ کے مقابلے میں وحدت
ہوں گے۔ ام است و سلطہ تھوڑا مختطف کی دلالات اور انجیاہ میں آپ ﷺ کا وسط ہونا اس کا اشارہ
ہے۔ ہر آپ ﷺ کے تمام کمالات بھی اس کی دلیل ہیں۔ جو وحدت ہو وہ ای ذی عزت۔ فتنت اور
سردار ہوتا ہے۔ پس آپ ﷺ تمام انجیاہ کے سردار اور سید الادساط ہیں۔ سید اور سردار کے مقابلے
میں باقی تمام طبق اور سلطان ہوتے ہیں۔ اور تینی کی اطاعت اس کے سوا کچھ بھی کسی کی نبوت پر
ایمان لایا جائے۔ سب انجیاہ آپ ﷺ کی نبوت کے مقروہ اور آپ ﷺ کے حلقة نبوت میں داخل
ہیں۔

آپ اول المخلوقات ہیں

و سلطہ ہونا بھی ظاہر کرتا ہے کہ آپ ﷺ کی تھیں تمام گھوقوں سے مقدم ہے اللہ نے آپ کو تمام
گھوقوں سے پہلے پیدا فرمایا۔ کیونکہ و سلطہ میں مرکز کو کہتے ہیں۔ جس کی مثال دائرے کے مرکز سے
دی جاتی ہے۔ کسی بھی چیز کا مرکز اور اصل پہلے وجود میں آتی ہے۔ جیسے دائرة کا مرکز پہلے
بیٹنے کا اور کاہر اس وقت ہو گا جب دائرے کی تھیکیں بعد پر کارہائی جائے گی۔ یا یہ کہ کیا
مقام زمین کا مرکز ہے تو اس کا وجود پہلے ہو اور باقی زمین بعد اس سے پہلے جائی گی۔ اسی طرح
جب آپ مرکز ہیں تو آپ کا وجود پہلے ہو گا اور باقی کا کنکات کا بعد میں۔

آپ محور کائنات ہیں

و سلطہ سے یہی پہلے چلے ہے کہ آپ ﷺ کائنات کا مرکز اور جہان کا محور ہیں۔ پوری کائنات آپ

کے گرد گھوشتی ہے۔ تم بہاں دیکھتے ہیں ہر چیز کا کوئی تسلیم کرنا ہر چیز کے خواہ چھوٹی ہو جائی۔ گرے خانمان ان، بوق، قبیلے کا سربراہ اون کا مرکز۔ چاند، شمس، سورج کا مرکز۔ مسیح انجوم یعنی سپکھاوس کا مرکز۔ کچہرہ اسلامیں مسلمانوں کا مرکز۔ بیت الحجور نفرہ کا مرکز۔ کری برہہ کا مرکز۔ عرش حامیین عرش کا مرکز۔ حنفی حاشیان حنفی کا مرکز۔ پوری کائنات کا بھی کوئی مرکز ہوتا ہے جائے۔ ایک چیز کے مرکز مختلف انتہارات سے قافتہ ہوتے ہیں۔ مرکز ہونے کی تین صورتیں ہیں۔ پیش اور مقدار کے لحاظ سے مرکز ہو۔ اصل اور بنیاد کے لحاظ سے مرکز ہو۔ فضیلت اور اتفاق کے لحاظ سے مرکز ہو۔ آپ **﴿الْأَمْرُ﴾** کی ذات کے تلقین میں مغلظت وجود ہیسم کی گئی۔ مرکز روآتی آپ **﴿كَيْدِي﴾** کی ذات ہے کہ جہاں میں روشن اور زندگی آپ **﴿كَيْدِي﴾** جو ہے۔ مرکز روہائیت آپ **﴿كَيْدِي﴾** کے دراقدس سے تھوڑی کلی۔ آپ **﴿كَيْدِي﴾** توہو کائنات ہیں۔

آپ انسُن اور اجوہ ہیں

وسط میں محکمی اور جودت کا معنی پایا جاتا ہے۔ جو وسط ہو گا وہ محمد اور جیہید ہو گا۔ نیس اور نیش تیت ہو گا۔ نفاست کیجئے ہیں کسی کیچھ کو سرخ کرنا اور درودوں کا سکن میں بلکل کرنا۔ خاکبرے ایسی چیز کی قدر و قیمت ہو۔ اور اسر کی طرف رفتہ بھی بھوگی اس لئے تیس بیچڑی ہو جاتی ہے جو اور اس کی طرف رفتہ ہو۔ انسان کی اصل قیمت اس کی بیرت کے لحاظ سے ہوتی ہے۔ اللہ نے انسان میں انسانیت کا ہر جو رکھا ہے اور اس کی وجہ سے تمام چیزوں پر اسے شرف عطا فرمایا ہے۔ حسن بیرت کا مطلب ہے صاحب بیرت نے اس بیچڑی کی پرداخت کی ہے۔ بیرت و اخلاق جیتنے کا مطلب ہے اور اعلیٰ ہوں گے اس کی نفاست اتنی زیادہ ہو گی۔ آپ **﴿كَيْدِي﴾** کی بیرت سب سے اعلیٰ ہے۔ معروف الٰی میں آپ **﴿كَيْدِي﴾** مقام سب سے بلند ہے۔ آپ **﴿كَيْدِي﴾** کی ذات و صفات، طبع و حیوان، اوصاف و خصائص، عادات و مہماں سب نیس ترین اور مغمدہ ترین ہیں۔ اس لئے آپ **﴿كَيْدِي﴾** کائنات کی تجھی ترین حیائی ہیں۔

آپ بہترین اور منتخب ہیں

وسطیٰ کی چیز کا مدد اور منتخب حصہ ہوتا ہے۔ اس لئے کام عرب میں وسط خیار سے کنایہ ہوتا ہے۔ شاید لذت بھی ہیں۔ این عادوں میں ہے

فاظ الفاظ علی الحمار النیس کا کہا ہے۔ انہوں نے خیار اور نیس پر کنایہ اس کاطلاق کیا ہے۔ اپنے قرب خاص کے لئے اس نے آپ کو چاہا۔ رنگارنگ کمالات اور محمد و ترین اعزازات کے لئے آپ کا انتباہ فراہم یا۔ آپ کے کمالات مناقب اوصاف و غیرہ اس بات کی طاعت میں کر چکوئی تھاں مذاکاراً اقبال ایسا تھا۔ کوئی پہلو ایسا نہیں جس کی طرف سے آپ خلاصہ خاردن ہوں۔ کہنی کوئی جملہ کی نہیں جہاں کوئی داری ہو۔ وجہ ہو۔ کوئی انگریزی کی جیکش ہو۔ تھوڑے میں الی سے الی جس قدر وکال کا اصورہ کیا جا سکتا ہے وہ آپ کے لئے ثابت ہے۔

آپ قابل تعریف ہیں۔

جو چیز محمد ہو، وہ بیش تر ہے، وہ غوب الملح ہو، نیس ہو، تقبی اور بہترین ہو وہ کیے قابل تعریف نہیں ہوگی۔ تعریف کمال و نووال پر ہوئی ہے۔ وسط ہونا جامع الکمالات ہے۔ جس میں کمالات کے سوا کچھ دوسرے اور برکات جو نہیں ہو سکتے۔ اللہ تعالیٰ کوئی ترقیت میں الی ترین کمالات صرف آپ کو حاصل ہیں اس لئے آپ **﴿كَيْدِي﴾** تلقین میں سب سے زیادہ تعریف کے قابل ہیں۔

آپ بلند اور غالب ہیں

اللہ نے آپ کو غافل اور برپا نہ کیا کہ بیکار آپ کا نصیب اور بلندی آپ کا مقدر ہے۔ کیونکہ ظاہر اور اقتداری کے لئے ہے جو وسط ہو۔

و بازم العدل الجودة و بازم العلو الخلعة والسلطوة والکثرة والشدة

عمل کو محکمی اور علی طلب اقتدار، کثرت اور شدت لازم ہے (ابن القی)

آپ جسمانی و روحانی ہر اقیار سے سب پر غالب ہیں۔ اللہ نے آپ کو جو دین عطا فرمایا وہ بھی غالب اور جو کتاب عطا فرمائی وہ بھی غالب ہے۔ آپ صاحب سلطت و حکومت ہیں۔ جلال و بکوہ اور رعب و نیت آپ کے جلوہ میں ملئے ہیں حدیث میں ہے

من راہ بذریعہ ہابہ و
کبکو جنحیں پاکیں کبکی مرگوب بوجاتا تھا درج
من عالمطہ معزہ احباہ
پہچان کے ملائی آپ کو جوب نالیتا تھا (پہن توڑی)
آپ کے دشمن سرگوش اور غلوب ہیں۔ جیسا فرمایا
ان شاٹک مو الاضر
بے شک تیر اُنھیں ہی پے ہم دشان رہے گا۔

آپ محفوظ و مصنون ہیں

اس میں اشارہ ہے کہ آپ کوئی گزندیں پہنچا سکا ہے آپ شیطانی اثرات اور دشمنوں کی
سازشوں سے خود قدا مامون ہیں۔ وسط میں دریان میں ہوتا ہے۔ اس نک اس جو کو پہاڑ سے باختر
نہیں پہنچا سکا جس سے اس کا احاطہ کر کھا ہے۔ جب اطراف میں ظللوں اور فادیزی سے دو ذکر
آتتا ہے۔ انکی عاشوریں ہے۔

ولما كان الوصول به لابع الاعد
وطى طرف پنهان اس پر کوچی ازے بليجكى نهش حس
اخترق ما بحيط به اخذ فيه معنى
تے اس کا احاطہ کر کھا ہے۔ اس سے خافت اور عزت
کے مفہموں خواستے ہیں
الصيادة والعزرة

لام رازی فرماتے ہیں

والاطراف بنسارع البها الحال والفساد اور اطراف میں ظلل اور فساد و غرائز ہے۔
آپ کادین وسط اور معتدل ہیں۔

آپ کے وسط ہوتے سے خود معلوم ہو جاتا ہے کہ آپ کادین بھی وسط اور معتدل ہے۔ اس
میں افراد ہے نظریہ، کی ہے نزیادی، ملحوظ ہے نقصہ۔ ہر پہلو سے معتدل اور برابر ہے۔ آپ
کی ملٹی میڈیا میں خود بھائی ہے شر اور ایک کاشاپی بھی نہیں۔ لیکن اور اپنی
نہیں۔ گوگی اور نفاست ہے درد است اور خاست نہیں۔ لہذا آپ کادین بھی معتدل اور متوسط
ہو گا۔ کیونکہ دین تغیر کے علاقے کے مناسب ہوتا ہے۔ دین میں آپ کی سیرت اور زندگی بھی
شامل ہے۔ یہ توہین سکا کرتاں حکم کی صفات اور ہدایت تغیر کی صفات اور یہ ایسی بات ہے جو
عمل کو اٹھاتی اور حکم میں لکرا دی پیدا کرتی ہے۔ قرآن کے حکم اور آپ کی صفات میں ہم آنکھی لازمی

ہے۔ آپ کی روشن صفات کا انکار نہ سمجھ سکتے کا انکار اور حکم اور صفات کی تردید ہے۔
جب آپ کادین وسط ہے تو معلوم ہوا کہ اسکی ہر حق کی رحمات ہے کوئی علیم نہیں۔ کوئی زیادتی
نہیں۔ کوئی صراحت کوئی حقیقی نہیں۔ حقیقی بھی برکل اور زیادی بھی برونق۔ اس میں توسط اور اعتدال
پسندی ہے طرف اور اچانک پسندی نہیں۔ بر حکم معتدل رحمت پر پنچی ہے۔

کامل دین والا نبی

حضرت محمد ﷺ کو اللہ نے اکل ایکن بنایا۔ آپ کے کمالات انسانی تھیں سے ماوراء اور خصائص پریٰ تھیں سے سماں۔ پختہ کی ہر یونہ شہادہ اور سندہ کا ہر قدرہ پانی ہے۔ روشنی کی ہر کرن نور اور قرآن کا ہر حرف کام لگی ہے۔ اسی طرح مختاری ہر شان تزالی، ہر روب الاحلام، ہر رنگ بیدا اور ہر انداز کمال ہے۔

اللہ نے آپ ﷺ کو اکمل دین عطا فرمایا ہے۔ اجہاً یہ بات پہلے ہو چکی ہے۔ اکمال دین آپ ﷺ کی خصوصیت اور اپنا کام انجام ہے۔ آپ پر اور آپ کے والے سے آپ کی امت پر اللہ کا بہت بڑا انعام ہے۔ حافظہ مذاہدین فرماتے ہیں۔

هذه اکبر نعم الله عزوجل یا اس امت پر اللہ کا سب سے بڑا انعام
علی هند الانصیت اکمل ہے کہ اللہ نے ان کے لئے ان کا دین کا کمال
کردیا (عن تکریر المسند ص ۳)
تعالیٰ لهم دبهم

البر الخاير میں ہے

فہم اخبار من تعالیٰ لعبداده نزول آیت اللہ کی طرف سے موکن بنیوں
المؤمنین بما هو انعام عليهم کو اس انعام و احسان کی خود بنا ہے جو اس کی
طرف سے ان پر ہوا
منه ولمنان (المسند ص ۳)

مگر اتنا کہہ دیجئے سے بات حق تھیں۔ اس اعزازی مظہر کیا ہے جس کے لئے ہر اولاد انعام میں
سے صرف گھر کا انتساب ہوتا ہے؟ اکمال دین میں شان مصطفیٰ کے موقنی کون سے ہیں اور اس
میں مقام مصطفیٰ کیا ہے؟ مصطفیٰ شاہی کیلئے یہ جانا لازمی ہے جس کیلئے اسے کوہ حندری
اور کوکننا گزرے ہے۔ پھر معلوم ہوا کہ اکمال دین میں عظمت مصطفیٰ ﷺ کے کتنے رنگ پوشیدہ اور گرد

پس منظر

بھرت کار دوساں سال اور ذی الحجه کی ۹ تاریخ ہے۔ جو دکان اور صرکے بعد کا وقت ہے۔ لاکھ سے زائد چال بیٹھنے کے ساتھ تھیں ہیں۔ سمجھی مکے کے شرار و عرفات کے میدان میں فریضہ حج ادا فرمائے ہیں۔ وہی کہ جہاں آن سے تھیں سال پہلے دین اسلام کی ایسا ہوئی تھی۔ جہاں پہلی مرتبہ اللہ کے کام نے دلوں کے دروازوں پر دھک دی تھی اور سامنوں کے درکھانے تھے۔ جہاں ایک لمحہ مت کے بعد جو اگلے نے سایہ عرش پر سے فرش تھیں پر پلا قدم رکھا تھا۔ رہ چکا یہ کام اور اللہ کا پیغام تحریر کرنے کے لئے وہی کا تکمیر ہوا تھا۔ اللہ کے والی اور خدا کے اختیاب مدد گئے نے میں میں آوازِ کامی تھی۔ وہ آواز جوابِ داشت میں روحی ایضا میں سندھر ہو گئی۔ شروعِ حیث میں با کی سکراہت تھی اخیر میں سرسر کا تھبہ ہو گئی۔ پہلے فتح کی چک تھی پھر برق کی اپک ہو گئی۔

آوازِ کامی رہی۔ دعوت پھیلتی رہی۔ لوگ آتے رہے۔ کاروں یہ صدارت ہے۔ گمراحتیت ان کی تھی جن کے دلوں پر جاتے بکاؤں میں ذات اور آنکھیں پر جادو پیشی ہوئی تھی۔ انہیں نے اس دین کو مٹانے اور دعوت کو لوانہ کی ہر لکھن کوشش کی۔ ایک طرف فرم میں تھی تھی اور دوسروی طرف اس کو بانے میں تھی تھی۔ بالآخر تھریہ دران کے جاں ٹارپے خاتما ہو کر کے لئے اور مدد یہ جا پڑے۔

بھرت بولنا ہر غریب الوطی تھی درحقیقت ایک تی مملکت، تی معاشرت، تی تہذیب کا نقطہ آغاز تھی۔ جن کی پیاری دین تھا۔ وہ دین غلبہ کا نصیب ہتا دیا گیا تھا۔ جن الفاظ کو شکوں سے خیال ہوتا تھا یہ ریاست اب گئی کر جب گئی۔ مسامع حالات کے باوجود یہ دین یہ صدارت ہے اور یہ حکومت پھیلتی رہی۔ یہاں تک کہ ۲۱ سال بعد کم تصور کے قدموں تے پہنچ گیا۔ جن ابھی کفر و شر کے شان باقی تھے۔ دساںوں میں یہ نائن گئی گردابیے گئے۔ جزیرہ عرب میں دین اللہ کا ہو گیا۔ اسلام کو یہاں رسخ اور جنین حاصل ہو گئی۔ جو ان پاٹھ ہاتوں میں سے ایک تھا جن ہے

اسلام کی بنیادی اپنے کام کا مطلب کو اسے ادا کرنے کا حکم تھا جس نے پوری داداںیں کر سکتے تھے۔ اب حضور ﷺ نے اپنا کام اور اخلاقی وقار بانی سوسال کے بعد میں پہنچا جس شان سے ادا ہوتا ہے کہ لاکھ سے زائد رفقاء میں سے ایک بھی مشرک نہیں۔ بھی موحد ہیں۔ یہ تبلیغِ اسلام کے عملی ایجاد کا موقع ہے۔ اس کی ادائیگی سے یہ نارت محل ہو گئی۔

یہ آپ کی عمر غیری اور رواں سال کے آخری یا میان ہیں۔ ورنہ کام آخری وقت اور حقیقت کا آخری دن ہے۔ اسلام کی تکمیل اور طایفہ خاہر چوچکا ہے۔ جن میعادتوں کا حکم تقدیر و آپ ادا فرمائے ہیں۔ جس آخری فرض تھا جو داداںوں کا تقدیر و آپ کی ادا فرمائے ہیں۔ اور زبان دلوں سے آپ میں اس کی تقدیر بھی دے پکے ہیں۔ اس وقت اختری دین کے بارے میں اللہ یہ خوشخبری سنائی تھیں۔ اکتمل لکھ دینکم آج میں پر اکچک ایجاد سے دین تھا (اللہم)

اکتمل دین کی معنی:

کمال کا مطلب ہے پورا ہونا۔ مکمل ہونا۔ اور کمال کا مطلب ہے پورا اور کامل کرو یا۔ امام راغب فرماتے ہیں

کمال الشی، حصول مافی، کوئی بیچ بیڑی ہونے کا حق ہے اس سے جو الغرض منہ فلانا قل مکمل۔ غرض ہے وہ حاصل ہو جائے۔ جب کہ میں اسے دالک فمعناۃ حصل ماهو و پورا ہو گیا اس کا حقیقی اعماکاں سے جو غرض الفرض میں (کتاب کا کاف) حق وہ حاصل ہو گئی۔

کمال کی صدقیت ہے اس بارے میں امام فرماتے ہیں۔

واللائق ما يحتاج الى شيء، خارج منه اور تماقی وہ ہے جس کے علاوہ کسی دوسری بیچ کی ضرورت ہو۔

اس سے معلوم ہوا جس سرطے کی بیچ کو یہ خصوصیت حاصل ہو گئی کہ وہ اس سے مطلوب غرض پوری ہو سکتی ہے وہ مرطاب کا دوچار کمال ہو گا۔ کوی کمال ایک اضافی بیچ ہے جس کا کام کھڑک مثال سے معلوم ہو گا۔ تکمیل سے دستکم کئی کمکت بھی معلوم ہو گئی۔ دستی کئی شے وہ تو اک

محمد قرآن کے آئینے میں

سارے دین از آدم تا عیاش کے ہیں۔ تو کیا جب سے ناقش پڑے آرہے ہیں اور اب کو کمل ہوئے۔ دستکم کہ کرتا دیا جس دین پر جو ہماری کی تخلیق آج ہوئی۔ تمہارے لئے جس حدادت کا ارادہ تھا وہ آج پوری ہو گئی۔ اور یہی تخلیق تخلیق ہی ہے۔

لغت پر نظر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مطلب ہے کسی بیچ کے تمام اجزاء کو حاصل رہتے ہے مجع کر لیتا۔ اس سے کمال حاصل ہوتا ہے۔ گیا حصول کمال میں فاعل کا اصل فعل اجتماع اجزاء ہے۔ اس بیان سے خود تو کمال حاصل ہوتا ہے۔

ابوالہل عسکری فرماتے ہیں

ان قولنا کمال اسم لاجماع بے تک مدار اقوال یہ ہے کہ جس بیچ کو
کمال سے موصوف کیا جائے اس کے
بعض الموصوف به
اکمال کو اکٹھ کرنے کا ہم کمال ہے۔
(فروع اللغوہ۔ ۲۹۴)

اکمال دین کا مطلب ہوا آج کے دن میں نے تمہارے لئے تمہارے دین کے تمام اجزاء جمع کر دیے۔ اب اس دین کے علاوہ جیسیں کسی دوسری بیچ کی ضرورت نہیں رہتی۔ اجزائے دین اکھا کرتے سے جو غرض تھی وہ آج پوری ہو گئی۔

کمال کی مثال :

ہمال طور کے وقت اور یہ یا کسی باندھتی ہے اور بال کی طرح پارک ہاتا ہے۔ روند رفتہ مادہ دو ختم ہو جاتا ہے۔ چاند کے وہ تمام ہے جو اندر جو ہے میں تھے وہ اون ہو جاتے ہیں۔ آپ کہتے ہیں۔ آپ کہتے ہیں۔ بد کمال بھی پورا چاہئے۔ چاند کا چاند ہا قاص ہے اور چوڑھوں کا کامل۔ اس کمال کی ایک ایک حد مدد سے کم ہو تو بھی ناقص ہے اور اگر زیادہ ہو تو بھی ناقص ہے۔ میز اس حد کا تعلق پڑھوں کی شب سے گئی ہے لیکن اس حد کیلئے بچوڑھوں کو پہنچنا پڑتا ہے۔ اگر پڑھوں سے پہلے اس حد کے پتھر جائے جب بھی ناقص ہے اور بعد میں پہنچ جب بھی ناقص ہے۔ پہنچاں داخلی اور دوسری لفظ خارجی ہے۔ ہر چیز میں کمال کا درجہ الگ الگ ہے۔ اسی طرح ایک بیچ کی مختلف حالتوں میں بھی درجہ کمال الگ الگ ہے۔ حقیقی کمال تو بد کمال کو حاصل ہے لیکن اس سے مجرد

کر کے دیکھا جائے تو چاند کی ہر حالت کا ہل ہے۔ پہلی کو چاند کی جو حالت ہوئی چائے اگر وہی ہے تو پہلی کا پاندھی کا ہل ہے۔ اسی پر اپنی حاتموں کو قیاس کرو۔ نزول آیت کے پس مختراور کمال کے لفظی معنی اور اس کی مثال کو سامنے رکھا جائے تو مندرجہ ذیل باتیں سامنے آتی ہیں۔

حجت حدیث:

دین کامل کرنے کا مطلب یعنی کتاب قرآن کا نزول کامل ہو گیا ہے کیون کہ اس کے بعد بھی کسی آیات نازل ہو گی۔ اب ان عادوں فرماتے ہیں

ولا يَصْحُّ لِمَنْ يَكُونُ الْمَادِمُ الدِّينُ الْقُرْآنُ لَا نَأْيَاتٌ كَثِيرَةٌ نَزَّلَتْ بَعْدَ هَذِهِ الْآيَةِ
او درین سے قرآن مراد یعنی مجھ تین کیوں کس کے بعد بھی کسی آیات نازل ہو گی۔ اس لئے نظرین اکمال دین کی تکمیر میں فرماتے ہیں۔

یعنی الغرض موالسن والحدود، حقائق، سن، حدود، جماد، احکام

المجاد مواہ حکام بحالات والحرام اور علاں و حرام کی تکمیل کرو۔ (ابوی)

سوال ہے وہ کون سکھ تھا جو اس وقت اللہ نے اتنا بھی مژده نیا؟ جواب یہ ہے اس وقت کوئی حکم نازل نہیں ہوا۔ تمام احکام پہلے اڑ پچھے تھے۔ نزول آیت کے بعد جو بھی قرآن نازل ہوا وہ پہلے سے مترشدہ احکام ہی کی بعض تفصیلات پر مشتمل تھا۔ اب ان عادوں فرماتے ہیں

وما زل من القرآن بعد هذه الآية اور اس آیت کے بعد قرآن نازل ہوا۔

لهلم لیس فیه تشریع شئی جدید شاید کس میں کوئی عیاقون نہیں بلکہ قرآن

ولکن تاکید لاما ظاهر تشریع یا است من پہلے سے مترشدہ احکام کی تھی۔

من بن بالقرآن او السنۃ (الماقدہ۔ ۳)

ج کا حکم پہلے نازل ہو چکا تھا۔ کی مسلمان ج کو پچھے تھے البتہ نبی ﷺ نے جو نہیں کیا تھا۔ اس اہم عبادت کا عملی تصور باقی رہتا تھا۔ آپ کے جو کچھ کرنے سے یہ بھی اہم است کے سامنے آگیا اور مناسک کی زبانی اور عملی طور پر اصولی تعلیم بھی ہو گئی۔ جب اللہ نے اکمال دین کا اعلان فرمایا۔ اس سے بخوبی

محمد قرآن کے آئینے میں
 معلوم ہوتا ہے آپ کا قول و فعل اللہ کے نزدیک چوتھا تو تکمیل احکام پر ہی اکمال کا اعلان فرمادیا جاتا۔ یاد ہیں صرف قرآن کا نام ہوتا تو اکمال کا اعلان نزول قرآن کامل ہونے کے بعد کیا جاتا۔ اس کے جانے معاذ ہن با تو اس کی تعلیم و تجویز جب وہ کمل ہوئیں ہے اعلان فرمایا۔ اور بالفرض یہوں کہا جائے کہ احکام اس کے بعد بھی نازل ہوئے جیسا کہ تجویز بھی کے عامل سے یہاں ہو گا تب تو حملت کا جوت ہوتا اور واٹھ ہو جاتا ہے وہ اس طرح کہ اکمال دین آپ کے کل پر موقوف تھا جیسے میں اعلیٰ تھام ہوا وادیں کامل ہو گیا کیون کہ دین اگر اللہ کے احکام کا تام ہے تو ان کی تکمیل سے پہلے دین کامل ہوا درست نہیں ہو سکا جب تک یہ مراد وہی جائے کہ دین میں احکام کی ملی کھل کے خداوند کو اور کیا شامل ہے جس کی تکمیل پر کمال موقوف ہے۔ اور وہ رسول اللہ کا ملی ہو سکتا ہے۔ معلوم ہوا آپ کا کل اکمال دین کی شرعاً تھا۔ رعی انہوں نے اس کی ذلت و توهین خاصے کے مال ہے تک اکمال کمال۔

کامل تعلیم :

کمال ہام ہے کی جیسے کہ جلد اجراء میں کر کے۔ اکمال دین کا مطلب ہے اللہ نے اس کے تمام اجزا کو صحیح کر دیا۔ دین کے اجزاء احکام کا کام ہیں

والدین عبارہ عن الشرائع التي شرع لها وفتح لها (قرآنی)

اور وہی ایمان سے مبارت ہے: ملکی اللہ نے مارے لئے مقرر کی اور کوئا ان اجزائے دین کی تینیں رسول کے ذمہ ہے۔ قرآن و حملت سے استنباط ہو گئیں کافر یا ضریب ہے یہ سب دین ہی ہے۔ اللہ نے رسول ﷺ کو دین اسلام عطا فرمایا۔ اس دین کے لئے اللہ نے تمام اجزا اور جو ہے۔ قیامت تک کوئی مسئلہ ایسا نہیں جس کے لئے آپ ﷺ کی امت کا اللہ کے کے عھد کی ضرورت ہو۔ دراصل اکمال دین کے لئے مخصوص زمانے کی ضرورت تھی۔ اس سے پہلے یا بعد میں کامل کرن جائے خود ایک تفصیل ہوتا۔ کیوں کہ دین کے بیتھے ہے پر عملی کی ضرورت ظاہر شدہ تو ہی وہی فائدہ ہوتا۔ ضرورت ظاہر ہونے کے بعد اگرچہ خیر کی جاتی تو انسانی احوال کا بہرا حصہ اہمیتی کے لئے رہتا۔ لامساں ای فرماتے ہیں

لوم بکھل نہم قبل هذا اليوم ما احکام میں سے دو باقی ہیں کہ مہاجن تھے
کانوا محتاجین الہ من الشارع اگر اس دن سے پہلے ان کی محفل شکی جائی تو
کان ذالک تاخیر لسان عن وقت ضرورت کے وقت سے بیان کی تاخیر لازم
الجاجة وانه لا يجوز(السائلہ۔۳) آئی اور یہ چاہئے کہیں۔

اس سے ہمارا متصور صرف اخابے ضرورت کے وقت اپنی کو موخر کر دینا غلط ہے۔ اس
لئے دوسری صورتوں میں اشکی حکمت پر دفعہ لگتا۔ یا عز اذ الله تعالیٰ کو دیا اور اس کے لئے
ایک خاص زمانے کے اغاز پر آپ کو بھیجا۔ رسول اللہ ﷺ ایک شخص میں زمانے کا تقاضا
کرنی تھی۔ میکن سے ختم ثبوت کی حکمت بھی معلوم ہو جاتی ہے۔ اپنے مفتریب بات ہو گئی۔ یہ
شخص میں زمانہ و تجسس میں وہ بیان کی جاہر ہو گئی جو حقاً بدوام میں قابل تعلق رکھتی تھیں لیکن انکا
تلہور گئیں ہوا تھا۔ حلاً تمام رسالوں اور کتابوں پر ایمان لازمی ہے۔ ختم ثبوت پر ایمان ضروری
ہے۔ حضرت مسیح نبیؑ نہ رسول پر ہوئے نہ کہیں مکمل ہو گئی۔ ایک رسول، ایک کتاب
ایک کتاب پر ایمان الابتداء تھا۔ آپ کی امت کو یہ سب تیزی ہوا۔

اکمال الدین لہدہ الامۃ انہم امنوا اس امت کے لئے دین کا اہل کرنا یہ ہے کہ
بکل نی و کل کتاب و لم یکن هدا ہر جی اور ہر کتاب پر ایمان الابتداء اور کتاب
لغیر هذه الامۃ (عزالن بالصالحة۔۳) ایمان امت کے مکملہ کی اور کوئی مل۔

ای میں اللہ کی صفات اور عقائد کی و تفصیلات بھی شامل ہیں جن کے لئے خاص مل کی ضرورت
تھی۔ یہ تفصیلات لسکی تھیں جو باتیقہ مولیٰ کے مردکات سے مادہ تھیں۔ مادر جو حجۃ نفس کے مردکات
سے تنقیش ہوئیں میں اسے جیزی سے قول کرنے کی طاقت نہیں ہوتی۔ اس سے مخفیں ہو جاتا
ہے کہ تمام ادیان میں فاطمیت کے مکالمات کے ماحصل اور عیارات کی تھی۔ مکالمہ ایمان تک وہ ان
بارگیوں کا کرکٹے۔ قرآن مجید کتاب کے لئے ایوس میں سے اس امت کا انتساب میں خیز
ہے۔ چنانچہ تکمیلی اتفاقی میں ہے۔

اور اکمال دین کے بارے میں کہا گیا ہے تک
وہ مقال اکمال الدین ان مانفصر

عنه عقولک من تعین صفاتہ على اللہی و صفاتہ جن کے تفصیل تین سے جو ہی
الغصیل اکرمث بان عرقلک ذالک عقل اسراری تیر اکرام کرتے ہوئے خود اگاہ
کر کے تجھے ان کی بیجان کرائی۔ من جهة الآخر

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

آخر اللہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم والمؤمنین انه قد اکمل الشیعہ
والاول کو خبر دی کہ اس نے تمہارے لئے ایمان کاں کردیا ہے اب کبھی جھیں اس
میں اضافے کی ضرورت نہیں ہوگی
الله ایمان فلا يحتاجون الى زیادة ابدا (الطبری)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرمادے ہے
انها کمال فر الفضہ وحدودہ ولم
کردو اور اس ایمت کے بعد طالی و ترا مکا
کوئی چیز باز نہیں ہو جائے
ولاتحریم (زاد السیر)

ای میں اعمال کے وہ تمام اجزاء بھی شامل ہیں جن کی حاجت ہو سکتی تھی۔ یہ سب بھی اس امت
کیلئے بحث کر دیے گئے۔ این عاشر نے کہا اکمال دین در اصول اللہ کی مراد کا بیان مکمل کر رہا ہے۔
اس کے بعد فرماتے ہیں۔

بیحیث صار مجموع الشریعہ الاسلامی
الحاصل بالقرآن و السنۃ کافی
میں امت کی عیارات، معاشرات اور سیاست
میں رادہ تانی کیلئے کافی ہو گیا۔ ان کی حاجات
کی طلب کے حساب سے جو وقت مسلمانوں
کی ضرورت ہے پہلی دین اس کے لئے
پڑا ہے۔ (السائلہ۔۳)

المسلمون

مکار اخلاق کے تمہارے نے بلند اخلاق سکھائے۔ کتاب و حکمت کے معلم نے عالی اور اکمل تعلیم دی۔ اسی تعلیم حسن سے انسانی احوال کا کوئی گوش اور زندگی کا کوئی گوش تھی تھا۔ تفسیر کامیاب طلبی میں ہے

اکمال دین کے مبنی یہ چیز کہ اس میں تمام طالب و حرام اور فرائض اور واجبات اور حصول و تواعد یا ان کردہ بیان کے۔ اب تھیں وہی یاد رکھنی بدایت کے لئے کسی اور دین کی ضرورت نہیں اور دین کی امور کی جیسا کہ مساجد ریسیں وہیں وہیں اور تہذیبی اور تدبیجی میں تحریکیں اور تمدنیں اور سیاست و اظہر اور خارجیہ کی ملکات میں ہدایت اور راهنمائی کے لئے کافی اور شانی ہے۔ (المائدہ۔۳)

اسن امت کا عمل کامل ہے

رسول اللہ ﷺ راحت بخش حیات میں دین کی تعلیم اور اس پر عمل سے عمارتِ اسلام کی بنیاد بھی مکمل ہوئی۔ حکیم مل کے سماجی اکمال دین کا اعلان کروائیں اکمال۔ اللہ نے فرمایا

پیغمبر ﷺ نے اپنے اخلاقی الشیوه کا اعلان کیا

اسے ایمان و الوبارے پر رسم اسلام میں داخل ہوا جاؤ

حضرت ﷺ نے پانچ چزوں کا اسلام کی بنیاد قرار دی۔ بنیاد کی چار چیزوں پر تو عمل ہو رہا تھا جن میں یک چیز پر عمل باقی تھا جسے آپ نے اس پر عمل فرمایا

فاستحجاج لهم اللهم انا رکانی و قیامی بر العصمه (قرطس)

تو ان کے لئے سارے دین اور کان کو اور فرائض کو ہاتھ کرنے کے ساتھ تھیں ہو گیا (الرطی) جس اکمال کی تحریر ہی تھی۔ تفسیر قریحی میں ہے

وقد کاوا شہدو صلوکو فر کوا لوصدا وہ شہادت دینیہ ہماز پڑھتے، دکھلتے، دستیے، وجاهدو اور عمرتو اولم بخونوا حججا جہاد اور غزوہ اور کرتے تھے جس ٹھیکیں کیا تھیں۔ میں فلسا حجودا لکھن مع السن صلی جب اس ان کی مصلی اللہ علیہ وسلم کے مرحوم حجج اللہ علیہ وسلم انزل اللہ تعالیٰ وہم کریما تو اللہ نے آیتِ اليوم اکملت لکم

بالموافق عتبہ عرفہ الیوم اکمل۔ والحمد لله علیکم نعمتی اماراتی اور وہ سب بہر
لکم دینکم و ائمۃ علیکم نعمتی کو موافق عرفات میں ہے۔ اس نے ارادہ کیا
فاتحہ ارادہ اکمل وضعہ لهم کو دین کی وضیع ان کے لئے کامل کر دے
علم و ایقان کے باوجود جب کچھ عویش میں بھیں آیاں وہ تھے کہ اکمال کا اعلان بھیں کیا۔ یہ بات
قائل تھے جب تک آپ نے اونکی کیا تھیں کیا تھیں کیا تھیں کیا تھیں ہوا معلوم ہوا اصل عمل رسول
الله ﷺ کا کام تھا۔ مقصود کو نکات کو اعلیٰ میں ہی اتنا کو طلوب تھا کہ لئے یہ کارخانہ مقرر تھا جیسا۔
یہ بھی پڑھتا ہے اس است کا عمل ہی دوسری تمام احتوں سے کامل ہے۔ جسمانی طور پر اکرچان
سے غصہ ہیں جن کی ایمانی طور پر ان سے قوی اور ضبط ہیں۔ ان کا وقت، عمل اور عصر عمل ہی
اگرچہ تھوڑا ہے لیکن سن وکال میں زیادہ ہے۔ کیون کہ ان کا درجہ کامل ہے۔ اس دین کا حقیقی
کمال خاہیر اعمال کی وجہ سے کیاں بکلان کے پس پشت اللہ کی کامل معرفت کی وجہ سے ہے۔
کیون کوئی میں حسن معرفت کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے۔ یہ رسول دوسرے انبیاء سے اور یہ ایام
دوسری احتوں سے اکمزگارہ مجاز ہے کہ کامل معرفت کی وجہ سے دوسری تو موسیٰ میں تھے احتوں
اتی تھی کہ وہ معرفت کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے۔ ایک اور بات ہی کہ قابل غور ہے فعل تو فعل کا اور
مسلمانوں کا تھا اکمال کی نسبت اللہ نے اپنی طرف کی کیوں کوئی تقویت اللہ طرف سے تھی۔
موانع دوڑ کر کے اس مقام تک پہنچائے میں مدد احتوں کی تھی۔

اسلام کی تمکین اور کفر و شرک کی ذات:

کمال کی تعریف میں یہاں کیا جا بچا ہے۔ جس سے غرض پوری ہو جائے دہ کمال ہے۔ دیکھنا چاہئے
دین سے اللہ کی غرض کیا ہے؟ تمام ایمان جو اللہ نے مجھے ان سے غرض تھی ہندے ان پر عمل کریں
ان عاشر شریعت فرمایا

ان مراد اللہ تعالیٰ من توجیہ الشراطع شریعتوں کے تابع کرنے اور رسولوں کے کیجیے
وارسال الرسل نہیں مجرد فرع سے اللہ کی مراد ہے تھی کہ تکریبی کی مہارت
الاسماع بعارات التشریع او الشذوق سے صرف سامنزوں کو کھکھلایا جائے یا اس کی

لدقائق تراکیبہ میں مراد اللہ تعالیٰ تراکیب کا ۱۳ ائمہ پچھا جائے بلکہ لوگوں کے معاشر شرع للناس ہو عملہم تعالیٰ نے قانون بنانے سے اللہ مراد اپنے رسولوں اور کتابوں کی تعلیمات پر عمل تھا۔ رسالت و کتبہ (آل عمران-۱۹) دین اسلام سے عمل کے طلاوة اللہ کی ایک غرض اور بھی ہے اس بارے میں فرمایا ہے: "لَهُ الْأَعْلَمُ أَنْ تُشَلِّ رَحْمَةً بِالْمُهَاجِرِ" وہی ہے جس نے مجھا اپنے رسول رواہی سے جو حدودے کر دینی الخلق بیکھرہ علی اللہ تعالیٰ۔ اور پھر این کاس کو اور کرے سب دنیا سے چنانچہ جب یہ علمہ اسلام کو حاصل ہو گیا۔ عرب کے شرک و میل ہو گے۔ یہودی رسوائی میں تائیں ہو گے۔ اسلام کو قوت، چیزوں اور حکومت حاصل ہو گئی تو سہر ہرام میں شرکوں کا داخلہ بند کر دیا گی۔ جب اللہ نے اعلان کیا کہ یہ دین کا ملک ہو گیا ہے اس نے عالم کو تھہیت کیے ہیں۔

فکان ذلك اجلی مظاہر کمال الدین ہیں پر حالات دین کے بیٹے، خاتمہ معنی سلطان الدین و تمکیہ و حضنه اور حفاظت کے دراثن مظاہر تھے۔ اور وذاک تین واضح لحیم الحج الذی یہ بات واضح ہو کر اس حق کیلی جس میں نزلت فیہ هذه الآية (السالہ-۳) یہ آیت نازل ہوئی۔

تھیں اگرچہ میں ہے

وقال فناہ و ابن سبیر کمالہ ان ہندی قائدہ اور اہل حجیر کیتے ہیں کہہ سے شرکیں کو المشرکین عن الیت فلم یحتج معهمہ روکنا کمالہ نے پس کی شرک نے ان کے ساتھ جو جنیں کیا۔ فوجی کیتے ہیں ازت و قلاب مشرک و قال الشعنی کمالہ هو عزہ و اور شرک کی ذات و تحقیق کمالہ ہے۔ فرانش ظہورہ و ذل الشرک و دروسہ لایکامل الفracus والسن لانہالم نزل ننزل و سن کا پر اہدہ نہ مارا دیں۔ کیوں کہ اکام تو افراد تک ملے پڑے اپنے نازل ہوتے رہے۔ ای ان قبض (البقراء-۲۴) لا ہم القرآن و السن کی دعا دت پہلے لذ رجی ہے۔ علام اسی فرماتے ہیں

بالنصر والظهور لانہم بذالک
بداروں طبقے کے ساتھ دین کا مل کر دیا گیا
بجزون احکام الدین من غير مانع
کہی کے ساتھ دہ دہار کا دھ احکام دین
(السالہ-۳)
چاری کرتے ہیں۔
مولانا عبدالمajeed ریاضی آئیت کے تخت لکھتے ہیں
یہ کمال دین پر کمال خاتمتوں بھی ہے اور پہلا خاتم دین تو احمدی (کتبہ احمدی)

یہ دین منسوخ نہیں ہوگا:

اکمال دین کے اعلان سے دین کا غیر منسوخ ہو گئی معلوم ہوتا ہے۔ پہلے ادیان کی طور پر منسوخ ہو گئے۔ اس دین میں بھی اتنی ای احکام کو منسوخ کیا گی۔ اب یوں ہم طرح متبرہو کہا ہے اسی طرح ہے گا۔ اگر اس کے بعد بھی حق واقع ہو تو دین کو کمال کہنا درست نہیں۔ یہ بھی خود کا اعراز ہے کہ اس نے آپ کو ایسا دین دیا جس کو ترمیم و اضافہ کی ضرورت نہیں
تفسیر خازن میں ہے

اکمال الدین لہدہ الامانہ لا
اس امت کے لئے اکمال دین یہ ہے کہ
بیرون ولا پسخ ان شریعتہم
یہ ایک ووگان منسوخ ویک ان کی شریعت
باقیہ الی یوم القیمة (السالہ-۳)
تا قیامت باقی رہے گی۔

بقا اور دوام:

منسوخ نہ ہے سے واضح ہو جاتا ہے کیا شریعت تا قیامت بیٹھی۔ تیامت بھک کی میت دین کی ضرورت نہیں ہو گئی۔ یہ بھا ا وقت حاصل ہو کیتی ہے جب شریعت میں ہر زمانے کو ساتھ چلانے کی استعداد ہو جو ہو۔ اس ایسا نہیں تو شریعت ایک بڑا جسم کے سما پکھنیں۔ یہ استعداد کیا ہے؟ بہرور میں رونما ہونے والے انسانی احوال کی چالیں اور تمام شخصی حالات کا احاطہ کرنے کو جن کوں اور آسان ہو۔ لکھ انسانی اور شخصی احوال کوئی میں انسانی شمارے ہے اب ہیں۔ اگر دین جزیات کا تفصیل احاطہ کرتا تو دین کی اسی کیا میں اسی بڑی ہو جاتی کہ کسی لا اکبریوں میں بھی نہ ساتھیں۔ عقلی تفاصیل ہے اس میں ایسے اصول یا ان کو دئے جائیں جو

تھا قیامت مشعل رہا ہوں۔ اور جو انہیں سمجھ کی الیت رکھتا ہوا سے اگلی وضاحت اور ان سے استنباط کا حق دیا جائے۔ کیون کہ اللہ کا وعدہ کمال کا سچا ہے۔

اس سے آپ اور آپ کی امت کے متعلق کمال کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ وہ نی سب سے اعلیٰ اور کمال عقل رکھتے ہے جس پر یہ دین نازل ہوا اور اس نے اسکی مراد واضح کی۔ وہ امت اگر فرم دو کام میں مفرغ ہے جو اس کی تحریک کی الیت رکھتی ہے۔ کیون کہ تین ان اور استنباط بے بہار عقل کے لئے بغیر نہیں ہو سکتے۔

محفوظ دین:

یہ دین ناقابلِ غیر اور جاتی قیامت ہاتی رہنے والا ہے۔ اس سے واضح ہوتا ہے یہ دین بیویشِ حکم وظیف رہے گا اور اکمال کا اعلان بنے گئی ہو کر رہ جاتا ہے۔ پہلے معلوم ہو چکا ہے کہ دین میں قرآن کے ساتھ سات محبی شامل ہے۔ اس لئے قرآن بھی حکم وظیف ہے اور حضور ﷺ سنت بھی حکم وظیف ہے۔ پس قرآن میں تحریک ہونے والی است کے ملکوں ہونے کا دوستی کرتا یعنی اسلام اور اسلام سے کوئی دور

۔

دلیل ختم نبوت :

نی کی ضرورت حب ہوتی ہے جب انسانی طبقوں کے نئے احوال ظاہر ہوں۔ پرانے احکام میں حکم و اضافہ کرنے ہوں۔ جو دیا گئی طور پر ان میں تزمیم و تنفس کرنی ہو۔ اب دین کا مل ہو گیا۔ بھی منسوخ نہیں ہو سکا۔ اس سے جو فرض ہے وہ قیامت تک کے لئے حاصل ہو سکتی ہے۔ نی کو سچی کا یوں تصدیق تھا وہ پڑا ہو گیا۔ اس لئے حضور ﷺ پر بہت ختم ہو گئی۔ آپ وہ دین لائے جس نے ہر زمانے کی تمام گاؤں کو اپنے گھرے میں لے لیا۔ اب کسی تبلیغی بروزی نی کی تفصیل کوئی ضرورت نہیں رہی۔

اہن کیش میں ہے

ولهذا جملہ اللہ حاتم الانبیاء و پیغمبر اہل الجن و الائس (صلواتہ اللہ علیہ)۔

ای لئے اللہ نے آپ کو خاتم النبیاء ہیا اور جن و ائم کی طرف آپ کو بہوت فرمایا۔

معتمد دین:

دین اسلام میں اختلاف اور تو سطح ہے۔ افراد و قبیلے سے پاک اور کمیتی سے ناخالی ہے۔ اس دین کا بر حکم نپاٹا جاتا ہے۔ اللہ نے ہر مرے حبیب ملی اللہ علیہ وسلم کو ایجادی تباہ اور تو ازان دین عطا فرمایا ہے۔ اس دین کے کمال سے یہ اس کے اعتدال کا علم ہوتا ہے۔ ہر چیز کی ایک حد ہوتی ہے۔ حس بھک تھکنے سے یہ اسے کمال حاصل ہوتا ہے۔ اس حد کو موبور کر جائے تو افراد ہوتے ہیں۔ یہ کمال نہیں۔ اس حد سے پہنچنے والے وہ جانے تو تفریط ہوتے ہیں۔ یہ بھی کمال نہیں۔ مثلاً چاند کو تھکنی کمال نور اس وقت حاصل ہوتا ہے جب وہ اپنی مقربہ حد تک پہنچ جائے۔ نہ کہ سورج یا ہر کی زیادتی کے درمیان یہ تو سطح اور اختلاف ہوتا ہے۔ ہر شے اور ہر چیز میں اختلاف ہتی کمال کہا جاتا ہے۔ خوبی اسی وقت خوبی کہا جاتی ہے جب اس میں تابع اور تو ازان ہو۔ اس کی کچھ تفصیل میدا لو سکے عنوان سے ہو سکتی ہے۔

خوبصورت دین:

کمال ہو گر سب و زینت اور تو ازان و تابع نہ ہو یہی مکن نہیں۔ جب کوئی چیز کمال ہو تو اسکی خود بخوبتی بھی آئے گی۔ عمدہ بھی آئے گی۔ خوبصورت بھی ہو گئی اور تابع بھی ہو گا۔ یہ ازان کمال ہیں۔ بدتر کی جانبی ناکاپ کی روشنی۔ بہاروں کے ہر بیان، خراقوں کے عروج اور حسروں کی جملہ اہم میں جو حسن ہو دے کہیں یا جان کا حقائق نہیں۔

اللہ نے آپ کو ستر تین دین اور دے کر بیجا۔ بیجا سے یہ بات بھی واضح ہوئی کہ یہ مراثم نہیں میں اور آپ کی امت انتہوں میں انتہا ہے۔ کیوں کہ چنانچہ اسی کا ہوتا ہے جو بال کمال ہو۔

یہی دین غالب رہے گا:

کمال دین میں ظاہر دین کی خوبی ہی ہے۔ کیوں کہ بیویش کمال ہی غالب آتا ہے۔ وہ سے لشکوں میں جو چیز کمال ہو وہ ہی غالب رہتی ہے۔ ہم اس انتہا میں فوج ہو لے جاتی ہے۔ تب دیس ہو تو گھست کھا جاتی ہے۔ صول ہوں تو مت جاتے ہیں۔ اخلاقوں ہوں تو فوج جاتے ہیں۔ معاشرہ ہو تو فوج ہو جاتا ہے۔ نظری ہو تو ہوا ہو جاتا ہے۔ قوم ہو تو اجزہ جاتی ہے۔ سلطنت ہو تو ہا بود ہو جاتی۔

بے عمارت ہو تو گر جاتی ہے۔ یہاں ایک بار یک سی بات کہنا چاہوں گا۔ وقت سب سے طاقتور ہے۔ اس سے بھی تکلفت کھا جاتے ہیں۔ مگر یہ دین وقت سے زیادہ قوت و کمال والا ہے۔ یہ تمام شاہزادہ و روش ہمارے سامنے آورتا رہتا ہے۔ قرآن کہتا ہے۔

فَإِذَا لَدُنْكُمْ فِي لِفْلَعَتِ حَمَادَةٍ وَأَنْهَى مَا يَنْقُعُ ثُلَاثَةٌ فِيْكُمْ فِي الْأَزْمَدِ
سُودَةٌ هُجَاجٌ لَوْجَانٌ تَرَبَّى بِهِ سُوكَارٌ وَوَوْدَوْ كَامٌ آتَابَهُ لَوْگُونَ كَوْبَاتِي رَبَّتَهُ زَمِينٌ مِنْ

محمد باکھال ہیں:

تمی کی طبیعت اور مزان دین کے سین مطہر ہوتا ہے۔ دین اور سخیر ازام خلود ہیں۔ شہد اور مطہر کی طرح گردھے ہوئے۔ سورج اور نور پیسے پاہم مر بڑو۔ کلی میں خوشبوی طرح۔ سخیر دین سے ہٹ کر کوئی کام کرنی چاہیں سکتا۔ بلکہ یہاں کہنا چاہیے سخیر کا قول اور خلیل ہی نازل شدہ کتاب کی سرہاد ہے۔ اس کا ہر کام خود دین ہوتا ہے۔

لقد خانِ لكم فِي رَشْوَنِ اللَّهِ أَنْسَهُ حَسْنَةً تَحْمَلَ رَبِّيْكَ حَسْنَةً حَسْنَةً رسول اللَّهِ كَلَّا
دِيْنَ كَالِّيْلَ وَنَهَانَتَاهُ تَقْبِيرَاسَ كَالِّيْلَ ہوتے سے سے پہلے کالیں ہیں کیوں کہ اس کو اعزاز
شُبَيْرَتْ نہیں ہوتا۔ اعلان کالاں کے بعد اعلان کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مسئلہ امامت پار
لوگوں کا خود ساخت ہے اور صول سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔ درست کیے ہو سکا ہے کہ صول کی تعلیم
سے پہلے خلود پر انشکش کا اعلان فرمادے۔

حقیقی کمال:

اس دین کی حقیقی کمال حاصل ہے۔ پہلے ادیان کو کمال حاصل تھا جس وہ کمال اضافی یا تقدیر تھا۔
وہ ادیان اپنے زمانے اور سنت کے لحاظ سے کمال تھے۔ ان احتوں کے تھے کہ امامت اعمال کو کمال
مطلق حاصل نہ تھا۔ سفر کا عالمی سماج تحریکوں کے پارے میں فرماتے ہیں
حضرات انجیاء سائیں کو جو شریعتیں عالمی گیئیں وہ تمامی شیخیں پہلے اپنے اپنے وقت اور اس
خاص زمان اور اس خاص مکان اور اس خاص ظرف کے لحاظ سے کمالیں تھیں ان کا کمال ہوا۔ ایک
خصوصی قوم اور محمد وزادتہ کیلئے تھا اسی وجہ سے دوسرے کے آئے سے ثبوت مانند کے کچھ
احکام ضمیغ ہو جاتے تھے۔ (مادرف القرآن کا عالمی۔ المائدہ۔ ۲۹)

مسئلہ امامت علیٰ

یہاں ایک اور بات بھی از حدائقِ انج ہے کہ شید کے بقول امامت اصول دین میں سے ہے۔
یہاں تک کہ اللہ بر امام کا مقرر کرنا واجب ہے۔ حضور کے بعد پاصل خلیفہ حضرت ابو یوسف یا
حضرت علی تھے۔ آپ کا خود اللہ نے امام مقرر کیا اور حضور کو اس کی تخلیق کا تاتا کیوں ہی حکم دیا۔ پڑا پھر جس

اس امت کیلئے اللہ نے سب مقام کرو احوال کو کمل پر برا بایسیے چاند کا تھیں کمال پر جو دو کو جوہا ہے جن
پہلے کی حادثیت بھی اپنی چاند کمال ہوتی ہیں۔ اس امت یا زمانے کے لئے جن اجزاء کی ضرورت تھی
وہ اللہ نے نازل فرمادیے تھے جو کھلی کمال اس دین کو حاصل ہوا اور کمال مطلق دین محمدی کے سے
میں آئیں۔ کیوں کوئی کامیابی احتلق انسانی احوال سے ہوتی ہے جیسے یہیں یہاں ظاہر ہوتے ہیں اسی
طرح اللہ کا حکم ارتقا رہتا ہے۔

اب یاں کہ احوال وقت اشتبہتے مختاد ان دیا تائی اُول اللہ کو مطلوب تھا کیوں کہ ان کی وقت درک
ہاتھ تھی۔ اس لئے وہ دین کا لال تھے یا بس کہ احوال وقت تک انسانی معاشرے کے جواہر ظاہر
ہوئے یا کوئی مکہ و مدنے کے تجھ ظاہر ہوتے والے تھے ان کے مطابق اللہ نے احکام نازل فرمائے
تھے۔ لہذا ان محدود احوال کے لحاظ سے وہ ادیان بھی کامل تھے۔

تجھے خصوصی کے ذمے میں تمام انسانی احوال ظاہر ہو چکے تھے۔ وقت درک اس میانہ تک تھی جو کل
تھی کہ صرفت کے دعائی قول کر کی تھی اور ان احوال میں روشنی ہوتے والے تغیرات میں اللہ کی
مراد اور رضاوائی کر کی تھی۔ لہذا ان کے تمام اجزاء منع کر دیے گئے۔ قیامت تک خارج ہونے
والے تھی اور انسانی احوال اور ان میں روشنی ہوتے والے تغیر کے لئے اصول پیان کر دیے گئے۔
اس لئے اس دین کو حکیمی کمال نصیب ہوا۔ وسری وجہ یہ ہے کہ باقی ادیان کے لئے کمال کا علاوہ
ٹھنڈی ملایا گیا۔ جب اللہ نے اس دین کو حکیمی کمال کیا تو ہوئی جیسیں ملکا کر دیں میں حقیقت کمال نہ
ہوا اور انشا سے کامل کہہ دیں۔ گوکر چاند کی طرح اسے بھی ترجیح کمال نصیب ہوا لیکن اس کی بہ
حالت اپنی جگہ کمال تھی۔ یہاں الزاد کے مصنف شیخ محمد بن جعفر فرماتے ہیں

ولایخنی ان دین المسلمين کامل اور حقیقی کمال سلطاناں کا اداء ہے ورقہ کمال ہے اس
فی کل وقت فیاول حکم نزل کان وقت سے جب پہلا حکم نازل ہوا اور لفظ سے موصوف
الدین کاملاً ولا ہنفی بالمعنى و لول نہیں اگرچہ اس کے بعد بھی کثر احکام نازل ہوتے ہے
کان سنبلي بعده احکام کثیر قاذلاً کیوں کہ جراحت اور حرام جہاں میں ہے تو یہ کا
کمال اسی کے سماحتا جو ایک ہے اور جب اس داہب ولا حرام الاما کان فیہ فکا

کے علاوہ کوئی تحریر ایسا نہ ہے حکم نازل ہوا تو اس وقت
لہ بعده و اذائل فی غیرہ حکم اخر
زائد لو نقص حکماں الدین فی هذا
وقت الاخر بعذل فیه لی ان لا یعنی
میاہر فی حکم علی تمامۃ القيمة
پورا ہے کافی قدر کر لیا (الحادیہ۔ ۳)۔
این عاشر کے بقول سلطاناں کی جماعت کے ابتداء احوال سادھے۔ پھر ان کی بھیگری میں
اشاعر ہوا۔ پس دین ان کے احوال میں ان کی کشادگی کی مقدار کے ساتھ حفاظت دور کرنے اور
ضروری بیات پوری کرنے کے لئے کافی تھا۔ کیوں کہ دین کی تعلیم تدریج کے ساتھ ہوئی تاکہ اس کا
جہاڑا مخصوص ہو جائے۔ کہتے ہیں

حتی استکملت جماعة المسلمين کل یہاں تک کہ جماعت اسلامیہ نے سلطاناں کو کھا کرنے
شون الجواب المکری و صاروامة والی تمام بیزی شامیں پوری کر لیں۔ وہ اکمل امت کی انتہ
کا کمل مانکون امداد فتمکمل من یہاں ہو گئے جب یہاں دین کے ساتھ وہ سب باعث عمل کر دی گئی
الدین ماباہ الوقاء بحالناہم کلناہ چن سے ان کی تمام حفاظت پوری ہوئی

اکمال دین کی جس تحریر پر لام رازی نے کسی کا اعتراض پیش کر کے جواب دیا اس کو ایک اور انداز
سے درکرتے ہوئے پھر فرماتے ہیں
ولکن احوال الامتنی الامنة اور ایمن امت کے احوال امور میں پورا یا لیے

غير مستوفاة فلماتورفت کامل و ایمن تھے پس جب وہ بکثرت ہوئے تو
دین ان کے لئے کمال ہو گیا
دین لهم (الحادیہ۔ ۳)

۵ دین کا کمال کیا ہے؟

سوال پیدا ہوتا ہے کمال دین کی صورت کیا ہے؟ اتنا تو معلوم ہو گیا کہ دین کمال ہے جن اس میں
کمال کیا ہے؟ ہو سکتا ہے ایک کی نظر میں کوئی حقیقی کمال اور دیگر اسے ناقص یا بد صورت
سمجھے۔ کہتے ہیں حسن نظر میں ہوتا ہے۔ کمال کا معیار کیا ہے؟
معیار خود لفظ کمال سے ہی معلوم ہو جاتا ہے۔ موصوف یہ کمال چیز کے اجزاء کو اس ترتیب سے

ایمان ایک بڑی جرمات کے حالات ایک معمول اور سادہ رسم درواز پر شکرے ہوئے تھے۔ انساب حفاظت کے حساب سے آہنہ آہنے کئے ہوئے۔ پہلے فردا ہر خاندان کا پھر قبیلہ کا لفاظ اکھاہوا ایک معاشرہ و بدوں میں آیا۔ یہ زندگی کی قیامت ہوتی ہے تو اس کی اور انساب کے گمراہنے کی حالت تھی۔ سنگری مختصر راستے کے خطرات کی وجہ سے جامعتیں میں دوری تھی۔ اس وجہ سے وہ آئنے سائنسے ہو سکتے ملا انسکا اسی سے انسک باہم اخلاقی شور اور عادات حاصل کرنی ہیں۔

پس انگری خداوند میں کافلوں کے گھوٹے نے ہمیں اخوان کے پھر دیا۔ اسی حالت میں تو ہم سے کیے ایدرگی جا کر تھی کہ انس اصلاح کی روت دی جائے جو ان کے مدراکات کے دائرے سے اقتصر ہے۔ اس نے اشکی حکمت قدیم زمانوں میں سب کی اصلاح کرنے کے لئے ایک جامن شریعت مقرر کرنے سے متعلق روکنی۔ اور ان اس درواز تام اخون میں شرک طور پر ہاتھ رہا۔ پھر لشکر مکانی پہنچوں اور قوت حفاظت سے لوگ باہم خفار ہوئے۔ اس وقت کی شریعتیں آئیں۔ پہنچی صدی گھسوی میں انسان زیادہ قریب ہوئے۔ اخلاق و عادات میں میں اخذ و اختلاط پیدا گیا۔ انس ایک درسرے تک بچتی گئی۔ شرق و غرب لے باہم جوچی کی۔ اس اختلاط و تمازن سے جو سین لگائے لیے اور جو راجا اس سے احتیاط برہی۔ اس سے ایک تی بیماری پیدا ہوئی۔ گونا گون تندیب تو انہیں کی بیمارگی گئی۔ انکار تجویثات تبول کرنے پر آمادہ ہوئے۔ انس اپنی عادات اور احوال کے پارے میں تی تعلیمات قبول کرنے پر تباہ ہیں۔ وقت اس مراد کو پتی گیا جو آخری اور عام شریعت کے لئے مقرر کیا تھا۔

مناسب وقت اور مناسب قوم میں انشانے اس کا ظہیر پیدا کیا۔ اس کے اصول نظرت پہنچی ہیں۔ دیکھنے والے کو کوئی اپنی چیز نہ رہیں آتی جو عسل سلم کے مابین ہو۔ اسی اہل کی وجہ سے اسلام تمام اخون کے لئے تام زمانوں میں بہرہ دیتے ہیں۔ گیا۔ اور نظرت میں وہ اپنے آداب بھی داعل ہیں جن کے درست ہوتے پر تام مکاہم پر برا اتفاق ہے۔ اس اہل کے نو مظاہر ہیں۔
(۱) عتمکار کی اصلاح کی ساییں اعتماد پر ذہن کو اخایا۔ جس میں کسی تردود کی مادوں نہیں۔ جو مفع سازی اور اوحام و خرافات سے اک ہے۔ پھر یہ عتمکار ایک بڑے کی فرش ایجاد کر جاتی ہے اور

انکھ کرنا کہ اس سے جو غرض ہے وہ پوری ہو جائے۔ یہ کمال ہے۔ جو جیچے غرض کو بجتے احسن اعماز سے پوری کرے گی وہ اجتنی ہی کمال ہو گی۔ وہ مظہر کامل ہے جو وقوق نظری تکمیل کرے۔ وہ آزاد کامل ہے جو ذاتی صفات کے لئے سکون افرزا ہو۔ مکان سے غرض اس میں رہتا ہے اور موکی حالت سے پختا ہے۔ جس مکان سے غرض اچھے طریقے سے پوری ہو جائے وہ مکان کامل و مکمل ہے۔

انسان کا واحد مقصد اللہ کی معرفت اور اس کی رضا حاصل کرتا ہے۔ ائمہ حاصل کرنے کا ذریحہ دین ہے جس پر عمل کر جائز ہے۔ دین سے غرض یہ ہے کہ اس پر ہر حالت میں عمل مکن ہو، تاکہ انسان اپنا مقصد حاصل کر سکے۔ جو دین اس غرض کو جس قدر احسان طریقے سے پورا کرے گا وہ اتنا ہی کمال ہو گا۔ انسان صرف دوں یا چھٹیں جنم جنم ہے۔ حصم و دوس کا یہ گھوہ انسان ہے۔ دو ہوں کے اپنے اپنے قاشے ہیں۔ جہاں ان میں ارشن امکانات ہیں وہیں کوہ داخلی خارجی کمزوریاں بھی ہیں۔ پھر انسانوں میں مختلف طبقے ہیں ہر ایک کی طبیعت، هزارج اور سوچ مختلف ہے۔ وہنی اور نسبیتی تباہی ہر ایک کے ملکہ ہیں۔ تفاہی حالت کے طابق ان کا رہن ہکن اور طریقو بودھاں فخر رہا اگل اگل ہے۔ کھانے پینے کی اشیاء ہر جگہ کی الگ الگ ہیں۔ کسی کی طبیعت ترک لذت کی طرف مائل کسی کی حوصل لذت کی طرف۔ کوئی سرمایہ دادا نہیں رکھتا ہے اور کوئی نیا خانہ۔ کسی کیلئے اپنا خیال ہمیشہ مخلک اور کوئی دوسروں کو سلبا لئے کام عزم رکھتا ہے۔ کوئی بچا کے خوش ہوتا ہے کوئی لا کے خوش ہوتا ہے۔ ہر زمانے میں تحریرات اور تتم طیاں ہوئی رہتی ہیں۔ ہر دور اپنے جلو میں نئے تحریقی مظاہر اور زندگی بر جے کے نئے نگر لکھ رکھوں ہوتا ہے۔ جو دین ہر زمانے، ہر طبقے اور ہر زمانہ کو ایک یعنی ایسی سے ہائے کوہ اسکا۔ انسانی نعمیات کا احساس کرنا، حالات کی رعایت رکھنا، سہولت اور آسانی کا خیال کرنا کمال کے لاری جان ہیں۔ موضوع کی معاہدت سے یہ بندھا تھی غرض کر دیا ہیں ورنہ یہ بجائے خود ایک مستحق موضع ہے۔ اس پر ان عاشورے نے جو کام فرمایا اس کا انحضر معلوم ہوش خدمت ہے۔ فرماتے ہیں

اُس اعتراف پر کہ یا کب پوری صفات کے کمال کے ساتھ موجود ہے۔ اس اعتراف سے اس کی فرمائی برداشتی ایک انتیاری بیچ بن جاتی ہے۔ بہرہ اعتراف کی وجہ یہ ہے تاکہ کیلات مفتکہ ملٹری نظر ہو جائیں اور وہ انہیں انتیار کرنے پر بھرتا کوں کو اپنے مقام کی طبق ہمارے کامہ کیا جائے اور انتیاری ایڈن میں تھہر ہو جائے۔ اور عقائد کی اصلاح اہم ہے اسلام نے جس کی ابتداء کی اور اس کے زیادہ در پرے ہوا۔ کیونکہ قرآنی اصلاح کا مبدأ ہے۔ بھرہ اسلامی قیمتیے سے غریب ہیں، اصالت راستے پر بھرہ ایڈنی آزادی اور دوسرے فناکل کے علاوہ لوگوں میں مساوات پیدا ہوئی ہے۔

(۲) اس نے انہوں اور نظام حیات کی اصلاح کو تھہر کے اور تحریک کے ساتھ میں کرو دیا یہی وقت میں چوبی سالے دین میں نغمی کے نظام بکری اور بیتلیمیت کے پہنچانے کے بعد اس کے پیش میں اعلیٰ ملکیت کے۔ ان ادیان کا پہنچانہ اجتماع معاشرہ اور عبادت کی طرف پہنچا۔

(۳) دہلی سے بات کہنا ہے ملکیت کو کی طرح سے ارادہ ادا کر رتیب و ترتیب کے ساتھ ادھم کی علیمیں یا ان کی اس دین کی خصوصیت ہے۔ اور یہ ملکیت کے ڈالی مریخیں کی یا ساری کرتا ہے۔

(۴) ۱۷ دین تمام انسانوں کے لئے دوست مام۔ لکڑا یا اس سے پہلے کوئی دین اس کی طرف سمجھتے نہیں کہا۔

(۵) دو امام اور وکیلی گی اس کی ایک خصوصیت ہے۔ کسی رسول نے اس بات کی دوست دو دی کس اس کی شریعت بیٹھ باقی رہے گی۔ بلکہ کوئی رسول اور کوئی کتاب ایسی نسبتی خصوصیت ایک آنے والے رسول کی بشارت نہیں کی جائے۔

(۶) افرادی احکام میں کی۔ ان کا مصروف لایا اور تحریکات کو مجتہدین کے استنباط پر جوڑ دیا

(۷) ادیان کے چار کبیدی احکام سے محدود ان پر عمل ملک کرتا ہے۔ جیسی تربیت ہی انہوں اور غیری خیالات کے درمیان مابین کوئی تباہی نہیں۔ اصول اخلاقیں میں سے ہے۔

دوسری شریعتیں لوگوں کا احکام کی بیوی بھائی اور بھائی کے ساتھ آمادہ کرنی جیں۔ اسلام نے بھائی اور بھائی

کے ساتھ درست اور طریقہ بھی اختیار کیا اور ان ذرا لئے کوئی کردیا جو لوگوں کو فدا کرکے بچانے کیسے۔

(۸) لوگوں کے ساتھ زندگی کی اگئی۔ بیان بھکری کی صورت میں اتوں کا تصور ہے کہ باوجود بیجان خانے مصلحت لوگوں کو ان کے قاتمدوں پر اعتماد پر اتنا کیا۔ ساہنہ شریعتیں ہی پر شدت کے ساتھ ابھاری جیسیں۔ لبڑا وہ بھا کے لئے درست نہ ہو گیں۔ کیوں کہ ان میں اتوں کے بخت حال کی خاصیت نہ مانے میں رہا ہے کی اگئی۔

(۹) اسلام میں شریعت کو (ہر مکان اور زمان میں) حکومت کے ساتھ ملایا گیا۔ یہ سرفہ اس کی خصوصیت ہے۔ کیوں کہ شریعت سازی کے کوئی حقیقتیں بھی کی امت کے لئے اتوں کی پیادر کی خانے۔ اور قدر و حکومت کے لئے اتوں کی خانخت میں بھی۔ اسٹ کو اتفاق اور دل میں تھوڑ کرنے اور قدر و حکومت سے ملائے کے ساتھ شریعت کا مام جو اتوں میں اتنا ہے۔

(۱۰) اصول دین کی وضاحت کی اگئی۔ قرآن میں ان اتوں کی تکرار کی اگئی جن سے شریعت کی بیٹیں پہنچائی گئیں۔ اس سے شریعت ہاٹل نہادیات سے پاک ہو گئی۔

میر جعلیٰ نے جام غاصبیں ارشاد فرمایا۔ یعنی اس کے خبراء حصہ میں پوری صحائی، بیان میں پوری تاثیر اور تو اخمن اور حکام میں پورا تو سطہ اور اعتماد میں موجود ہے۔ جو حقائق کتب سماقی اور درسرے ادیان سماوی میں موجودہ تھام تھے ان کی تکیل تھیں اس دین تھیں۔ قرآن وحدت نے حلت و جلت و درست و غیرے کے عملیں صھیباً تعالیٰ جا جو احکام دے ان کا ایضاً و تبلیغ و تبیث و تواریخ بگاٹھان اضافو یا ترجمہ کی مطلقاً کنجائیں رکھ دیوی، سب سے بڑا احسان تھی یہ ہے کہ اسلام جیسا کامل اور ابیدی قانون اور عالم ان انبیاء جیسا کیم تھوڑی مرجحت فرمایا جبکہ برآں اعلیٰ اعلیٰ و استقامت کی توفیقی۔ روحانی تقدیماً اور رحمتی محتتوں کا درج خوان تھا رے لئے بچائی۔ خلافت آن نہیں اسلام اور اصلاح عالم کے سامان میں فراہم ہے (الحمد لله۔۳)

رحلت النبی ﷺ:

سدار ہے کے لئے اس دنیا میں کوئی نہیں آیا۔ دنیا ایک عرضی سماں کا ہے۔ جو بھی آتا ہے اپنا وقت

پہاڑ کے چڑا جاتا ہے۔ اب اسی ذمہ داری پر یوری کر کے جائے یا خلقت میں وفات گزار کر جائے۔ عشاں کو دید سے سیری ہوتی ہے۔ ان کی روایت دید اور میل کے لئے ترقی اور بیکاری ہے۔ موت ایک پل ہے جو دوست کو دوست سے ملا جاتا ہے۔ آپ ﷺ نے اسی بن کر تحریف لائے۔ بخل ہوئی کام تھا اور آدمی کی طرف پہلے بیان ہو چکی ہے۔ اللہ نے اکمال اور دین کا اعلان کر کے آگاہ فرمادیا کہ آپ کو سچے کام و مقدمہ تھا وہ پرا ہو چکا ہے۔ مقدمہ پورا کرنے کے بعد دنیا ہی سفر کا کام ہے۔ اکمال دین آپ کے انتقال پر ملاں کی شانی اور رحلت و ملن کی علامت ہے۔ اس کو حضرت ابو یکبر صدیقؑ نے سب سے پہلے سمجھا۔ جب آیت نازل ہوئی تو حضرت ابو یکبرؓ کے ماتحت مسمایا تھا تو ہوئے

فانہ یہی فصل عنده فضال هذه الابتداء۔ آپ ﷺ نے لگ دئے کی وجہ پرچی
علیٰ قرب وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ
گی تو فرمایا آیت دبل ہے کہ حضور ﷺ
وسلم فانہ لیس بعد الکمال الا زوال
فاتح قریب ہے۔ کیون کیا کمال کے بعد
(زیارتی، ص ۱۴۳)

ای طرح کی روایت حضرت عمر فاروقؓؑ پر مجید مردی ہے۔ جب آیت نازل ہوئی تو
پکی عمر عمر فضال نہیں صلی اللہ علیہ۔ میرزا گیر طاریؓؑ کی حضورؓؑ نے پوچھا تھا
وسلم ما یکلیت قل ایکانی لانا کیفیتی کیچھ نہ رہا؟ کہا میں دنیا میں کہتما چند دین
زیادہ من دینتا فاما اذا اکمل فانہ لم میں زیادتی پر تھے جب مکل ہو گیا تو رحیمؓؑ نے
پکمل شی، الانقص فضال صدقت کے بعد ناقص ہوتی ہوتی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا تو
(عن سعید، ص ۲۸۶)

اس سے مجید ساختہ وفات کا استبارہ کیا جاسکتا ہے۔ چنانچہ اس کے صرف ۸۸ روز بعد آپ ﷺ اس دنیا سے تحریف لے گئے۔ مولانا عبد المajeed دریافتی فرماتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے اس کے زوال کے کل دوستیں اکس دن دیتے۔ اکس دن دوستیں اس کے
اصحاب مجید آیت مضمون ہی سے بھج گئے تھے کہ اس کے زوال کے کل دوستیں اس کے
اصحاب مجید آیت مضمون ہی سے بھج گئے تھے کہ اس کے زوال کے کل دوستیں اس کے

مشن کی تحلیل ہو چکی تھی کہ دنیا میں ہر چیز قیام کی ضرورت کیا رہی اور زمان مختارت ہوئی کا
قریب آیا۔ (تفسیر بہادر، المحمد، ۳)

مقام مصلحتی

دین کاں کرنا ایک اعزاز ہے۔ اس ایک اعزاز میں کتنے اعزاز پہلے ہیں یہ بتایا جا چکا ہے۔
اکمال دین دراصل ہر مرے مصلحتی کا اعزاز ہے کیون کہ لٹکھ میں پہلے اس میں لکھ گھوڑے ہے۔ یہ
ایسا اعزاز ہے جو اللہ کی ساری حقوق میں صرف جیب خدا ﷺ کو حاصل ہوا۔ ایسیں اس سوال کا
جواب خلاص کرنا ہے کہ یہ اعزاز رسول اللہ ﷺ کو کیوں دیا گیا؟ اکمال دین میں مقام مصلحتی اس
سوال کے جواب پر موقوف ہے۔

اعزازات بالا سب مطہریں ہوتے۔ اکمال لوگ ہی اعزاز حاصل کرتے ہیں۔ ذات میں جب
محکم کمال موجود ہو جب تک تخفیں ملے کیوں کہ اعزاز فضل و کمال کے بعدی حاصل ہوتا
ہے۔ سانحہ سال پر کائنات تاریخ میں یتکلروں فوئی آہرے وہن پر غار ہوئے۔ نشان حیر کیلئے
گئے چین آہر وہیں جاں بازوں کا انتقام ہی ہوا۔ کیوں کہ جنہیں افراد وہ کمال حاصل کر کے جو جنہیں
حیر پرانے کے لئے ضروری ہے۔ اس کے لئے فدا کارات جان ہازی اور شجاعت و بسالت کا
غاس کمال چاہیے۔ اس نشان کے ملے سے پہلے گال جاتا ہے کہ صاحب تخفیہ مظلوم کمال پلے
حاصل ہو چکا ہے۔ کیونگی اعزاز میں تین باتیں ہوتی ہیں۔

(۱) اعزاز کا اس کام سے دریافت و تعلق جس پر اعزاز ہتا ہے۔
(ب) اس کے ساتھ خاص کمال اور خاص مقام متعلق ہوتا ہے۔

(ج) اسی سے اس فحش کا مقام دریافت ہو جی۔ معلوم ہوتا ہے تھے اعزاز دیا گیا۔ اعزاز اس مقام کا
اعکس اور اس رہتے کی نشان دہی کرتا ہے۔

(د) بڑے اعزاز میں صرف اعلان، مندرجہ تکمیلیں شیلیات تھیں ہوتا بلکہ مراعات بھی اس
کے ساتھ ہوئیں جس خلاف قریب و نزدیکی کے اس کے ساتھ ہوئیں۔
اب دیکھنا چاہئے مصلحتی کو دو کوئی مقام اور کمال حاصل ہے۔ جس پر اللہ نے اپنے جیب کو یہ

اعزاز عطا فرمایا۔ ابتدائیں یہ بات معلوم ہو چکی ہے اللہ کو اس دنیا میں انسان سے اپنی صرفت مطلوب ہے۔

یعنی لئے حکمِ ائمۃ ائمۃ ائمۃ کو کون تم میں اچھا کرتا ہے کام۔
عمل سے ہی صرفت میں آتی ہوتی ہے انشکی بیجان حاصل کرنا ہی ان کا کام ہے۔ اور یہی کمال اللہ کو مطلوب ہگی ہے۔ صرفت جیسی براحتی ہے بندے کی طرف سے اخال اور اللہ کی طرف سے بحث اور عنایات میں بھی انتہائی اضافہ ہوتا ہے۔

ہر انسان کے لئے صرفت کا ایک خاص درجہ ہے۔ جو اللہ کے علم میں مقدر ہے۔ دین ایسی لئے عطا فرمایا۔ ایک خاص مقام صرفت سے چہار سب سے اونچا تھا۔ جس سے اپر کسی بھی پڑک کے لئے رسانی کی کوئی ممکنہ خیالیں کوئی مردج نہیں۔ وہ مقام صرفت جو ایک صرف ایک کا مقدار اور ایک کا نصیب تھا۔ سارے انسان اپنی پوری وقت صرف کر کے بھی اس سکنی خیالی کرنے کے تھے۔ وہ ایک ذات والاصفات، وہ ایک حقیقی محمدؐ کی حقیقی۔ جو اعمال اللہ نے آپؐ پر لازم کیے تھے ان میں سے جو بھی تھا، میں ہی آپؐ نے دوسران پر تو فرمایا۔ وہ مقام صرفت آپ نے حاصل کر لیا۔ ادھر وہ مقام صرفت ملے ہوا اور مجھوں پر کا وہ خصوصی درجہ آپ کو لا اور اللہ نے اعلان فرمادیا

لائقہ ایکٹ لکھ دینکشم وتنکشم آج میں پا کر کچھ تمارے لئے دین تھا اور پر ایک علیکشم بختی و زیستی لکشم الہلماں میں نے تمہارا اپنا اور پسند کیا میں نے تمہارے بدنیا
والسطہ اسلام کو دین

معلوم ہوا کامل میں کوئی آپؐ کے نام پائیں۔ صرفت میں کوئی آپؐ کا نام نہیں۔ اور محبوبیت میں کوئی آپؐ کی نظر نہیں۔ یہ مقام مصطفیٰ۔ امن عاشورے جو فرمایا جس فرمایا کس آپؐ کی تھی۔ اللہ کی مراد کے تم میں ہیں۔ دین دینے سے اللہ کی جو مراد تھی اس کی تھیں آپؐ نے کی۔ کائنات ہاتے سے اللہ کا جو صدقہ تھا اسے آپؐ نے پورا فرمایا۔ جو فرض تھی وہ حاصل ہو گئی۔ جو مراد تھی وہ پوری ہو گئی تو اس کے بعد آپؐ بھی دنیا سے پورہ فرمائے گئے۔ جس تھی کی

خاطر کارخانہ مدرسہ تھا جیسا کی تھا وہ صدور کا ناتمام کر کے خلد بریس کی کھیں ہو گئی۔

ربے نام اللہ کا

جب یہ جہاں آپؐ کے لئے بیانیں تو آپ کے بعد اس کو باقی رکھنے کی کام ضرورت؟ اکمال دین خلصتِ حق کی مراد پوری ہو گئی۔ خلصتِ حق کی ثبوت کا خاتم ہے۔ خلصتِ حق کی آپ کے تشریف یا جانے کا وقت نہ دیک آگئا ہے۔ خلصت سے کہ اس جہاں کی بساط بھی بس اب لپٹے جائے گوئے۔ بہت درجیں مگر کچھ وقت لگے۔ کچھ عرصہ طبع و خوبی ہوتا رہے گا۔ جو اس بدقی رہیں گی۔ اللہ کی حکمت کے تحت جب آپؐ کی دو تمام یہودیوں کی تعلق تھوڑے سے ہے ظاہر ہو گئیں۔ وہ دین پر دین صرف اللہ کا ہو گیا تو یہ خوارہ بھی لا دو دیا جائے گا۔ حق جو اللہ کے لئے ہندے کی دیواریں بفریزی اور عشق و دہشت کا عمیل مظاہر ہے۔ اس سے اس کی خفیتیں بھی مچاں ہوتی ہیں۔ کیوں کہ ایسی کی ادا بھی کے بعد آپؐ کو فضل و شرف اور مرتبہ و مقام عطا ہوں۔ اس سند سے معلوم ہوا آپؐ دنیا سے کامیاب وہ امر تک رسیں گے۔ کمال صرفت اور رضا اللہ از وطن ہوں۔ اس اعزاز کے ساتھ اللہ نے اپنے صحیب کو رماعت کیا عطا فرمائیں اور رضا کی خوشخبری کیا تھا؟

اس پارے میں قائم شاہزادہ مظہری میں فرماتے ہیں

و حجاز ان یہ کون المراد با کمال اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ تھیں دین سے مراد ہو رسول اللہؐ کی مدد و نفع ملکہ صلی اللہ علیہ کو تقرب کے اس رہنمے مکہ پہنچا دیا جاؤ گے وچھے با کمال
و سلم فی معارج الغرب الی اندازوں کے لئے قابل رہنگی ہے یہاں تک کہ آپ کے مرتبہ پہنچنے الاؤں والا خرون مرتبہ محبوبیت پر کمزور ہے کیونکہ سے ایسی آپ کی حقیقی غفران کھمان محبوبیتے است کے تمام گناہ و محاف فرمادیے خواہ وہ اللہ کے حقیقی جمیع ذنوب امته حنی الدمام۔ حقیقت ہوں یا بندوں کے حقوق سے حدیہ کیا اپنی
والسلطان (الساختہ۔ ۳) خود رجیاں اور عظام بھی معااف کر دیے گئے (مظہری اور دو

الحدشام الحدش۔ اذی الجب ۱۳۲۸ کی رات جو کام شروع کیا تھا کپورنگ سیت اس کا ایک حصہ آج ۳۰ صفر ۱۳۲۹ ہجری بکھل ہو گیا۔ خوبی اندھی کے لئے ہے۔ جس کی پارگاہ دربا سے بے یارہ واٹ اور جسی دستِ عمل کو یقین فراہم ہوئی ہے ایک بے علم و بذرک اس نے پیسحاتِ بخشی۔ اور مجھ سے اپنے صاحب ﷺ کی سیرت و شان پر یہ تمزی اربعان مرتب کروادیا۔ یہ اس کا کرم، اس کی دیوار، اس کی سہرائی اور اس کی عطا ہے۔

گرتوں افکر ہے غزوہ فرب

پڑھنے والوں سے اچھے دعا فرمائیں، مجھ سیت اللہ میرے والدین بکر من اور اساتھ و شیوخ کی سلفت بھی فرمائے اور مجھے غزوہ حوصلہ اور توہین بھی عطا کرے تاکہ اس سلطے کے یقین نہ ہاتھ بھی پایہ تھکل بکھل کر اپنی خوشبو سے ملام عثمان کو مطرکیں۔

مراجع و مصادر

- ۱) بشرح البیان فی تادیل القرآن ابن جریر الطبری (۳۱۰)
- ۲) تفسیر لقرآن اعظم عواد الدین اسما محلی بن عمر بن کثیر (۳۷۷)
- ۳) تفسیر حاکم البخاری حسین بن سعید ابو بیوی (۵۱۶)
- ۴) روح العالی فی تفسیر لقرآن اعظم عواد الدین اشناشی شہاب الدین بن حمودہ الانوی (۱۲۰)
- ۵) تفسیر الحجر الجلیل الیاسی بن محمد بن یوسف (۵۵۳)
- ۶) تفسیر قریشی الشکاری (۱۲۵۰)
- ۷) تفسیر راز الدلیل ابن جوزی (۵۹۷)
- ۸) تفسیر مقامی القیوب فرید الدین محمد بن عمر الازدي (۲۰۹)
- ۹) تفسیر الدورقی تفاسیر الایات والسور ابراهیم بن عمر الباقعی (۸۸۵)
- ۱۰) تفسیر حکیم الطوطمی سرقسطی (۳۲۵)
- ۱۱) تفسیر الہلبی ابن عادل (۸۸۰)
- ۱۲) تفسیر اور افتخاری و اسرار الادیل ناصر الدین عبد اللہ بن عمر البیهادی (۷۴۹)
- ۱۳) تفسیر بدراک و تفسیر الادیل عبد اللہ بن احمد الشعلی (۱۰۱)
- ۱۴) تفسیر علام میمن الدین بن عفی شیخ زیدی (غواص القرآن و رعنای القرآن) (۲۸)
- ۱۵) تفسیر الحکمت و الحجج عن ابو الحسن علی بن محمد الساوری (۳۵۰)
- ۱۶) تفسیر ارشاد افضل اسلیم ای حزیلۃ الكتاب ابراہیم ابو سعید محمد بن محمد (۹۸۲)
- ۱۷) تفسیر الدر المکوری فی الادلیل بالماوراء جمال الدین عبد الرحمن بن ابی بکر اسیوطی (۹۱)

- (۱۸) تفسیر باب الاولیٰ فی معانی المترتب علیٰ ابوالحسن علیٰ بن محمد القازن (۷۲۵ھ)
- (۱۹) تفسیر الجواہر الحسان فی تفسیر القرآن علیٰ عبد العزیز بن محمد العابد (۷۸۵ھ)
- (۲۰) تفسیر اخیر و اخونوی ابن عاشور (۱۳۹۳ھ)
- (۲۱) تفسیر اشواب الابیان محمد الباقر الشفیطی (۱۳۹۴ھ)
- (۲۲) تفسیر فی علاوۃ القرآن سید قطب (۱۳۸۷ھ)
- (۲۳) تفسیر لفاظ الاشارات اکثیر فی امام عبد الکریم بن حوزان الشیری (۱۳۶۵ھ)
- (۲۴) تفسیر اباجع لاکحام القرآن الیوب الشمشمشی احمد القاطنی (۱۴۰۷ھ)
- (۲۵) روح الابیان فی تفسیر القرآن اسحاق حلی (۱۴۰۷ھ)
- (۲۶) تفسیر اخراج الدینی فی تفسیر القرآن الجیہی ابن مجیہ (۱۴۲۳ھ)
- (۲۷) تفسیر اولوی فی تفسیر القرآن اکبریٰ محمد سیوطی طباطبائی (۱۴۰۸ھ)
- (۲۸) انس النهایر ابوجعفر الجوزی اباضی (۱۴۰۱ھ)
- (۲۹) تفسیر تجییر الکریم الرحمن فی تفسیر الكلام المنان عبد الرحمن بن ناصر السعیدی
- (۳۰) تفسیر تجییر اشیر طفیل اباضی (۱۴۰۲ھ)
- (۳۱) تفسیر کتاب الشهاری ابوعاصی اباضی (القرن ۳)
- (۳۲) بیان الرادی دارالعلوم ابن حیثمت ایصفا اباضی (۱۴۳۲ھ)
- (۳۳) اطرادات فی تفسیر القرآن ابن القاسم ایصفا بن محمد قطب السنبلی (۱۵۰۲ھ)
- (۳۴) تفسیر عزیزی شاه عبدالعزیز دہلوی (۱۴۲۹ھ)
- (۳۵) تفسیر مظہری عربی اردو قاضی شاہ اللہ یاری پنجی
- (۳۶) تفسیر حوارف القرآن منیٰ محمد شفیع (۱۴۳۶ھ)
- (۳۷) تفسیر حوارف القرآن مولانا ادریس کاٹمہلوی (۱۴۳۹ھ)
- (۳۸) موضع قرآن شاہ عبدالقار رہلوی (۱۴۳۰ھ)
- (۳۹) ترجیح اپنے معجم تفسیر حرفی - خلاصہ تفسیر حرفی (۱۴۶۹ھ)
- (۴۰) تفسیر بیان القرآن ابوالکلام آزاد (۱۹۵۸ھ)

- (۱) تفسیر مجددی مولانا عبدالمالک جدید ریاضی
- (۲) تفسیر جوہر القرآن شیخ القرآن مولانا علام احمد الشخان (۱۴۰۰ھ)
- (۳) اقواف القرآن مولانا عبدالله شیخ نعمانی
- (۴) انتہایی فی غریب الحجیث والاثر ابن اثیر
- (۵) اسان العرب محمد بن حکیم بن حکیم الفرزقی
- (۶) تاج العروض کنون حسن علوی محمد حسن زیدی
- (۷) الفرق المفہوی ابوہال عسکری (۱۴۰۰ھ)
- (۸) القاموس الوجید وجیہ اثریان کیراونی (۱۴۹۵ھ)
- (۹) فریجک اصلیہ مولوی سید محمد دہلوی (۱۴۱۸ھ)
- (۱۰) مصباح الہمیر فی غریب الشرح الکبیر
- (۱۱) کشف اصطلاحات الفتوح شیخ محمد علی حقانی

طوبی ریسرچ لائبریری
اسلامی اردو، انگلش کتب،
تاریخی، سفرنامے، لغات،
اردو ادب، آپ بیتی، نقد و تجزیہ

toobaa-elibrary.blogspot.com